سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

(جمعرات25، جمعتہ المبارک26، سوموار29، بدھ31۔ جولائی2013، جمعرات یکم اگست2013)
(یوم الخمیس15، یوم الجمع16، یوم الاثنین19، یوم الاربعاء21، یوم الخمیس22۔ رمضان المبارک1434ھ)

سولھویں اسمبلی: تیسرا اجلاس

جلد3: شمارہ جات : 1تا5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تیسرا اجلاس

جمعرات،25۔جولائی2013

جلد 3:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ	-----------	1
2۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	-----------	3
3۔	ایجنڈا	-----------	5
4۔	ایوان کے عہدے دار	-----------	7
5۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	9
6۔	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	-----------	10

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
7۔	چیئرمینوں کا پینل ------------	11
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)	
8۔	تمام نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	11
	اعلان	
9۔	سیکرٹری اسمبلی ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ کی وفات ------------	31
	جمعتہ المبارک، 26۔ جولائی 2013	
	جلد 3: شمارہ 2	
10۔	ایجنڈا ------------	33
11۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	35
12۔	نعت رسولِ مقبول ﷺ ------------	36
	تعزیت	
13۔	سیکرٹری پنجاب اسمبلی ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت ------------	37
	حلف	
14۔	نومنتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف ------------	37
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)	
15۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	38
16۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	71
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
17۔	مسودہ قانون (ترمیم) سروسز ٹربیونل پنجاب مصدرہ 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	79
18۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	80

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
19۔	سیکرٹری اسمبلی ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ (مرحوم) کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار -----------	81
	تحاریک استحقاق	
20۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) -----------	83
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
21۔	مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2013 -----------	85
22۔	مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان مصدرہ 2013 -----------	89
23۔	مسودہ قانون (ترمیم) بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز پنجاب مصدرہ 2013 -----------	89
24۔	مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ 2013 -----------	90
	ہنگامی قانون (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	
25۔	ہنگامی قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب مجریہ 2013 -----------	90
	قاعدہ 240 کے تحت تحریک (جو پیش ہوئی)	
26۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت تحریک کا پیش کیا جانا -----------	91
	سوموار، 29۔جولائی 2013	
	جلد 3 :شمارہ 3	
27۔	ایجنڈا -----------	94
28۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	96
29۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	97
30۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	98

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات جیل خانہ جات اور محنت وانسانی وسائل)	
31۔	قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہوا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے -----------	99
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
32۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث -----------	110
33۔	کورم کی نشاندہی -----------	149
34۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث (۔۔۔جاری) -----------	150
	اعلانات	
35۔	صدارتی انتخابات کے حوالے سے اعلانات -----------	158
	بدھ، 31۔ جولائی 2013	
	جلد 3: شمارہ 4	
36۔	ایجنڈا -----------	161
37۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ -----------	163
38۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	164
39۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	165
	سوالات (محکمہ آبکاری ومحصولات)	
40۔	قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہوا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے -----------	166
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
41۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث (۔۔۔جاری) -----------	171

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعرات، یکم اگست 2013	
	جلد 3: شمارہ 5	
42۔	ایجنڈا -----------	226
43۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	228
44۔	نعت رسول مقبولﷺ -----------	229
45۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	230
	سوالات (محکمہ زراعت)	
46۔	قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہو سکا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے -----------	231
47۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	239
	قرارداد	
48۔	شام میں مقدس اور تاریخی مقامات پر حملوں کی پُرزور مذمت -----------	240
	رپورٹ (میعاد میں توسیع)	
49۔	پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	241
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
50۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث (---جاری) -----------	242
	تعزیت	
51۔	سابق قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت -----------	276
52۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث (---جاری) -----------	277
53۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ -----------	319
54۔	انڈکس	

1

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(12)/2013/907. Dated. 17th July, 2013. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **Sardar Sher Ali Gorchani, Deputy Speaker,** Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, vice Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, who has assumed office of the Acting Governor on 17th July, 2013 (A.N.).

DR MALIK AFTAB MAQBOOL JOIYA
Secretary

3

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(28)/2013/909. Dated. 23rd July, 2013. The following Order, made by the Acting Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Rana Muhammad Iqbal Khan,** Acting Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Thursday, 25th July 2013 at 10:00 am in the Provincial Assembly Chambers Lahore."

Dated Lahore, the
23rd July, 2013

RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN
ACTING GOVERNOR OF THE PUNJAB

5

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،25۔جولائی2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کاایوان میں پیش کیاجانا

1۔ مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان2013

ایک وزیر مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز2013

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز2013ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)پنجاب اینیملز سلاٹر کنٹرول2013ایوان میں پیش کریں گے۔

6

(بی) آرڈیننس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

آرڈیننس (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) قاعدہ 240 کے تحت تحریک

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت تحریک

ایک وزیر درج ذیل تحریک پیش کریں گے:

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت اسمبلی چیمبرز کو صدارتی الیکشن 2013 کے سلسلہ میں بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

7

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیراعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمودالرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا،ایم پی اے	پی پی۔237
2۔	سردار عاطف حسین خان مزاری،ایم پی اے	پی پی۔250
3۔	جناب احسان الحق باجوہ،ایم پی اے	پی پی۔281
4۔	ڈاکٹر نوشین حامد،ایم پی اے	ڈبلیو۔356

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
2۔	کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ	:	وزیر تحفظ ماحول
3۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر توانائی، معدنیات وکان کنی*
4۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
5۔	جناب محمد آصف ملک	:	وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری
6۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفیکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔جون 2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (25 جولائی تا۔یکم اگست 2013) تفویض کیا گیا۔

8

7۔	رانا ثناءاللہ خان	:	وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / وزیر قانون و پارلیمانی امور*
8۔	محترمہ حمیدہ وحید الدین	:	وزیر ترقی خواتین
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ، آبکاری و محصولات*
10۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکولز ایجوکیشن، وزیر ہائر ایجوکیشن، امور نوجواناں* وزیر کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت*
11۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
12۔	جناب عبدالوحید چودھری	:	وزیر جیل خانہ جات
13۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
14۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر سماجی بہبود اور بیت المال
15۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
16۔	جناب آصف سعید منیس	:	وزیر خصوصی تعلیم
17۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر اوقاف اور مذہبی امور
18۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
19۔	چودھری محمد شفیق	:	وزیر صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
20۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی
21۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت*

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب مصطفیٰ رمدے

6۔ ایوان کے افسران

ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ) : جناب عنایت اللہ لک

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) : حافظ محمد شفیق عادل

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسرا اجلاس

جمعرات،25۔جولائی2013

(یوم الخمیس،15۔رمضان المبارک1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر35منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نُور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ١ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ ٢
لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ ٣ تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ
فِيهَا بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٖ ٤ سَلَٰمٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطۡلَعِ ٱلۡفَجۡرِ ٥

سورۃ القدر آیات1 تا 5

ہم نے اس(قرآن)کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع)کیا (1)اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟(2)شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے(3)اس میں روح(الامین)اور فرشتے ہر کام کے(انتظام کے) لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں(4)یہ(رات)طلوع صبح تک(امان اور) سلامتی ہے(5)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں
تو ساری زندگی کر دوں بسر طیبہ کی گلیوں میں
جدھر دیکھی اسی ماہِ مبیں کی چاندنی دیکھی
برستا نور ہے شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں
محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں ہر آنکھ پُرنم ہے
یہ دیکھا ہے محبت کا اثر طیبہ کی گلیوں میں
دُرود اُن پر سلام اُن پر، سلام اُن پر دُرود اُن پر
وظیفہ ہو یہی شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

(ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ سیکرٹری اسمبلی کی اچانک وفات پر
ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ) نے سیکرٹری اسمبلی کے فرائض انجام دیئے)

چیئرمینوں کا پینل

ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب قائم مقام سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:

1۔ جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا، ایم پی اے پی پی۔237
2۔ سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے پی پی۔250
3۔ جناب احسان الحق باجوہ، ایم پی اے پی پی۔281
4۔ ڈاکٹر نوشین حامد، ایم پی اے ڈبلیو۔356

نوٹ: سیکرٹری اسمبلی کی وفات کی بناء پر وقفہ سوالات نہ ہو سکا اس لئے تمام سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے۔

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

تمام نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع پاکپتن: پی پی۔229 میں واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کرنے کی تفصیلات

***34**: **جناب احمد شاہ کھگہ**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔229 ضلع پاکپتن میں سال 2009 تا 2013 کتنے چکوک، قصبوں اور آبادیوں کو واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت فراہم کی گئی؟

(ب) اس حلقہ میں اس وقت کن چکوک، قصبوں اور آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولت نہ ہے، حکومت پنجاب کب تک ان کو یہ سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) حلقہ پی پی۔229 پاکپتن میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے سال 10-2009 سے 13-2012 تک سات چکوک میں واٹر سپلائی اور ایک گاؤں میں سیوریج کی سہولت فراہم کی ہے جس کی کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس حلقہ میں جن چکوک، قصبوں اور آبادیوں میں سیوریج اور واٹر سپلائی کی سہولت نہ ہے ان کی تعداد بالترتیب 108 اور 101 ہے ان کی تفصیل کاپی (ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، حکومت پنجاب بدرجہ ترجیحات ان چکوک، قصبہ جات میں واٹر سپلائی و سیوریج کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاہم اس کا انحصار فنڈ کی دستیابی پر ہے۔

بہاولپور: پانی کی فراہمی کی تفصیلات

*53: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں ائرپورٹ روڈ پر اسلامی کالونی سے ملحقہ 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم کئی سال قبل بنائی گئی تھی اور وہاں الاٹیوں نے اپنے گھر بھی تعمیر کر لئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں صاف پانی کی فراہمی کے لئے پانی کی ٹینکی تعمیر کی گئی اور گھروں کو پانی کی سپلائی کے لئے پائپ بھی بچھا دیئے گئے لیکن سسٹم چالو نہ کیا جا سکا؟

(ج) موجودہ حکومت کب تک مذکورہ بالا مسئلہ کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ بہاولپور میں ایئرپورٹ روڈ پر اسلامی کالونی سے ملحق 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم محکمہ نے 92-1991 میں مکمل کی تھی اور اس وقت سکیم ہذا میں تقریباً 65 فیصد مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ سکیم مذکورہ میں پانی کی فراہمی کے لئے ٹینکی تعمیر کی گئی اور گھروں میں پانی کی فراہمی کے لئے پائپ بھی بچھائے گئے الاٹمنٹ کے بعد 93-1992 میں پانی کی فراہمی کے

سسٹم کو چالو کر دیا گیا تھا۔ مگر Colonization بروقت / مقررہ مدت (تین سال) میں تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے سسٹم بند کر دیا گیا تاکہ پانی اور بجلی کے ضیاع کو بچایا جا سکے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پانی کی فراہمی کے پائپ وغیرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے اور فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے واٹر سپلائی کی مرمت و فراہمی کا کام نہ ہو سکا۔ تاہم واٹر سپلائی سسٹم کی مرمت و بحالی کے لئے 30 لاکھ کا تخمینہ لگایا گیا جو کہ جلد ہی فائنل منظوری کے لئے مجاز حکام (پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ) کو بھیج دیا جائے گا۔ منظوری ہونے اور فنڈز کی دستیابی پر پانی کے سسٹم کو چالو / بحال کر دیا جائے گا۔

(ج) جیسے کہ جز (ب) میں بتا دیا گیا ہے۔

بہاولپور میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے شروع کئے گئے میگا پراجیکٹ کی تفصیلات

*54: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چند سال قبل پورے بہاولپور کو صاف پانی کی سپلائی کے حوالہ سے ڈسٹرکٹ حکومت بہاولپور نے اربوں روپے کی مالیت کا ایک منصوبہ تیار کیا، بہاولپور کی ایک بڑی نہر کے ساتھ ساتھ متعدد بور کر کے مشینری فٹ کی گئی، گھروں تک سپلائی پائپ بھی بچھا دیئے گئے لیکن منصوبہ چالو نہ کیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بروقت منصوبہ چالو نہ کرنے کی وجہ سے اربوں روپے کا نقصان ہوا؟

(ج) کیا اس نقصان کے ذمہ داران اور وہاں پر تعینات ہونے والے ڈی سی اوا ور کمشنرز کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟

(د) کیا حکومت پنجاب بجٹ 14-2013 میں اس منصوبہ کو چالو کرنے کے لئے رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ کے زیر انتظام بہاولپور کے شہر کے لئے صاف پانی کا منصوبہ مالی سال2006-07 میں آغاز ہوا جس کی تخمینہ لاگت تقریباً248.789 ملین ہے-اس منصوبہ کے تحت شہر کو پانی کی سپلائی کے لئے 18 عدد ٹیوب ویل 8 عدد گراؤنڈ سٹوریج ٹینک، پانی کی ٹینکی(Overhead reserved) "3 سے لے کر "24 تک 2,20,000 فٹ پائپ اور 5000 ہاؤس کنکشن کی تبدیلی پر کام کیا گیا-

اس منصوبے پر سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت فنڈز کا اجراء مالی سال2006-07 سے لے کر مالی سال2012-13 تک مرحلہ وار جاری رہا جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے:-

(1)	سال2006-07	4.117 ملین
(2)	سال2007-08	91.929 ملین
(3)	سال2008-09	58.282 ملین
(4)	سال2009-10	19.731 ملین
(5)	سال2010-11	27.469 ملین
(6)	سال2011-12	12.098 ملین
(7)	سال2012-13	18.019 ملین
	کل رقم	233.402 ملین

جاری کردہ فنڈز کے مطابق موقع پر کام کی تکمیل تقریباً90 فیصد ہو چکی ہے۔ شہر کی آبادیاں مقبول کالونی، اسلامی کالونی اور ماڈل ٹاؤن سی مستفید ہو رہی ہیں جبکہ بقایا پانچ آبادیوں کو منصوبے کی تکمیل کے بعد پانی فراہم کر دیا جائے گا۔ موجودہ صورتحال میں درج ذیل کام ابھی باقی ہے۔

(2) سکیم ہذا کے 18 عدد ٹیوب ویلوں کا کام مکمل ہے جن میں 11 عدد ٹیوب ویل چالو کر دیئے گئے ہیں اور بقایا7 عدد ٹیوب ویل اور 7 گراؤنڈ سٹوریج ٹینک کی چلت کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے واپڈا کو Demand Notices کی ادائیگی حال ہی میں کر دی ہے۔ جون2013 میں6.000 ملین روپے واپڈا کو ادا کئے گئے-

(3) شہر کی آبادیوں میں جو کہ بمطابق نقشہ منظور شدہ ہے۔

(1)	ماڈل ٹاؤن بی	(2)	ٹرسٹ کالونی
(3)	کوثر کالونی	(4)	بستی کرناں

(5) اندرون شہر ان آبادیوں کو 7 عدد ٹیوب ویل اور 7 عدد گراؤنڈ سٹوریج ٹینک پر بجلی کی تنصیب کے بعد پانی کی سپلائی جاری کر دی جائے گی۔

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ بہاولپور کے زیر انتظام منصوبے کی لاگت 248.7890 ملین روپے ہے جس پر اب تک 233 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور شہر کی 3 عدد آبادیاں پینے کے صاف پانی سے مستفید ہو رہی ہیں۔اس طرح اربوں روپے کا نقصان درست نہ ہے۔

(ج) اس منصوبے پر کوئی نقصان نہ ہوا ہے اور مذکورہ منصوبے میں منظور شدہ کام کے scope کے مطابق کام کیا گیا ہے۔

(د) حکومت پنجاب کی جانب سے مالی سال ترقیاتی بجٹ 14-2013 میں 15.000 ملین روپے بقایا مختص کئے گئے ہیں جن کے فراہم کرنے کے بعد پراجیکٹ کی تکمیل ہو گی۔یہ رقم بقایا کام پائپ لائن بچھانے اور مشینری کی تنصیب کی مد میں خرچ کی جائے گی۔

ضلع فیصل آباد: 69۔ رب رحمان پورہ میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کی تفصیلات

*59: جناب اعجاز خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل جڑانوالہ میں گاؤں 69ر۔ب رحمان پورہ میں پینے کے پانی کی ٹینکی یکم جنوری 2008 سے بند ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گاؤں کی راجباہ سے ٹینکی کو پانی مہیا کیا جاتا ہے اور اس پانی سے چند بااثر کسان اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں جس کی وجہ سے ٹیل والوں نے یہ پانی بند کروادیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ بااثر افراد ٹینکی کے رقبہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس ٹینکی کو چالو کروانے اور گاؤں والوں کو صاف پانی پینے کے لئے مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) درست ہے۔مذکورہ سکیم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ کی طرف سے 1986 میں تیار کی گئی تھی اور محکمہ نے تسلی بخش طریقے سے چلانے کے بعد گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق 2000 میں یہ سکیم یوزر کمیٹی کو ہینڈاوور کر دی۔یہ سکیم 2008 تک یوزر کمیٹی چلاتی رہی اس کے بعد سے یہ سکیم بند ہے۔یہ سکیم اپنے ڈیزائن کی مدت پوری کر چکی ہے۔

(ب) سکیم 2008 میں بند ہوئی لیکن موگہ سے سکیم کے لئے پانی کی فراہمی 2009 تک جاری رہی۔ تمام کسان چوری چھپے اس پانی سے کھیت سیراب کرتے رہے۔اس دوران خام نہری پانی کے واجبات (آبیانہ) کی مد میں بقایا جات تقریباً 150000 روپے بذمہ یوزر کمیٹی ہو گئے۔یوزر کمیٹی نے ان کسانوں کے خلاف کوئی مؤثر اقدام اٹھایا اور نہ ہی ان کے خلاف پولیس میں کوئی مقدمہ درج کروایا البتہ اس نے 2009 میں محکمہ آبپاشی پنجاب کو کھلی کچہری میں پانی چوری کی اطلاع کی جس کے نتیجے میں مذکورہ موگہ سے تاحال سکیم کے لئے پانی کی فراہمی بند کر دی گئی ہے۔

(ج) درست ہے۔اگر سکیم کی بحالی نہ کی گئی تو ٹینکی کے رقبہ پر قبضہ بالکل ممکن ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یہ سکیم اپنے ڈیزائن کی مدت پوری کر چکی ہے اور اس کی بحالی کی ضرورت ہے جس کے لئے تخمینہ لاگت مبلغ 70.00 ملین روپے درکار ہیں مطلوبہ فنڈز کی فراہمی کے بعد سکیم کی بحالی کی جا سکتی ہے۔

لاہور: جناح باغ کے فیملی پارکس کے مسائل کی تفصیلات

*66: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) جناح باغ لاہور میں کل کتنے ملازمین تعینات ہیں، ان سب کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جناح باغ میں دو چلڈرن / فیملی پارک ہیں جن میں بچوں اور فیملی کے علاوہ جوان لڑکوں کے داخلے پر پابندی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں چلڈرن / فیملی پارکوں پر ایک عرصہ سے کوئی توجہ نہ دی گئی جس کی وجہ سے ان میں گھاس اکھڑ چکی ہے، وہاں تنصیب بچوں کی سلائیڈیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور جوان لڑکوں کو داخلے سے روکنے کے لئے کوئی سکیورٹی نہ ہے جس کی وجہ سے اس پارک کا حسن خراب ہو کر رہ گیا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جناح باغ لاہور میں موجود دونوں چلڈرن / فیملی پارکوں میں بچوں کے لئے نئی سلائیڈیں اور گھاس لگانے، لڑکوں کے داخلے

پر پابندی کے انتظامات کرنے اور ان پارکوں کی خوبصورتی پر توجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) باغ جناح میں تعینات ملازمین کی لسٹ بمطابق نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ باغ جناح میں دو چلڈرن پارکس ہیں جن میں صرف بچوں اور فیملی کے داخلہ کی اجازت ہے۔جبکہ جوان لڑکوں کے داخلے پر پابندی ہے۔تاہم چھٹی والے دن ان چلڈرن پارک میں رش ہونے کی وجہ سے بسا اوقات فیملی کے ساتھ آئے ہوئے نوجوان ان چلڈرن پارکس میں داخل ہو جاتے ہیں جن کو سکیورٹی سٹاف باغ جناح بلا تامل باہر نکال دیتا ہے۔مزید برآں چلڈرن پارک مال روڈ سائیڈ باغ جناح کے اندر حضرت بابا شرف الدینؒ کا دربار واقع ہے اس دربار پر عقیدت مند فاتحہ پڑھنے کے لئے داخل ہوتے ہیں جنہیں دعا مانگنے کے بعد فوراً چلڈرن پارک سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔

(ج) یہ سوال مبنی بر حقیقت نہ ہے کہ مذکورہ چلڈرن پارکس پر ایک عرصہ سے کوئی توجہ نہ دی گئی ہے جس سے ان پارکس کا حسن خراب ہو کر رہ گیا ہے۔درحقیقت باغ جناح میں مفت تفریحی سہولیات میسر ہونے کی وجہ سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد روزانہ اس باغ میں آتی ہے اور اس کی خوبصورتی، رعنائی اور تفریحی سہولیات سے محظوظ ہوتی ہے۔باغ جناح کے دیگر حصوں کی طرح ان چلڈرن پارکس پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے تاکہ اس کے حسن و رعنائی کو برقرار رکھا جائے تاہم ان پارکس میں لگائی گئی گھاس کی مناسب نشوونما اس وجہ سے نہ ہو پاتی ہے کہ عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد ان پارکس میں داخل ہوتی ہے اور ان کے اچھلنے کودنے کی وجہ سے لگائی گئی گھاس کی بروقت نشوونما نہ ہو پاتی ہے۔پھر بھی انتظامیہ باغ جناح نقصان زدہ پلاٹس میں دوبارہ گھاس لگا دیتی ہے اور نوجوانوں کے داخلہ پر مستقل پابندی عائد ہے۔ان پارکس میں نصب شدہ بچوں کی سلائیڈیں پرانی ہو چکی ہیں جن کو بروقت مرمت کر کے قابل استعمال بنایا جاتا ہے۔جہاں تک ان پارکس میں جوان لڑکوں کے داخلے کا سوال ہے چھٹی والے دن ان چلڈرن پارک میں رش ہونے کی وجہ سے بسا اوقات فیملی کے ساتھ آئے ہوئے نوجوان ان چلڈرن پارکس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جن کو سکیورٹی سٹاف باغ

جناح بلا تامل باہر نکال دیتا ہے،مزید برآں چلڈرن پارک مال روڈ سائیڈ باغ جناح کے اندر حضرت بابا شرف الدینؒ کا دربار واقع ہے اس دربار پر عقیدت مند فاتحہ پڑھنے کے لئے داخل ہوتے ہیں جنہیں دعا مانگنے کے بعد فوراً چلڈرن پارک سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔

(د) جزہائے بالا کا تفصیلی جواب اوپر دیئے گئے پیرائے میں بیان کر دیا ہے مزید برآں انتظامیہ پی ایچ اے و باغ جناح، ان چلڈرن پارکس کی خوبصورتی اور حسن کو بحال رکھنے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے۔ان پارکس میں نصب شدہ سلائیڈوں کو بروقت مرمت کر کے قابل استعمال رکھا جاتا ہے اور نقصان زدہ حصوں میں دوبارہ گھاس لگا دی جاتی ہے اور نوجوانوں کے داخلہ پر مستقل پابندی عائد ہے کیونکہ ان چلڈرن پارکس میں داخلہ فری ہوتا ہے جس وجہ سے عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد ان تفریحی تنصیبات سے محظوظ ہوتی ہے اور گنجائش سے زیادہ عورتوں اور بچوں کی تفریحی تنصیبات کے استعمال سے بسا اوقات ان کو مرمت کرنے میں وقت درکار ہوتا ہے۔

لاہور:ٹیوب ویلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*91:میاں محمد اسلم اقبال:کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں کتنے ٹیوب ویل نصب ہیں، کتنے اس وقت ٹھیک اور کتنے خراب پڑے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔148لاہور میں گٹروں کا پانی صاف پینے کے پانی میںmixہو کر آرہا ہے،اس بارے میں حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ج) واسا کو دیئے جانے والے سالانہ بجٹ13۔2012کی تمام تر تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) واسا میں کتنے مستقل/ورک چارج ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومتOverhead tanksلاہور میں پانی کی قلت دور کرنے کے لئے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) لاہور میں 483 ٹیوب ویل نصب ہیں، تمام ٹیوب ویل اس وقت ٹھیک ہیں۔ ٹیوب ویل خراب ہونے کی صورت میں اسے 24 گھنٹے کے اندر مرمت کروا کے چلا دیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حلقہ پی پی۔148لاہور میں گٹروں کا پانی صاف پینے کے پانی میںmixہو کر آ رہا ہے۔ حال ہی میں پی پی۔148 اور اس کے ملحقہ علاقوں سے پینے والے پانی کے 66 نمونے واسا لیبارٹری نے حاصل کئے۔ان تمام نمونوں کو واسا لاہور کی لیبارٹری میں چیک /ٹیسٹ کیا گیااور یہ تمام پانی کے نمونے درست قرار پائے ہیں۔رپورٹ منسلک(اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی واسالاہور کی اولین ترجیح ہے اس سلسلے میں حکومت پنجاب کی ہدایت پر درج ذیل اقدامات اٹھائے جارہے ہیں۔

1۔ پانی میں ہائپو کلورائیٹ محلول ملایا جارہا ہے۔

2۔ پائپ لائنوں کو بوقت ضرورت صاف کیا جارہا ہے۔

3۔ رات کو پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھا جاتا ہے۔

(ج) واسالاہور کا مالی سال2012-13کا سالانہ بجٹ کچھ اس طرح ہے:

کل آمدنی= 3758.700ملین روپے

کل خرچ= 6745.700ملین روپے

مزید تفصیل منسلک(بی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) واسامیں5244مستقل جبکہ1870ورک چارج ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ہ) فی الحال واسالاہور میںOverhead tanksبنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

لاہور:رسول پارک کے ڈسپوزل پمپ کی مرمت کا مسئلہ

*95:میاں محمد اسلم اقبال:کیاوزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسارسول پارک (لاہور)کاڈسپوزل پمپ جو کہ بہت ہی خستہ حالت میں ہےاوراس کاڈرین پائپ جگہ جگہ سے پھٹ چکا ہے؟

(ب) کیاحکومت اس ڈسپوزل پمپ کی موسم برسات سے پہلے مرمت کروانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیرہاؤسنگ وشہری ترقی اورپبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویراسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ واسارسول پارک (لاہور)کاڈسپوزل پمپ بہت ہی خستہ حالت میں ہے۔یہ ڈسپوزل سٹیشن پرانا ہے البتہ درست حالت میں کام کر رہا ہے۔اگرچہ اس کاڈرین

پائپ اچھی حالت میں نہ ہے۔تاہم جب بھی کبھی یہ ڈرین پائپ لیک کرتا ہے اسے جلد از جلد مرمت کروا کے ڈسپوزل سٹیشن کو چلادیا جاتا ہے۔

(ب)رسول پارک ڈسپوزل سٹیشن درست حالت میں کام کر رہا ہے۔

لاہور: جوہر ٹاؤن میں گندے پانی کی فراہمی کے باعث وبائی امراض پھیلنے کا معاملہ

*99: میاں طاہر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن اے ون اور ای ون بلاک میں پینے کا پانی دو ماہ سے گندہ اور بدبودار آرہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر لوگوں کو صاف پانی نہ مہیا کیا گیا تو علاقہ میں گیسٹر واور ہیپاٹائٹس کی بیماری پھیلنے کا شدید خدشہ ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا مسئلہ کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ جوہر ٹاؤن اے ون(A1)اور ای ون(E1)بلاک میں پینے کا پانی دو ماہ سے گندہ اور بدبودار آرہا ہے۔ماہ جولائی2013 میں جوہر ٹاؤن اے ون (A1)اور ای ون(E1) بلاک سے پینے والے پانی کے 19 نمونے واسا لیبارٹری نے حاصل کئے۔ان تمام نمونوں کو واسا لاہور کی لیبارٹری میں چیک/ٹیسٹ کیا گیا اور یہ تمام پانی کے نمونے درست قرار پائے ہیں۔رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی واسا لاہور کی اولین ترجیح ہے۔اس قسم کی شکایت موصول ہونے پر فوری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور 24 گھنٹے کے اندر شکایت کا ازالہ کیا جاتا ہے۔

(ب) لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔گندہ پانی کی شکایت موصول ہونے پر فوری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ج) لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔گندہ پانی کی شکایت موصول ہونے پر فوری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں:

1- پانی میں ہائپو کلورائیٹ محلول ملایا جارہا ہے۔
2- پائپ لائنوں کو بوقت ضرورت صاف کیا جارہا ہے۔
3- رات کو پائپ لائنوں میں مثبت دباؤ رکھا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*151: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ ہاؤسنگ کے کتنے ملازمین کس کس گریڈ میں کام کر رہے ہیں ان کے نام اور گریڈ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین ڈیلی ویجز/کنٹریکٹ پر کب سے کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) (I) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی

ضلع وہاڑی دفتر سیکرٹری ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی کے دفتر میں مندرجہ ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں:-

1- عرفان احمد، ہیڈ کلرکBS-14 ریگولر
2- انور نیازی، سب انجینئر گریڈ16 ریگولر
3- مقصود احمد جونیئر کلرک گریڈ07 ریگولر
4- غزالہ نقوی، جونیئر کلرک گریڈ07 ریگولر
5- عبدالسلام جونیئر کلرک گریڈ07 ریگولر
6- ذیشان نائب قاصد گریڈ01 کنٹریکٹ
7- محمد سلیم سینٹری ورکر گریڈ01 ریگولر
8- لائق علی چوکیدار گریڈ01 ریگولر

(ii) پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈیپارٹمنٹ

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈویژن وہاڑی میں گریڈ 1تا 18 کی کل 83 نشستیں ہیں، جن میں گریڈ18 کی1، گریڈ17 کی 6، گریڈ16 کی3، گریڈ 14 کی1، گریڈ13 کی1، گریڈ12 کی 7، گریڈ11 کی18، گریڈ9 کی3، گریڈ7 کی9، گریڈ6 کی 4، گریڈ5 کی 4، گریڈ2 کی 1، گریڈ1 کی 22، جن پر اس وقت گریڈ1تا گریڈ18 کے 80 ملازمین کام کر رہے ہیں اور 3 نشستیں خالی ہیں۔خالی

نشستوں میں surveyor کی 2 نشستیں اور CBM کی ایک نشست خالی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) (i) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی

دفتر ہذا میں مندرجہ بالا جملہ ملازمین میں سے صرف ایک ملازم ذیشان 3 سالہ کنٹریکٹ پر مورخہ 12-09-20 سے کام کر رہا ہے۔

(ii) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن وہاڑی میں ڈیلی ویجز پر کوئی بھی ملازم کام نہیں کر رہا ہے جبکہ کل 83 نشستوں میں کنٹریکٹ پر گریڈ1 تا گریڈ17 کی 59 نشستیں ہیں جن پر اس وقت گریڈ1 تا17 کے 56 ملازمین کام کر رہے ہیں اور کنٹریکٹ ملازمین کی 3 نشستیں خالی ہیں اور 4ملازمین سال2005 سے اور 52ملازمین سال2007 سے کام کر رہے ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب ان ملازمین کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس سلسلے میں ایک نوٹیفکیشن نمبر DS(O&M)(S&GAD)5-3/2013 مورخہ 01-03-2013 بھی جاری کیا گیا ہے جس کے مطابق ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو ان تمام ملازمین کے ریکارڈ کا جائزہ لے کر ان کو ریگولر کرنے کی سفارش کرے گی جیسے ہی کمیٹی کی سفارشات موصول ہوں گی، حکومت پنجاب ان سفارشات کی روشنی میں ان ملازمین کو ریگولر کر دے گی لیکن اس رعایت کا اطلاق ان ملازمین پر نہیں ہوگا، جن کی تقرری کسی ترقیاتی سکیم پر یا کسی پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ پر ہوئی تھی، نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، تاہم پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے پراجیکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے کے لئے جناب وزیراعلیٰ پنجاب کو ایک سمری ارسال کی تھی جس پر جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے مندرجہ احکامات صادر فرمائے تھے۔

i. "پراجیکٹ ملازمین کی عارضی اسامیوں کو ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے مطابق اخبار میں مشتہر کیا جائے تاہم پراجیکٹ ملازمین بھی اس میں درخواست دینے کے مستحق ہوں گے۔"

ii. ایسے کنٹریکٹ ملازمین کی مدت ملازمت میں جو "ایس این ای" کے مطابق تعینات ہیں ان کے لئے مزید چھ ماہ کی توسیع مورخہ 31-12-2013 تک کر دی گئی ہے۔

ضلع وہاڑی: واٹر سپلائی کے منصوبوں کی تفصیلات

*152: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل وہاڑی میں2012-13میں واٹر سپلائی کے منصوبوں پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟
(ب) کتنے اور کون کون سے واٹر سپلائی کے منصوبہ جات پر کام جاری ہے اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟
(ج) یہ منصوبہ جات کن کن علاقوں میں شروع کئے گئے ہیں، ان علاقہ جات کے نام، تخمینہ لاگت سے علاقہ وار ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) تحصیل وہاڑی میں مالی سال2012-13 میں واٹر سپلائی کے دو منصوبوں پر کام ہوا جن کی لاگت 7.474ملین روپے ہے۔
(ب) تحصیل وہاڑی میں مالی سال2012-13 میں واٹر سپلائی کے مکمل کئے گئے منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:
1) منصوبہ برائے بحالی/توسیع رورل واٹر سپلائی سکیم چک نمبرEB/218 چک نمبرEB/216 لاگت2.549ملین روپے۔
2) منصوبہ برائے بحالی/توسیع رورل واٹر سپلائی سکیم چک نمبرWB/81 لاگت4.925ملین روپے اور اس وقت کوئی منصوبہ زیر تکمیل نہ ہے۔
(ج) تحصیل وہاڑی میں واٹر سپلائی کے دونوں منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور مالی سال 2013-14میں تحصیل وہاڑی میں واٹر سپلائی کا کوئی نیا منصوبہ جاری نہ ہے۔

ضلع لاہور: رہائشی سکیموں میں ترقیاتی کام نہ کروانے والوں کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*176: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—
(الف) سال2012اور2013کے دوران ضلع لاہور میںLDAنے کتنی پرائیویٹ رہائشی سکیموں میں ترقیاتی کام نہ ہونے کی وجہ سے کارروائی کی؟
(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں42پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کے خلاف کارروائی نہ کی گئی، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ ایل ڈی اے کا قیام 1975 میں لایا گیا۔ اپنے قیام سے اب تک محکمہ ایل ڈی اے نے 240 پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں منظور کی ہیں بمطابق قانون ڈویلپرز اپنی سکیم میں ترقیاتی کام مکمل کرنے کا پابند ہے اس کے علاوہ ایل ڈی اے سکیم کی منظوری کے وقت 20 فیصد پلاٹ رہن رکھ لیتا ہے کہ اگر ترقیاتی کام مکمل نہ ہو سکیں تو ان رہن شدہ پلاٹوں کو فروخت کر کے باقی ماندہ ترقیاتی کام مکمل کیا جا سکے۔ ترقیاتی کاموں کی بروقت تکمیل اور نگرانی کے لئے محکمہ ایل ڈی اے نے ایک علیحدہ ڈائریکٹوریٹ آف انجینئرنگ، پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم قائم کر دیا ہے۔ جو تمام پرائیویٹ سکیموں کا سروے کر رہا ہے اور ڈویلپرز کو موقع پر بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ جلد از جلد ترقیاتی کاموں کی تکمیل کریں۔ اس ڈائریکٹوریٹ کی کوششوں سے 70 فیصد ترقیاتی کام مکمل کروائے گئے ہیں۔ مزید برآں اس ڈائریکٹوریٹ کی ذمہ داری ہے کہ ترقیاتی کام چیک کرے تاکہ معیاری انفراسٹرکچر مہیا کیا جا سکے اور ترقیاتی کاموں کی بروقت تکمیل ممکن بنائی جا سکے جن سکیموں کے ترقیاتی کام بروقت مکمل نہ ہوئے تھے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے اور کچھ سکیموں میں رہن شدہ پلاٹ ٹیک اوور کر لئے گئے ہیں تاکہ ان پلاٹوں کو فروخت کر کے ترقیاتی کام مکمل کروائے جا سکیں۔ ان سکیموں کے کچھ پلاٹ فروخت کر دیئے گئے ہیں جبکہ دیگر ڈویلپرز نے عدالتوں سے رجوع کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے ایسے ڈویلپرز جو ترقیاتی کام بروقت مکمل نہ کرتے ہیں ان کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہوئے چالان زیر دفعہ (5)13 ایل ڈی اے ایکٹ 1975 مرتب کر کے مجسٹریٹ کو بھجوائے جاتے ہیں جو کہ زیر دفعہ 34،33 ایل ڈی اے ایکٹ 1975 سمری ٹرائل کرتا ہے۔

(ب) ایل ڈی اے صرف اپنے کنٹرولڈ ایریا میں سکیموں کے بارے میں کارروائی کا مجاز ہے سارے ضلع لاہور کا کنٹرول ایل ڈی اے کے پاس ہے اور نہ ہی یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے اپنے کنٹرولڈ ایریا میں 42 پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کے خلاف کارروائی نہ کی ہے بلکہ ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں اگر کوئی ڈویلپر منظور شدہ سکیم پلان کی خلاف ورزی کرتا ہے تو محکمہ قانون کے مطابق کارروائی کرتا ہے اور مالکان کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے سکیم کے دفاتر کو سیل کر دیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ غیر قانونی اور غیر معیاری

انفراسٹرکچر کو مسمار کر دیا جاتا ہے عوام کی معلومات کے لئے اخبار میں نوٹس بھی جاری کئے جاتے ہیں مزید یہ کہ ایل ڈی اے کی ویب سائٹ بھی بنادی گئی ہے تاکہ لوگ پلاٹ خریدنے سے پہلے پلاٹ سے متعلق ضروری معلومات حاصل کر سکیں اور معلوم کر سکیں کہ سکیم منظور شدہ ہے اور پلاٹ رہن شدہ نہ ہے ایل ڈی اے نے منظور شدہ سکیموں میں پبلک بلڈنگز کے لئے مختص رقبہ بابت قبرستان، پارک وغیرہ پر قبضہ اور تجاوزات کو روکنے کے لئے ایک علیحدہ ڈائریکٹوریٹ اسٹیٹ مینجمنٹ پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم بنادیا ہے جو کہ ناجائز قبضہ کی صورت میں کارروائی عمل میں لاتا ہے۔

لاہور: ایل ڈی اے کے الاٹ شدہ پلاٹس کے تبادلہ کے لئے تحریری رضامندی کی تفصیلات

*256: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے میں پہلے سے الاٹ شدہ پلاٹس کے آپس میں تبادلہ کے لئے دونوں الاٹیز کی تحریری رضامندی ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر سوسائٹی کی انتظامیہ الاٹ شدہ پلاٹ کا تبادلہ کسی بھی گراؤنڈ یا دیگر مختص شدہ رقبہ سے کرے تو الاٹی کی تحریری رضامندی ضروری ہے؟

(ج) ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے جن پلاٹس کے آپس میں تبادلے کئے گئے ہیں ان پلاٹس کے نمبر اور الاٹیز کی طرف سے تحریری رضامندی کے ثبوت فراہم کریں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر مذکورہ تبادلہ جات الاٹیز کی باہمی رضامندی سے نہیں ہوئے تو کیا حکومت ذمہ داران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ اور تبادلے سے ایل ڈی اے کا کوئی تعلق نہ ہے۔

(ب) سوسائٹی انتظامیہ الاٹ شدہ پلاٹس کا تبادلہ کسی بھی گراؤنڈ یا دیگر مختص شدہ رقبہ پر نہ کر سکتی ہے۔

(ج) پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم کے پلاٹوں کی لین دین کا ایل ڈی اے سے کوئی تعلق نہ ہوتا ہے۔مزید یہ کہ ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور، ایل ڈی اے سے منظور شدہ سکیم نہ ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ کسی بھی پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم کے پلاٹس کی لین دین میں ایل ڈی اے کا کسی قسم کا تعلق نہیں ہوتا ہے۔

لاہور: عوامی ولاز کے نام شروع کی جانے والی رہائشی سکیم کے مالکان کی عوام سے فراڈ کرنے کی تفصیلات

*359: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں بحریہ ٹاؤن پرائیویٹ لمیٹڈ نے عوامی ولاز کے نام پر ایک رہائشی سکیم شروع کی اور عوام الناس کو پانچ لاکھ روپے میں مکمل گھر بنا کر عرصہ دو سال میں دینے کا وعدہ کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ گھر لاہور میں فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب یہ گھر لاہور کی بجائے رائیونڈ میں دیئے جانے کا امکان ہے نیز عرصہ دو سال گزر جانے کے باوجود اس سکیم پر کوئی ایک گھر بھی نہیں بنا اور یہ سکیم لاہور ٹھوکر نیاز بیگ سے بیس کلومیٹر کے فاصلے پر لانچ کی جارہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے مالکان نے عوام الناس سے تمام اقساط وصول کر لی تھیں جس کی کل رقم پانچ لاکھ روپے ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکیم کو مقررہ وقت میں مکمل نہ کرنے اور لوگوں کو وقت پر گھر فراہم نہ کرنے اور دھوکہ دہی سے لاہور کی بجائے رائیونڈ میں سکیم بنانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ایل ڈی اے نے یو بی ڈی کینال پر بحریہ ٹاؤن سیکٹر اے کے نام سے 1998 میں سکیم منظور کی اور اس کے علاوہ بحریہ ٹاؤن (سفاری ٹاؤن) کے نام سے رائیونڈ روڈ پر 2007 میں سکیم منظور کی۔اس کے علاوہ اور کوئی سکیم یا سیکٹر بحریہ ٹاؤن کے نام سے منظور کیا گیا ہے اور نہ ہی عوامی ولاز کے نام سے کوئی سکیم منظور کی گئی ہے۔مزید برآں یہ کہ ایل ڈی اے نے اخبارات میں اشتہارات دے کر عوام کو خبردار کیا ہے کہ سیکٹر ڈی،ای اور ایف واقع UBD کینال اور بحریہ سفاری ٹاؤن (بحریہ آرچرڈ فیز-II) رائیونڈ روڈ لاہور غیر قانونی سکیمیں ہیں اور عوام الناس ان سکیموں میں خرید و فروخت سے خبردار رہیں۔

(ب) تفصیلی جواب (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

(ہ) تفصیلی جواب (الف) میں دیا جا چکا ہے لہذا ایل ڈی اے نے بحریہ ٹاؤن کی غیر قانونی سکیموں کے بارے میں اشتہارات دیئے ہیں اور قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی گئی ہے۔کیونکہ پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم اینڈ لینڈ سب ڈویژن رولز 2010 کی دفعہ (2)18 کے تحت کسی بھی سکیم میں پلاٹوں کی مارکیٹنگ اور خرید و فروخت کے اشتہارات اس وقت تک نہیں دیئے جا سکتے جب تک کہ متعلقہ اتھارٹی سے سکیم کی منظوری نہ لے لی جائے۔مزید برآں اگر کوئی سپانسر غیر قانونی طور پر کسی سکیم میں ترقیاتی کام کرے گا تو ایل ڈی اے اس کے خلاف ایل ڈی اے ایکٹ 1975 کی دفعہ 40 کے تحت کارروائی کرنے کا مجاز ہے اور اس کے علاوہ ایل ڈی اے ایکٹ کی دفعہ 33 اور 38 کے تحت جرمانہ اور قید کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔ان قوانین کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی اور معاملہ ہائی کورٹ میں زیر التواء ہے۔

ضلع پاکپتن: واٹر سپلائی کی سکیموں کی تفصیلات

*383: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں سال11-2010تا13-2012 کتنی رقم کس کس واٹر سپلائی کی سکیم پر خرچ ہوئی، نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟
(ب) کتنی واٹر سپلائی کی سکیمیں مکمل ہو گئی ہیں اور کتنی زیر تکمیل ہیں؟
(ج) جو سکیمیں ابھی زیر تکمیل ہیں حکومت کب تک مکمل کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):
(الف) ضلع پاکپتن میں سال11-2010تا13-2012 میں کل 30 عدد واٹر سپلائی سکیمیں مکمل کی گئیں۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
(ب) ضلع پاکپتن میں 29 سکیمیں مکمل ہو گئی ہیں اور ایک واٹر سپلائی سکیم قبولہ ٹاؤن تحصیل عارف والا ڈسٹرکٹ پاکپتن زیر تکمیل ہے۔
(ج) ضلع پاکپتن میں ایک واٹر سپلائی سکیم قبولہ ٹاؤن تحصیل عارف والا ڈسٹرکٹ پاکپتن زیر تکمیل ہے جو کہ حکومت14-2013 میں مکمل کرنے کاارادہ رکھتی ہے۔

شیخوپورہ:پی پی۔166 میں لگائے گئے ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*392:جناب فیضان خالد ورک:کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) پی پی۔166 شیخوپورہ میں2010 سے آج تک محکمہ نے کتنے ٹیوب ویلز کہاں کہاں لگائے؟
(ب) اس حلقہ میں حکومت مزید کتنے واٹر سپلائی کے لئے ٹیوب ویلز کہاں کہاں لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):
(الف) محکمہ ہذا نے حلقہ پی پی۔166 میں2010 سے آج تک کوئی بھی ٹیوب ویل نہیں لگایا۔
(ب) سالانہ ترقیاتی پروگرام14-2013 میں اس حلقہ (پی پی۔166) میں کوئی نیا منصوبہ واٹر سپلائی کے لئے ٹیوب ویل لگانے کا نہ ہے، تاہم عوامی حلقوں کی ڈیمانڈ پر غور کیا جا سکتا ہے۔ پانی ٹیسٹ کروانے کے بعد ضرورت کے پیش نظر نئی واٹر سپلائی سکیم کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے لئے سفارش کی جا سکتی ہے۔

راولپنڈی: محکمہ کو فراہم کیا گیا بجٹ و دیگر تفصیلات

*420: جناب اعجاز خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ راولپنڈی کو سال13۔2012 کے دوران کل کتنی رقم کس کس مد میں موصول ہوئی؟

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران کتنی رقم کن کن سکیموں پر خرچ ہوئی، سکیموں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل وغیرہ کی مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) اس وقت کتنی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی پر کام ہو رہا ہے، جن سکیموں پر کام ہو رہا ہے وہ کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ راولپنڈی کو سال13-2012 کے دوران مندرجہ ذیل رقوم مختلف مدوں میں موصول ہوئیں:۔

-1	سالانہ ترقیاتی منصوبے(ADP)	272.764 (Million)
-2	ایم این اے،ایم پی اے چالیس ملین کے پیکج	47.500 Million
-3	ایم این اے ضلعی پیکج	7.000 Million
-4	سپیشل پیکج	5.000 Million
-5	سپلیمنٹری گرانٹ	15.500 Million
-6	ضلعی سالانہ ترقیاتی پروگرام	3.593 Million
	ٹوٹل فنڈز	351.357 Million

(ب) سال13-2012 کے دوران مندرجہ ذیل رقوم مختلف مدوں میں خرچ ہوئی ہیں:۔

-1	سالانہ ترقیاتی منصوبے(ADP)	271.677 (Million)
-2	ایم این اے،ایم پی اے چالیس ملین کے پیکج	46.230 Million
-3	ایم این اے ضلعی پیکج	7.000 Million
-4	سپیشل پیکج	5.000 Million
-5	سپلیمنٹری گرانٹ	10.937 Million
-6	ضلعی سالانہ ترقیاتی پروگرام	2.223 Million
	ٹوٹل فنڈز	343.067 Million

تفصیل جز(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

درج بالا فنڈز میں سے مبلغ244.015ملین روپے واٹر سپلائی کی مد میں اور مبلغ 99.052 ملین روپے ڈرینج کی مد میں خرچ ہوئے۔

(ج)

1۔ سال13-2012 میں 65 سکیمیں مکمل ہوئیں۔ تفصیل جز(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ 11سکیموں پر کام ہو رہا ہے۔9 سکیمیں سال14-2013میں مکمل ہو جائیں گی۔2 سکیمیں 15-2014میں مکمل ہوں گی۔ تفصیل جز(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملتان:ایم ڈی اے میں شروع کئے گئے میگا پراجیکٹ و دیگر تفصیلات

*489:جناب ظہیر الدین خان علیزئی:کیاوزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :–

(الف) ایم ڈی اے آفس ملتان میں کس کس گریڈ کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس آفس کو13۔2012کے دوران کتنے فنڈز کس کس مد کے لئے فراہم کئے گئے؟

(ج) ایم ڈی اے نے10۔2009اور11۔2010 کے دوران کتنے ڈویلپمنٹ کے میگا پراجیکٹ کہاں کہاں شروع کئے،ان کا تخمینہ کیا تھا؟

(د) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک زیر التواء ہیں اور کیوں؟

(ہ) زیرالتواء منصوبہ جات کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

(و) ان منصوبہ جات کو مکمل نہ کرنے کے ذمہ داران کون کون سے افسران ہیں ان کے نام اور عہدہ سے آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی جانب سے جو فنڈ مہیا کئے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(1) تعمیر شمالی بائی پاس20.291ملین روپے

(2) تعمیر جنوبی بائی پاس20.00ملین روپے

(ج) ایم ڈی اے ملتان نے مذکورہ سالوں میں کوئی میگا پراجیکٹ شروع نہ کئے۔

(د) مذکورہ بالا منصوبہ جات جو 09-2008 میں شروع ہوئے تھے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے تاحال مکمل نہ ہو سکے ان منصوبہ جات کے نظرثانی شدہ تخمینہ جات محکمہ پی اینڈ ڈی پنجاب میں منظوری کے لئے زیر غور ہیں۔

(ہ) ان منصوبہ جات کے لئے فنڈز اے ڈی پی 14-2013 میں مختص نہ کئے گئے۔یہ منصوبہ جات بقیہ فنڈز کی دستیابی پر ایک سال کے اندر مکمل کر دیئے جائیں گے۔

(و) مطلوبہ فنڈز کی عدم دستیابی اور نظرثانی تخمینہ کے منظوری نہ ہونے کی وجہ سے کسی افسر کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

اعلان

سیکرٹری اسمبلی ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ کی وفات

جناب قائم مقام سپیکر: نہایت افسوس کے ساتھ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ جو سیکرٹری اسمبلی تھے آج صبح قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں لہذا آج کا اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔اب اجلاس کل مورخہ 26۔جولائی 2013 کو صبح 00-9 بجے ہو گا۔

33

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،26۔ جولائی2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولزایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان2013

ایک وزیر مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون(ترمیم)بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز پنجاب2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون(ترمیم)اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب2013

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

34

(بی) آرڈیننس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

آرڈیننس (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) قاعدہ 240 کے تحت تحریک

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت تحریک

ایک وزیر درج ذیل تحریک پیش کریں گے:

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت اسمبلی چیمبرز کو صدارتی الیکشن 2013 کے سلسلہ میں بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔

35

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسرا اجلاس

جمعتہ المبارک،26۔جولائی2013

(یوم الجمع،16۔رمضان المبارک1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

شَهۡرُ رَمَضَانَ
الَّذِيٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ
الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ ۖ وَ
مَنۡ كَانَ مَرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ
يُرِيۡدُ اللّٰهُ بِكُمُ الۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيۡدُ بِكُمُ الۡعُسۡرَ وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ
وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰٮكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾
وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ ؕ اُجِيۡبُ دَعۡوَةَ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لِىۡ وَلۡيُؤۡمِنُوۡا بِىۡ لَعَلَّهُمۡ
يَرۡشُدُوۡنَ ﴿۱۸۶﴾

سورة البَقَرَة آيات185تا186

(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اوّل اوّل) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہئے کہ پُورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے۔اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور (یہ آسانی کا حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پُورا کرلو اور اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی

سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو(185)اور (اے پیغمبرؐ)جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں(186)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

دَر نبیؐ پر جبیں ہماری جُھکی ہوئی ہے جُھکی رہے گی
ہمارے سینے سنہری جالی لگی ہوئی ہے لگی رہے گی
خُدا ہے ذاکر میرے نبیؐ کا کبھی نہ یہ ذکر ختم ہو گا
ازل سے میرے نبیؐ کی محفل سجی ہوئی ہے سجی رہے گی
میرے لبوں پر نبیؐ کی نعتیں نبی کے لُطف وکرم کی باتیں
کرم سے اُن کے یہ بات میری بنی ہوئی ہے بنی رہے گی
چلوری سکھیوں نبیؐ کے دَر پر بڑا سخی ہے وہ غریب پرور
مدینے والے کی دُھوم گھر گھر مچی ہوئی ہے مچی رہے گی

تعزیت

سیکرٹری پنجاب اسمبلی ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کل سیکرٹری پنجاب اسمبلی ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ (مرحوم) کو اپنے دفتر میں فرائض منصبی انجام دیتے ہوئے دل کا دورہ پڑا جو کہ جان لیوا ثابت ہوا اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم اعلیٰ تعلیم یافتہ، فرض شناس اور دیانتدار آفیسر تھے۔ ان کی خدمات کو ہمیشہ اچھے حوالے سے یاد رکھا جائے گا۔ میں قاری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں اور مرحوم کے لئے دُعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دُعائے مغفرت کی گئی)

حلف

نومنتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک نومنتخب خاتون ممبر محترمہ بشریٰ انجم بٹ صاحبہ حلف لینے کے لئے یہاں موجود ہیں ان سے استدعا ہے کہ وہ حلف لینے کے لئے اپنی نشست پر کھڑی ہو جائیں اور اپنا حلف لیں۔

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر نے محترمہ بُشریٰ انجم بٹ سے حلف لیا
اور معزز خاتون ممبر نے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت کئے)

محترمہ! آپ کو بہت مبارک ہو۔ جی، آپ کچھ کہنا چاہیں گی؟

محترمہ بشریٰ انجم بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr Speaker! I would like to thank you for giving me this opportunity to address the Assembly.

میں سب سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہتی ہوں کہ:

He has bestowed upon me. His beautiful blessing in the Holy Month of Ramdan.

میں اپنا تھوڑا سا تعارف کراتی چلوں۔ میرا نام بشریٰ انجم بٹ ہے، میرا تعلق لاہور سے ہے اور by profession I am a Professor at LUMS. میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا تہہِ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنی پارٹی مسلم لیگ (ن) کی اس سیٹ کے لئے منتخب کیا۔ میں اپنی پارٹی اور اپنے قائدین کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ مجھ پر جو اعتماد کیا گیا میں انشاء اللہ اُس پر پورا اُترنے کی بھرپور کوشش کروں گی۔

Thank you so much. It is an honour to be a part of the Assembly. Thank you. Allah Hafiz.

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: .Thank you very much اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 19 ہے۔

صوبہ کے ڈویژنل پبلک سکولز میں فیسوں سے متعلقہ تفصیلات

*19: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں موجود ڈویژنل پبلک سکولز میں فیسوں کی شرح مختلف ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے ڈویژنل پبلک سکول میں سرکاری ملازمین کے بچوں کی فیس میں رعایت ہے؟

(ج) ڈویژنل پبلک سکول لاہور اور سیالکوٹ کی ہر جماعت کے حوالے سے فیسوں کا چارٹ اور موازنہ ایوان کو فراہم کیا جائے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام اضلاع کے سکولوں میں فیسوں کی شرح ایک کرنے اور سرکاری ملازمین کے بچوں کو فیسوں پر رعایت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) ای ڈی او(ایجوکیشن) سیالکوٹ کے لیٹر نمبر G-1/3696 مورخہ 28-06-2013 کے مطابق ضلع سیالکوٹ میں ڈویژنل پبلک سکول موجود نہ ہے البتہ سیالکوٹ پبلک سکول کے نام سے ایک سکول ڈی سی او، سیالکوٹ کی سربراہی میں چل رہا ہے۔ سیالکوٹ پبلک سکول میں سرکاری ملازمین کے بچوں کی فیس میں رعایت ہے۔

(ج) چونکہ سیالکوٹ کا سکول ڈویژنل پبلک سکول نہیں ہے اس لئے اس کی فیسوں کا ڈویژنل پبلک سکول لاہور سے کوئی موازنہ نہیں بنتا۔ تاہم ڈویژنل پبلک سکول لاہور اور سیالکوٹ پبلک سکول کی فیسوں کا چارٹ اور موازنہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈویژنل پبلک سکولز کا قیام، سوسائٹی ایکٹ 1860 کے تحت بطور غیر منافع بخش Autonomous Body ہوا۔ ہر ڈویژن کا کمشنر ڈویژنل پبلک سکولز کا چیئرمین ہوتا ہے۔ سرکاری ملازمین کو ڈویژنل پبلک سکول میں کوئی رعایت نہ ہے کیونکہ یہ ادارے Govt-in-aid کی مد میں گورنمنٹ یا کسی این جی او سے کسی قسم کی grant وصول نہیں کرتے۔ البتہ ڈویژنل پبلک سکولز کے اپنے ملازمین کے بچوں کو فیسوں کی مد میں رعایت حاصل ہے۔ جہاں تک فیسوں کی شرح ایک کرنے کا معاملہ ہے یہ متعلقہ ڈویژن کے کمشنر کے اختیار میں ہے کیونکہ مختلف اضلاع اور ڈویژنوں کی انتظامی، معاشی اور اقتصادی حالت مختلف ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(د) کے اندر پوچھا گیا تھا کہ جو سوالات اوپر دیئے گئے ہیں اگر اُن کے جوابات "ہاں" میں ہیں تو کیا حکومت تمام اضلاع کے سکولوں میں فیسوں کی شرح ایک کرنے اور سرکاری ملازمین کے بچوں کو فیسوں میں رعایت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جواب میں کہا گیا کہ جتنے بھی ڈویژنل پبلک سکول ہیں اُن کا قیام سوسائٹی ایکٹ 1860 کے تحت بطور غیر منافع بخش یعنی کہ Autonomous Body کے طور پر ہوا ہے اور ہر ڈویژن کا کمشنر اس کا چیئرمین ہوتا ہے اور

سرکاری ملازمین کو ڈویژنل پبلک سکول میں کوئی رعایت نہ ہے کیونکہ یہ ادارے Govt-in-aid کی مد میں گورنمنٹ یا کسی این جی او سے کسی قسم کی گرانٹ وصول نہیں کرتے البتہ پبلک سکول کے ملازمین اپنے بچوں کی فیسوں کی مد میں رعایت حاصل کرتے ہیں۔ جہاں تک فیسوں کی شرح ایک کرنے کا معاملہ ہے یہ متعلقہ ڈویژن کے کمشنر کے اختیارات ہیں اور اُس کی کمیٹی ایسے معاملات کو طے کرتی ہے۔ اس سوال کے جواب میں چونکہ کہہ دیا گیا ہے کہ یہ غیر منافع بخش ادارہ ہے تو مجھے فیسوں کی جو رسید دی گئی ہے اور جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ جتنے غیر منافع بخش ادارے ہیں ان کی فیسوں کی شرح 4ہزار روپے سے 6ہزار روپے تک ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ فیسوں کی شرح جس کا یہ تعین کرتے ہیں اور آخر میں اُن کی بنک سٹیٹمنٹ میں بتایا جاتا ہے کہ انہیں کوئی منافع ہوا اور نہ کوئی نقصان ہوا جبکہ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ یہ 6/6ہزار روپے فیس ایک عام اور غریب آدمی کی پہنچ سے دور ہے اور یہ سکول بنانے کا بنیادی مقصد بھی یہی تھا اور یہ تمام پیسے وہاں پر ملازمین کے گھروں، اُن کے استعمال میں گاڑیوں اور اُن کی تنخواہوں کی مد میں خرچ ہوتے ہیں کیونکہ اُن کی تنخواہیں بھی عام پبلک سکول سے almost تین گنا زیادہ ہوتی ہیں تو میں وزیر موصوف سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت واقعی ان کو ایک غیر منافع بخش ادارہ بنانے کے لئے فیسوں کی شرح مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میاں نصیر احمد صاحب نے جو سوال کیا ہے اُس کے اندر already حکومت کا تو بہت زیادہ clear vision ہے اور اس پر پچھلے تین سال جو سابقہ حکومت تھی جو اسی حکومت کی continuity ہے۔ اُس کے اندر ایک کمیٹی بنی تھی اور اُس کے اندر ایجوکیشن کے حوالے سے آرٹیکل 25(A),(B) جو آیا اُس کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے حکومت ایک پالیسی لے کر آرہی ہے جس کے اندر یکساں تعلیم، فیس سٹرکچر، سکولوں کا سٹینڈرڈ، ان سب چیزوں کو دیکھتے ہوئے سکولوں کی categorization کی گئی ہے اور اس کے اندر یہ سکول بھی fall کریں گے اور اگلے ایک دو ماہ کے اندر وہ پالیسی اس ایوان کے اندر آئے گی اور جب وہ پالیسی approve ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس پورے سٹرکچر کو revise کریں گے۔ شکریہ

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جو پالیسی بننے جا رہی ہے اور جو اتھارٹی ہم بنانے جا رہے ہیں، یہ چونکہ ڈویژنل پبلک سکول ہیں ان کا structure ان سکولوں سے اس لئے مختلف ہے جس طرح جواب میں بتایا گیا ہے کہ کمشنر ان کے انچارج ہوتے ہیں۔ میرا بنیادی سوال یہ ہے کہ ڈویژنل پبلک سکول اس پالیسی کا

شاید حصہ نہ بن سکیں تمام سکول صوبہ پنجاب کے ہیں، ان میں پڑھنے والے بچے بھی اسی صوبہ کے ہیں، کام کرنے والے اہلکاران، افسران اور اساتذہ بھی اسی صوبہ کے ہیں تو یہ کیوں ممکن نہیں ہے کہ ہم ان تمام سکولوں کی فیس کی شرح یکساں کر سکیں؟ اس کے لئے کوئی علیحدہ قانون بنانے کی ضرورت نہیں ہے اگر ہے تو پھر منسٹر صاحب اس کی بھی تھوڑی سی وضاحت کر دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): حکومت پنجاب ایک بہت بڑا اقدام access to information ---

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا سوال یہ تھا کہ آپ جو پالیسی بنا رہے ہیں کیا یہ سکول بھی اس پالیسی میں آئے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): میرا خیال ہے کہ being a member of Treasury Benches میں on the floor of the House میاں صاحب کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تین چار سال حکومت کوشش کرتی رہی ہے اگر کوئی عام آدمی کہے تو اس کی سمجھ آتی ہے لیکن حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے جو پہلے بھی حکومتی بنچوں پر بیٹھتے رہے ہیں وہ ایسی بات کریں تو یہ افسوسناک ہے۔ اس پر حکومت کی vision بھی موجود ہے اور اس پر حکومت نے جو کام کیا ہے وہ بھی عوام کے سامنے ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! مجھ سے کوئی چیز share نہیں کی گئی تو پھر مجھ پر تنقید کیوں کی جا رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بیٹھیں اور منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے بڑا clear بتایا ہے کہ حکومت کی باقاعدہ پالیسی بن چکی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ان issues کو دیکھنے کے لئے اور public کو access دینا حکومت پنجاب کا ایک بہت بڑا step ہے، ہر ممبر جو بھی چاہتا ہے اس کے لئے ایجوکیشن کے دروازے کھلے ہیں وہ آئیں اور آکر ہماری پالیسیوں کو دیکھیں even اپوزیشن کے ممبران اور public کے لئے بھی دروازے کھلے ہیں۔ میں ایک چیز اور بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری جو پالیسی بن رہی ہے وہ جب final ہو گی تو ہم اسے public کے لئے بھی open کریں گے تاکہ public کی بھی inputs اس میں آئیں اس کے بعد یہ بنے گی اور اس میں fee structure بھی بنایا جائے گا۔ میں آپ کو بڑا clear بتاتا ہوں کہ ہم نے suggest کیا ہے اس میں categories رکھی ہیں کہ یہاں پر ایک سکول کھلتا ہے وہ سکول چاہے

Category-I میں fall کرتا ہے یا II یا III میں fall کرتا ہے انہوں نے structure ایک ہی رکھا ہوتا ہے تو اس کو change کرنے کے لئے اس category کے مطابق جو سکول بنے گا اس کا fee structure بھی اسی کے مطابق ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ادب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب جس پالیسی کی بات کر رہے ہیں وہ ایک بل ہے جس کے حوالے سے میٹنگز بھی ہوئی ہیں اور اس میں مختلف آراء پرائیویٹ سکولز مالکان اور دوسروں سے بھی لی جا رہی ہیں۔ اس سے متعلق آٹھ سال میں کوئی پیشرفت نہ ہو سکی ہے۔ اس میں گورنمنٹ سے ہٹ کر پرائیویٹ لوگوں کا بھی interest ہے اور وہ لوگ جو اس کو بطور انڈسٹری چلا رہے ہیں کیونکہ ان سکولوں میں لاکھوں کی تعداد میں بچے موجود ہیں۔ اس بل پر پچھلے آٹھ سال میں کوئی proper legislation نہیں ہو سکی اس میں سو مسائل ہیں اس لئے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سکول normally اس پالیسی کا حصہ نہیں رہا اگر یہ اس پالیسی کا حصہ نہیں رہا تو کیا ہم اس کے لئے علیحدہ سے کوئی پالیسی بنا سکتے ہیں؟ میرا سوال یہ تھا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اگر میاں صاحب چاہتے ہیں تو ہم فوری طور پر ڈویژنل پبلک سکولز کے حوالے سے میٹنگ بلا لیں گے اور میں انشاء اللہ تعالیٰ ایوان کو apprise کروں گا کہ ہم نے میٹنگ میں کیا decide کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ یہ جواب دے دیں کہ آپ ڈویژنل پبلک سکولز کے لئے کوئی پالیسی بنا رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال نمبر 19 کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے ڈویژنل پبلک سکول میں سرکاری ملازمین کے بچوں کی فیس میں رعایت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کے بچوں کو رعایت حاصل ہے۔ اس میں سرکاری ملازمین کی categorically کوئی تخصیص نہیں کی گئی۔ اگر تو درجہ چہارم کے غریب بچوں کے لئے رعایت ہے تو ہمیں قبول ہے جیسا کہ حبیب جالب نے کہا ہے کہ:

ہر بلاول ہے دیس کا مقروض
پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے

تو وہاں پر ڈی سی او، ڈی پی او اور اعلیٰ افسران بھی ہیں کیا ان کے بچوں کو بھی رعایت حاصل ہے؟ وزیر تعلیم ذرا وضاحت فرمادیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس میں رعایت درجہ 6 کے بچوں تک ٹیوشن فیس پر ہے اور اس سے اوپر ایک ہی سسٹم چل رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 42 ہے۔

ضلع پاکپتن: سکولوں میں ٹیچرز کی STRENGTH پوری کرنے کی تفصیلات

*42: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں کل کتنے گرلز مڈل و ہائی سکول ہیں؟

(ب) کیا ان تمام سکولوں میں منظور شدہ اسامیوں کے مطابق ٹیچرز کی strength پوری ہے؟

(ج) اگر strength پوری نہ ہے تو کیا حکومت مذکورہ تمام سکولوں میں ٹیچرز کی strength پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع پاکپتن میں کل 114 گرلز سکول ہیں تفصیل درج ذیل ہے۔

سکول لیول	تعداد
مڈل	82
ہائی	30
ہائر	02
ٹوٹل	114

(ب) ان سکولوں میں منظور شدہ کل 1490 اسامیاں ہیں ان میں 1322 اسامیوں پر ٹیچر / کلرک کام کر رہے ہیں جبکہ 168 اسامیاں خالی ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان خالی اسامیوں میں اکثریت آرٹس مضامین کی ہے جو بوجہ ریٹائرمنٹ اور عرصہ تین سال سے

آرٹس کے ٹیچرز کی بھرتی نہ ہونے کی وجہ سے خالی ہیں تاہم ان خالی اسامیوں کی وجہ سے تعلیمی سرگرمیاں متاثر نہیں ہو رہی ہیں۔

(ج) گورنمنٹ آف پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہر سال اساتذہ کی بھرتی کے لئے پالیسی مرتب کرتی ہے جس کے مطابق مرد و خواتین اساتذہ کو میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا جاتا ہے اس سال بھی پالیسی آنے پر ان خالی اسامیوں پر میرٹ کی بنیاد پر خواتین کو بھرتی کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کھگہ صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ ہر سال اساتذہ کی بھرتی کے لئے پالیسی مرتب کرتا ہے منسٹر صاحب میرے اور پورے ایوان کی آگاہی کے لئے فرمادیں کہ کیا پالیسی مرتب کی جاتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ضمنی سوال نہیں بنتا لیکن میں پھر بھی ایوان کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے جتنے بھی سکول ہیں ان میں حکومت پنجاب نے subject wise متعلقہ اساتذہ کی کمی کے حوالے سے ایک survey conduct کرایا تھا اور اس پر پچھلے پانچ سال میں 80 ہزار کے قریب ایجوکیٹرز کی بھرتی کی گئی جن میں سائنس کے اساتذہ کا تناسب بہت زیادہ رکھا گیا تھا۔ اس survey میں جن سکولوں میں اساتذہ کی کمی کی نشاندہی کی گئی ہے ان کے لئے اس سال حکومت پنجاب پھر ایک plan لا رہی ہے جس کے مطابق ابتدائی طور پر 21 ہزار اساتذہ کی مزید بھرتی کا پروگرام ہے۔ اس پر ہم اپنا survey complete کر کے 80 ہزار ایجوکیٹرز accommodate ہونے کے بعد والی figure اگلے پندرہ دن میں دیں گے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! مڈل سکولوں میں 168 اسامیاں خالی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ان اسامیوں کو کب تک پُر کیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): میں نے جس طرح پہلے عرض کیا ہے کہ حکومت پنجاب، صوبہ میں 14۔اگست سے Enrollment Emergency کا اعلان کر رہی ہے کہ چار سے نو سال کی عمر کے بچے جو سکول سے باہر رہ جاتے ہیں وہ بھی سکولوں میں آئیں اس کے لئے سکولوں کی جو missing facilities ہیں ان کے لئے اس بجٹ میں بھی اعلان کیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ ہم 8۔ارب روپے سے پنجاب کے تمام بچیوں کے سکولوں اور جنوبی پنجاب کے بچوں اور بچیوں کے سکولوں کی missing

facilities کو پورا کریں گے، اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی تعداد کو پورا کریں گے، ہم نے اگلے چار سال میں15ہزار class rooms بنانے ہیں۔اس کے علاوہ21ہزار اساتذہ کی بھرتی ہونی ہے ہو سکتا ہے کہ ان میں آپ کو بھی یہ168اساتذہ مل جائیں۔بہت شکریہ

جناب احمد شاہ کھگہ: بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر73ہے۔

مادری زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کا معاملہ

*73: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پہلی جماعت ہی سے قومی/مادری زبان کی بجائے انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے؟

(ب) مذکورہ فیصلہ کرتے ہوئے عوام سے مشاورت کا یا اجازت کا کیا طریق کار اختیار کیا گیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ دنیا کے کم و بیش تمام ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ بچہ اپنی مادری زبان میں ہی زیادہ سیکھتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنانے کا فیصلہ کے لئے کس قسم کا بیرونی دباؤ ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کا نوٹیفکیشن نمبر PA/AS/(P)/2-2002 مورخہ 17-09-2012 تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور PS/SSE/MISC/2009/67 مورخہ 28-03-2009 کے تحت انگریزی کو بطور ایک مضمون متعارف کرایا گیا ہے۔تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور حکومت پنجاب سکیم آف سٹڈیز 2007 کے مطابق سال 2011 سے سائنس اور ریاضی کے

مضامین انگلش میں پڑھائے جائیں گے۔اس سلسلہ میں حکومت نے وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کی ہیں۔

(ب) مرکزی حکومت کی طرف سے یہ سکیم آف سٹڈیز2007میں شامل ہے۔ سکیم آف سٹڈیز مکمل کرنے سے پہلے صوبوں سے مشورہ کیا جاتا ہے اور ماہرین تعلیم سے پوچھا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ بچہ اپنی مادری زبان میں ہی زیادہ سیکھتا ہے سکیم آف سٹڈیز برائے 2007میں حکومت پاکستان کی طرف سے جماعت اول سے جماعت پانچویں کے لئے اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ اپنی صوبائی زبان کو بطور مضمون اختیار کر سکتے ہیں۔

(د) انگریزی زبان کو اوّل جماعت سے ذریعہ تعلیم بنانا ہماری اپنی ضرورت تھی کسی قسم کا بیرونی دباؤ نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے یہ گزارش کرنی ہے کہ آئین پاکستان کے مطابق ہماری سرکاری اور قومی زبان اُردو ہے۔ آئین پاکستان میں لکھا ہوا ہے کہ اُردو بتدریج official language بھی ہو گی اور سرکاری مراسلت بھی بتدریج اُردو میں کی جائے گی۔ دنیا کے تمام ماہرین اس بات سے متفق ہیں کہ بچہ اپنی مادری زبان میں ہی زیادہ سیکھتا ہے۔ میں خود بھی ایک میڈیکل ڈاکٹر ہوں دو سے پانچ سال کی عمر میں بچہ اپنے ذہن کے اندر تین ہزار الفاظ نقش کر لیتا ہے یہ بچے کا خود بخود ایک procedure ہے اور built-in ہے۔ بچہ اپنی ماں، بہن بھائیوں، گلی محلے کے اپنے ساتھیوں سے اور جیسے آج کل میڈیا کا دَور ہے تو ٹیلی ویژن سے سیکھتا ہے۔ اردو انگریزی کو medium of education بنایا جا رہا ہے۔ آپ انگلینڈ کو چھوڑ دیں کیونکہ اس کے ساتھ سکاٹ لینڈ ہے اور سکاٹ لینڈ میں medium of education, Scottish ہے، آئرلینڈ میں medium of education, Irish ہے۔ چین نے ہمارے بعد 1948 میں آزادی حاصل کی ہے جو آج دنیا کا بہت بڑا ترقی یافتہ ملک ہے اور اس کی سب سے بڑی economy ہے۔ اسی طرح جاپان، فرانس اور جرمنی کی مثال لے لیں تو وہ سب اپنے بچوں کو علم اپنی مادری زبان میں دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ کیا وجوہات ہیں جس کی بنیاد پر حکومت پنجاب ہمارے بچوں پر medium of education انگریزی کو مسلط کر رہی ہے، ہم انگریزی زبان کے مخالف نہیں ہیں وہ پڑھنی چاہئے، چائنی اور عربی زبان بھی پڑھنی چاہئے کیونکہ سب زبانیں اللہ تعالیٰ

نے بنائی ہیں لیکن آپ علم دے رہے ہیں لہذا آپ بیرونی زبان کو کیوں مسلط کرتے ہیں اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا عوامل ہیں جس کے نتیجے میں آپ اس ملک میں بچوں کو انگریزی زبان میں علم سکھانے کی کوشش کر رہے ہیں جو بلاواسطہ ہے؟ اس پر وزیر موصوف ذرا وضاحت فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): پہلے 2007 میں Scheme of Studies کا اختیار وفاق کے پاس ہوتا تھا اب یہ devolve ہو کر صوبوں کے پاس آ چکا ہے اور اب پنجاب نے Curriculum Authority اپنی form کر لی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے Scheme of Studies میں suggest یہ کیا گیا تھا کہ انگریزی زبان پڑھائی جائے تاکہ ہمارے بچے پوری دنیا کے level پر ہوں لیکن اس میں صوبوں کی مشاورت لازمی ہوتی ہے۔ اس دفعہ ہم نے صرف دو مضامین Mathematics اور Physics کو انگریزی زبان میں کیا ہے باقی optional ہیں۔ پہلی سے پانچویں جماعت تک کے بچوں کو preference دی گئی ہے کہ اگر وہ اپنی مادری زبان میں بھی پڑھنا چاہتے ہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح میں نے پہلے آپ سے ذکر کیا ہے کہ ہم ایجوکیشن پالیسی لے کر آ رہے ہیں جس کے اندر ہم باقی چیزوں کا احاطہ کر رہے ہیں تو وہاں یکساں نصاب اور زبان کے حوالے سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اسی ایوان میں in detail discussion ہو گی پھر ہی اسے اگلے curricula کا حصہ بنایا جائے گا۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے اس حوالے سے ابھی جو وضاحت کی ہے تو کیا ایوان یہ سمجھے کہ ابھی اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے کیونکہ devolution کے بعد آئین کے تحت ایجوکیشن صوبوں کے پاس آ گئی ہے تو کیا اس میں تبدیلی کی گنجائش موجود ہے کہ ہم medium of education اردو ہی رکھیں اور انگریزی کو ویسے ہی پڑھائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ یہ optional ہے جو پڑھنا چاہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ بچوں کو علم دے رہے ہیں اس لئے uniformity ہونی چاہئے اور optional نہیں ہونا چاہئے۔ وہ فرما رہے ہیں کہ وفاق سے اس کا اختیار

ہمارے پاس آ گیا تھا اس لئے ہمیں کرنا پڑا۔ میں صرف یہ پوچھ رہا ہوں کہ اب جو نئی پالیسی یہ بنا رہے ہیں کیا اس میں یہ ساری چیزیں پیش نظر رکھ کر ہی decision کیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جس طرح محترم میاں نصیر صاحب نے پہلے ذکر کیا ہے تو دو تین سال اس پر deliberations ہوئیں، ہم نے ماہرین تعلیم کو ساتھ بٹھایا اور اس کے بعد جو پالیسی بنی ہے اس میں suggestion یہ ہے کہ زبان optional ہونی چاہئے جس کا اختیار بچوں اور ان کے والدین کے پاس ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ یکساں uniformity بھی ہونی چاہئے۔ اس پر جو deliberate کیا گیا، suggestions آئیں وہ اسی ایوان میں آئیں گی اور پبلک میں بھی اس پر debate ہوگی۔ یہ ہمارا اگلے تین ماہ کا project ہے جس کے اوپر جو چیز بھی بن کر آئے گی اس میں پہلی دفعہ عوام اور اس ایوان کی input شامل ہونے کے بعد وہ پالیسی بنے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 101 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے سرکاری سکولوں میں طلباء وطالبات کو نصابی کتب کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*101: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں سرکاری سکولوں کے طلباء وطالبات کو میٹرک تک حکومت پنجاب نصابی کتب فراہم کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان نصابی کتب کا معیار بہت پست ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نصابی کتب کے معیار کو بہتر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی زیر نگرانی طباعت اور معیار بہتر بنانے کا کام کیا جاتا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نصابی کتب کے معیار کو مزید بہتر کرنے کی کاوش کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کا جز(ب) یہ تھا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ ان نصابی کتب کا معیار بہت پست ہے جس کے جواب میں بتایا گیا کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی زیر نگرانی طباعت اور معیار بہتر بنانے کا کام کیا جاتا ہے۔" اسی طرح سوال کا اگلا جز تھا کہ "کیا حکومت نصابی کتب کے معیار کو بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نصابی کتب کے معیار کو مزید بہتر کرنے کی کاوش کر رہی ہے۔" جواب سے تھوڑا یہ محسوس ہوتا ہے کہ چھپائی کے معیار میں کہیں نہ کہیں خرابی موجود ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں چونکہ پنجاب کے کروڑوں بچوں کے پاس یہ کتابیں جاتی ہیں جس کے معاملے میں معیار کو پورا نہ کرنے والے افراد یقیناً قومی مجرم ہیں۔ اگر وہ ادارے جن کو یہ کام سونپا گیا تھا اور انہوں نے اس کی اشاعت quality کے مطابق نہیں کی تو کیا کسی کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی گئی ہے یا black list کیا گیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم سوال ہے اور میں آپ کے ذریعے اس ایوان سے کہنا چاہوں گا کہ ہم محکمے کی خرابیوں پر پردہ نہیں ڈالیں گے کیونکہ محکمہ تعلیم کی خرابیوں پر اگر پردہ ڈالا گیا تو وہ اس ملک کے مستقبل پر پردہ ڈالنے کی بات ہو گی۔ میں اس ایوان سے کہتا ہوں کہ اگر آپ کو ایجوکیشن سسٹم کے اندر خرابی نظر آتی ہے تو اس کی بالکل نشاندہی کریں۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ پر بات کی گئی ہے وہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔ میں نے کل صبح ہی ایک میٹنگ رکھی ہوئی ہے جس میں ٹیکسٹ بک بورڈ اور Curriculum Authority کو بھی بلایا ہوا ہے جس میں issue صرف کتابوں اور اس میں use ہونے والے پیپر کے معیار کا نہیں بلکہ بات اس سے آگے کی ہے کہ وہ Curriculum جو پاس کیا جاتا ہے جو ہمارے نونہالوں کو دیا جانا ہے وہ پاس کرنے والے لوگ کون ہیں اور اس کو پاس کرنے کا طریق کار کیا ہے؟ پچھلے دنوں اخبارات میں کافی چیزیں سامنے آئیں کہ فزکس کی کتاب میں ساٹھ سے زیادہ چیزوں کی نشاندہی کی گئی کہ اس میں خرابیاں تھیں لہذا پاس کرنے والے لوگوں کا criteria کیا تھا اس پر ہم نے ایک انکوائری کمیٹی بنادی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے پاس publishing کے اداروں کی شارٹ لسٹ موجود ہے جس پر میں نے فوری طور پر کمیٹی بنادی تھی جس کی رپورٹ مجھے کل submit ہو گی اور وہ رپورٹ میں ایوان کے اندر بھی پیش کروں گا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس سسٹم کو بڑا transparent بنا کر چلائیں گے کیونکہ یہ ملک کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جس طرح منسٹر صاحب نے یقیناً اس خرابی کو محسوس کیا ہے اور اس کے ادراک کے لئے پیشرفت بھی کی ہے تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جب اگلا اجلاس آئے تو اس میں یہ رپورٹ ضرور پیش ہونی چاہئے کہ کن کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اگلے اجلاس میں اس کی رپورٹ پیش کر دیجئے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ صد بسیار خرابی کے باوجود ٹیکسٹ بک بورڈ کا جو بھی معیار ہے اس کے علاوہ مختلف اشخاص خلاصے چھاپتے ہیں لہذا خلاصوں کی بھرمار کے بارے میں بھی وزیر تعلیم کو notice لینا چاہئے کیونکہ original approach ہونی چاہئے نہ کہ خلاصوں کے ذریعے سے بچوں کو تعلیم دی جائے۔ اس بارے میں وزیر صاحب کوئی وضاحت فرمائیں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جب وہ ایوان میں رپورٹ پیش کریں گے تو اس کی وضاحت بھی کر دیں گے۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 142 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں دانش سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*142: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کس کس ضلع میں کہاں کہاں دانش سکول بنائے گئے ہیں، ان کی کل تعداد کیا ہے ؟

(ب) ان سکولوں میں طلباء و طالبات اور اساتذہ کی تعداد کتنی ہے ؟

(ج) ان سکولوں کے ہوسٹلز میں کتنے طلباء و طالبات ہیں نیز فی سکول ڈے سکالرز کتنے ہیں ؟

(د) ان سکولوں کی تعمیر میں denmark کے ملک نے کسی بھی ذریعہ سے کتنی رقم فراہم کی ہے اور حکومت پنجاب نے اپنے بجٹ سے کتنی رقم فراہم کی ؟

(ہ) مزید کتنے سکول کہاں کہاں تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) اب تک صوبہ پنجاب میں 14 دانش سکولز قائم ہو چکے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ دانش سکول (بوائز) حاصل پور، ضلع بہاولپور
2۔ دانش سکول (گرلز) حاصل پور، ضلع بہاولپور
3۔ دانش سکول (بوائز) چشتیاں، ضلع بہاولنگر
4۔ دانش سکول (گرلز) چشتیاں، ضلع بہاولنگر
5۔ دانش سکول (بوائز) رحیم یار خان، ضلع رحیم یار خان
6۔ دانش سکول (گرلز) رحیم یار خان، ضلع رحیم یار خان
7۔ دانش سکول (بوائز) ہرنولی، ضلع میانوالی
8۔ دانش سکول (بوائز) ہرنولی، ضلع میانوالی
9۔ ملالہ یوسف زئی دانش سکول (بوائز) جنڈ، ضلع اٹک
10۔ ملالہ یوسف زئی دانش سکول (گرلز) جنڈ، ضلع اٹک
11۔ دانش سکول (بوائز) ڈی جی خان، ضلع ڈیرہ غازی خان
12۔ دانش سکول (گرلز) ڈی جی خان، ضلع ڈیرہ غازی خان
13۔ دانش سکول (بوائز) فاضل پور، ضلع راجن پور
14۔ دانش سکول (گرلز) فاضل پور، ضلع راجن پور

(ب)

i۔ موجودہ 14 دانش سکولوں میں کل 3898 طالب علم حصول علم سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ ان میں سے 2040 طلباء اور 1858 طالبات ہیں۔

ii۔ موجودہ 14 دانش سکولوں میں کل 241 اساتذہ طلباء و طالبات کو زیور تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔

(ج) دانش سکولوں میں تمام تر طلباء و طالبات ہوسٹلز میں رہائش پذیر ہیں۔ کوئی طالب علم ڈے سکالر نہیں ہے۔

(د) ان سکولوں میں denmark نے بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی قسم کی کوئی رقم فراہم نہیں کی اور حکومت پنجاب اب تک دانش سکولوں کی تعمیر کے سلسلے میں تقریباً 5۔ارب روپے خرچ کر چکی ہے۔

(ہ) مزید دانش سکول مندرجہ ذیل مقامات پر قائم کرنے کا منصوبہ ہے۔

(i) ٹبہ سلطان پور، ضلع وہاڑی (ii) ضلع جھنگ
(iii) ضلع لودھراں

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ بہاولپور ڈویژن کے تینوں اضلاع بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان اور ان کے ساتھ 66لاکھ ایکڑ رقبے پر چولستان ہے ایک صحرا ہے اور وہاں پر بھی لوگ رہائش پذیر ہیں۔ ماضی میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نےnon formal educationکے تحت وہاں پر 75سکول قائم کرنے کا احسن فیصلہ کیا جسے میں appreciateکرتا ہوں۔ ان سکولوں میں ہزاروں کی تعداد میں طلباء وطالبات زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں، گو ان سکولوں میں جو اساتذہ رکھے گئے ہیں ان کی تنخواہیں بہت کم ہیں، جونیئر ٹیچر کی اڑھائی ہزار روپے اور سینئر ٹیچر کی پانچ ہزار روپے ہے لیکن اس بجٹ کے اندر انہیں continueکرنے کے حوالے سے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ میں چاہتا تھا کہ یہ بھی continueرہیں اور حکومت رقم فراہم کر کے ان اساتذہ کو regularizeکرے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنا بڑا جو رقبہ ہے اور یہاں پر وسائل رسد نہیں ہیں، راستے نہیں ہیں اور وہاں پر بچوں کے لئے بڑی مشکلات ہیں تو کیا یہ چولستان کے اندر اس مالی سال کے دوران کوئی دانش سکول بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اگرچہ بجٹ میں اس حوالے سے رقم نہیں رکھی گئی لیکن ہم نے دیکھا کہ سپلیمنٹری بجٹ 88۔ارب روپے کا تھا تو کیا وزیر موصوف ایک دو سکول اس مالی سال کے دوران چولستان کے ان غریب طلباء کے لئے بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا یہ fresh questionبنتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزیر موصوف جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

محترمہ حسینہ بیگم: جناب سپیکر! وہاں پر بارہ دانش سکول ہیں جن کے لئے میں نے ڈی سی او کے سامنے باقاعدہ احتجاج کیا تھا اور کہا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں کیونکہ اس سوال کا جواب وزیر صاحب نے دینا ہے۔ جی، وزیر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ نیا سوال ہے لیکن اس حوالے سے چار سکولوں کا تو ہم نے پہلے کہا ہوا تھا، چولستان کے حوالے سے میں ابھی frankly اس پر clear نہیں ہوں اور پوچھ کر ابھی آپ کو بتادوں گا، اگر اس میں نہیں ہے تو پالیسی کے مطابق جو چار سکول ہم نے

بنانے ہیں وہ پہلے ہیidentify کر لئے ہیں لیکن ابھی چولستان کی side پر نہیں ہیں۔اگر ہوا تو میں انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر بتادوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!ڈاکٹر صاحب کو بھیinform کر دینا۔

جناب نذر حسین: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب نذر حسین: شکریہ۔جناب سپیکر!سوال پوچھا گیا تھا کہ صوبہ کے کن کن اضلاع میں کتنے دانش سکول قائم کئے گئے ہیں جس کے جواب میں وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ چودہ سکول اس وقت تک پنجاب میں تعمیر کئے گئے ہیں۔اصل میں یہ چودہ سکول سات مقامات پر قائم کئے گئے ہیں کیونکہ گرلز اور بوائز الگ الگ ہیں جن میں سے پانچ تحصیل ہیڈ کوارٹر پر اور دو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر قائم کئے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نذر صاحب!چودہ دانش سکول بنائے گئے ہیں۔

جناب نذر حسین: جناب سپیکر!چودہ سکول ہیں لیکن سات مقامات پر ہیں جن میں گرلز اور بوائز الگ الگ ہیں جن میں سے پانچ تحصیل ہیڈ کوارٹر اور دو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پنجاب کی کوئی تجویز ہے کہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر دانش سکول لازمی قائم ہوں گے، اگر یہ سکیم ہے تو priority list کیا ہے کہ کس تحصیل میں کب تعمیر ہوں گے اور میری تحصیل پنڈ داد نخان ضلع جہلم کی باری کب آئے گی اور وہاں کب بوائز یا گرلز دانش سکول تعمیر ہوں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!ابھی اسی سے ملتا جلتا ایک اور سوال آگے ہے جس میں اس سے related چیزیں ہیں۔اگر میں اس وقت اکٹھا جواب دے دوں تو مناسب ہوگا۔اس میں پالیسی اور دیگر چیزیں بھی بتادوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر میرے سوال کا نمبر 324 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ:اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*324:جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :–

(الف) ضلع شیخوپورہ میں یکم مارچ 2010 سے یکم فروری 2013 تک کتنے سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا،ان کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں بہت سے سکول ایسے ہیں جن کی چار دیواری نہ ہے، ان سکولوں کے نام بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بے شمار سکولوں میں اساتذہ کی تعداد بہت کم ہے، پی پی۔166 (شیخوپورہ) میں ایسے سکولوں کے نام اور خالی اسامیوں کی تفصیل عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ مسائل کے حل کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں یکم مارچ 2010 سے یکم فروری 2013 تک 62 سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ تفصیل (Annex–A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع شیخوپورہ میں 98 سکول ایسے ہیں جن کی چار دیواری نہ ہے۔ تفصیل (Annex–B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پی پی۔166 (شیخوپورہ) میں سکولوں کے نام اور خالی اسامیوں کی تفصیل عہدہ اور گریڈ وار (Annex–C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) فنڈز کی فراہمی پر بغیر چار دیواری سکولوں کا مسئلہ حل کر دیا جائے گا۔ حکومت کی طرف سے نئی بھرتی پالیسی جاری ہونے پر خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

جناب فیضان خالد ورک: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کے حوالے سے وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ 62 سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے جبکہ میرے حلقہ میں 193 سکولز ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ باقی سکولوں کو کب تک اپ گریڈ کیا جائے گا اور جن سکولوں کی چار دیواری نہیں ہے ان کے متعلق کوئی تاریخ mention نہیں کی گئی کہ وہ کب تک مکمل ہوں گی کیونکہ ان سکولوں میں جو بچے پڑھ رہے

ہیں وہ ایسا ہی محسوس کرتے ہیں کہ جیسے گراؤنڈ میں بیٹھے ہوں اور بالکل باہر open ہی ایسے سکول ہیں۔ میرا حلقہ ایسا ہے جہاں 1999 سے لے کر آج تک کوئی کام نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے جیسے پہلے بتایا کہ اس دفعہ ہم نے missing facilities میں چار دیواری بھی شامل کی ہے اور already محکمہ اس پر کام کر رہا ہے۔ ہمارا زیادہ زور بچیوں کے سکولوں کی چار دیواریوں اور missing facilities پر ہے۔اس سال کے دوران 98 سکولوں میں جتنے بھی بچیوں کے سکول ہیں ان کی انشاء اللہ تعالیٰ چار دیواریاں مکمل کر دی جائیں گی کیونکہ وہ اسی missing facilities کے ambit میں آتے ہیں تو وہ اسی سال ہم مکمل کر دیں گے اور باقی جو رہ جائیں گے وہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال میں ہو جائیں گے۔ اپ گریڈیشن کی پالیسی کے تحت رقبہ دیکھا جاتا ہے اور بچوں کی تعداد کو دیکھا جاتا ہے تو اس کے لئے جہاں جہاں یہ اپ گریڈیشن کے criteria کو meet کریں گے، اس علاقے کے اندر ضرورت ہو گی تو یہ سارا دیکھ کے ہم اسے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال take up کر کے انہیں اپ گریڈ کریں گے۔ بچوں کی تعداد بہت لازمی ہوتی ہے تو ان کے مطابق پھر وہ بھی ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے پالیسی کی بات کی ہے جس کے مطابق رقبہ اور بچوں کی تعداد کو دیکھا جاتا ہے لیکن شہروں میں جب آپ اپ گریڈیشن کرنے لگتے ہیں تو وہاں پر جگہ دستیاب نہیں ہوتی کیونکہ ارد گرد پرائیویٹ لوگوں کے گھر ہوتے ہیں اور پرائیویٹ properties ہوتی ہیں تو مجھے یہ پوچھنا ہے کہ شہری اور دیہی علاقوں میں جو سکول اپ گریڈ کرنے ہوتے ہیں اور جو میں نے بات کی ہے تو کیا اس حوالے سے پالیسی میں گنجائش موجود ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جس پالیسی کی میں بات کر رہا ہوں اگر اس وقت existing policy کو دیکھا جائے تو اس کے اندر بہت زیادہ gray areas ہیں مثال کے طور پر جو سکول nationalized ہو گئے آج ان کے اوپر محکمہ تعلیم اس لئے پیسا نہیں لگا سکتا کیونکہ

جب case سپریم کورٹ میں چلا تو سپریم کورٹ نے کہا کہ جو سٹرکچر بنا ہے اس پر educational institution کو چلائیں لیکن جو زمین ہے وہ آپ کی ملکیت نہیں ہے۔ اب اس سے کیا ہو رہا ہے کہ جو مالکان ہیں وہ سکول کے اوپر پیسے نہیں لگاتے حالانکہ کرایہ تو لیتے ہیں اور پھر پالیسی میں ہے کہ سکول بھی کرائے کی بلڈنگ پر پیسا نہیں لگا سکتا۔ اس طرح کے issues ہیں جنہیں ہم redress کر رہے ہیں جبکہ اس پالیسی میں رقبے کے حوالے سے بھی کیونکہ شہری رقبہ مہنگا ہوتا ہے اور دیہی رقبہ اس کے مقابلے میں سستا ہوتا ہے تو اس حوالے سے بھی کہ جو جگہ رکھی جاتی ہے وہ کس طرح ہو گی۔ اس حوالے سے میں ہنگامی بنیادوں پر کام کروا رہا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سارا کچھ کر کے ایک جامع پالیسی ہم آپ کے سامنے رکھیں گے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ Question Hour کے بعد دے دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! اسی سے related ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر علیحدہ بیٹھ کر وزیر موصوف کو مشورہ دے دیں تو ٹھیک نہیں ہو گا؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرے خیال میں اگر سارا معزز ایوان سن لے تو بہتر رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 324 اور 325 کے اندر میری suggestion یہ تھی کہ اگر وزیر موصوف اس point کو consider کریں کہ پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو یہ انفارمیشن provide کی جائے کیونکہ concerned D.C.Os یا E.D.Os کے پاس یہ لسٹ ہوتی ہے، معزز ممبران کو پتا ہو کہ ان کے حلقے میں اس وقت اپ گریڈیشن کی کتنی requirement ہے اور کتنی missing facilities ہیں تاکہ وہ اسے accordingly آنے والے وقت میں persue کر سکیں، بجائے اس کے کہ اسے individually کیا جائے کیونکہ میرے خیال میں یہ پورے پنجاب کا collective مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی تجویز بالکل ٹھیک ہے اور آپ اس پر غور کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اس پر یہ بتانا چاہوں گا کہ پہلے ہی حکومت پنجاب نے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی سربراہی میں ایک High Powered Committee قائم کی ہوئی ہے جس کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ جہاں پر ہم ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹیز بنا رہے ہیں یا جہاں پر ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹیز بنا رہے ہیں اور ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن ٹیمیں بھی بنا رہے ہیں جہاں پر اس ڈسٹرکٹ سے متعلقہ جتنے مسائل ہیں، چاہے وہ پبلک ہیلتھ سے متعلق ہیں یا پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق ہیں اور ایجوکیشن سے related ہیں یا کسی سے بھی متعلقہ ہیں تو باقاعدہ ہمارے منتخب نمائندوں کو وہاں پر بلا کر اس علاقے میں جو جو کام ہو رہا ہے اُس کے متعلق بریفنگ دی جائے گی، کیونکہ ہوتا کیا رہا ہے کہ یہ کام جو پہلے ماضی میں ہوتا رہا ہے وہ ہوتا تو تھا لیکن اس کا overall effect ڈسٹرکٹ کے اوپر اس طرح نہیں آتا تھا تو اس دفعہ جو coordinated efforts ہوں گی اس کے اندر یہ تمام چیزیں اس کوآرڈینیشن کمیٹی کے ذریعے تمام نمائندوں کو بلا کر اور آگے ہمارے بلدیاتی انتخابات بھی ہونے والے ہیں تو اس کے بھی جو منتخب نمائندے آئیں گے ان سب کو ملا کر وہاں پر ڈسٹرکٹ کے حوالے سے اسے discuss کیا جائے گا اور اس حوالے سے جہاں جہاں improvement کی ضرورت ہے یا جہاں جہاں پر اصلاح کی ضرورت ہے اس کی نشاندہی کر کے اسے فوری طور پر ختم کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 325 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ: پی پی۔166 میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*325: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں کتنے بوائز اور گرلز پرائمری، مڈل، ہائی / ہائر سیکنڈری سکولز ہیں؟

(ب) ان تمام سکولوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے، کیا حکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان سکولوں میں فرنیچر کی کمی پوری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں بوائز اور گرلز پرائمری، مڈل، ہائی / ہائر سیکنڈری سکولز کی تعداد 193 ہے، تفصیل (Annex–A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکول لیول	گرلز	بوائز	ٹوٹل
پرائمری	53	88	141
مڈل	20	09	29
ہائی	11	12	23
ہائر سیکنڈری	00	00	00
میزان	84	109	193

(ب) ان تمام سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد 96 ہے جن کی تفصیل (Annex–B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت کی طرف سے فنڈز جاری ہونے پر ان سکولوں کو فرنیچر فراہم کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں بتایا ہے کہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں 96 اسامیاں خالی ہیں یہ بتایا جائے کہ یہ کب تک پُر کر دی جائیں گی؟ انہوں نے جز (ج) میں بتایا ہے کہ سکولوں میں جو فرنیچر کی کمی آ رہی ہے یہ فنڈ جاری ہونے پر پوری کر دی جائے گی یہ بتایا جائے کہ اس میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے اور ان کو missing facilities میں کیوں نہیں رکھا گیا؟ میں اس کے علاوہ ایک بات اور کہنا چاہوں گا کہ ایک جنڈیالہ شیر خان بوائز کالج جو میرے ہی حلقہ میں آتا ہے، میں وزیر تعلیم کے سیکرٹری کے پاس بھی گیا تھا جو وزیر تعلیم کے under ہی آتا ہے۔ وہاں اس وقت 22 پروفیسر ز اور 80 طلباء ہیں۔ وہاں کے حالات یہ ہیں کہ میرا نہیں خیال کہ وہاں کوئی بھی پروفیسر ڈیوٹی کرتا ہو۔ پہلے اس کالج میں طلباء کی بہت زیادہ تعداد تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ورک صاحب! آپ اس کی نشاندہی کریں منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں وہ اس پر ایکشن لیں گے۔ آپ کا اس میں ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ اساتذہ کی خالی اسامیاں کب تک پُر کی جائیں گی اور کب تک فرنیچر دے دیا جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! فیضان خالد ورک صاحب ہمارے بڑے محترم ہیں جیسا کہ انہوں نے کہا کہ وہ سیکرٹری ان کے نیچے آتا ہے تو وہ بالکل میرے نیچے ہی آتا ہے اور یہ تمام سیکرٹری اس ایوان کی writ کو implement کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایوان جو فیصلہ کرے گا ہم ان سیکرٹریوں کے ذریعے اس پر عملدرآمد کروائیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ایوان کو apprise کیا ہے کہ ہم نے اس کا پورا ایک فارمولا بنا لیا ہے اور اس کی study کر لی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سال آپ کو کوئی اساتذہ مل بھی جائیں۔ میں سب کی بات تو اس لئے نہیں کرتا کیونکہ گورنمنٹ کی اپنی بھی کچھ constraints ہوتے ہیں لیکن ہماری یہ commitment ہے کہ جہاں پر missing facilities کی بات کی جاتی ہے تو وہاں پر ہم اساتذہ کی کمی کو پورا کریں گے اور اس کو rationalize بھی کریں گے۔ ایک سکول جس میں بچوں کی تعداد پچاس ہے وہاں دس دس اساتذہ موجود ہیں اور ایک سکول جس میں سو بچے ہیں وہاں پر صرف ایک ٹیچر موجود ہے اور باقی ٹیچر جانے کو تیار نہیں ہیں اس لئے ہماری جو پالیسی آ رہی ہے اس میں ہم یہ سارا کچھ cover کر رہے ہیں اور missing facilities میں فرنیچر شامل ہے۔ جہاں پر لیٹرین، پینے کا پانی، چار دیواری اور جہاں بجلی نہیں ہے وہاں پر سولر پینل دینا یہ سب missing facilities میں آتا ہے اور جہاں فرنیچر نہیں ہے وہ بھی missing facilities میں آتا ہے۔ جو missing facilities بچیوں کے سکولوں میں ہیں وہ تو اسی سال پوری ہو جائیں گی اور باقی سکولوں میں اگلے سال تک پوری کر دی جائیں گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہو سکتا اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ آپ کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اگر ضمنی سوال ہے تو کریں اور وہ بھی اسی سے متعلقہ ہو۔

میاں محمد اسلم اقبال: ٹھیک ہے میں ضمنی سوال کرتا ہوں۔ منسٹر صاحب میرے بھائی ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ سیکرٹری میرے نیچے آتے ہیں ان سے یہ پوچھ لیا جائے کہ کیا سیکرٹری آج اسمبلی میں Question Day پر موجود ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب خود موجود ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): اس وقت ایک میٹنگ ہے جس میں High Powered Delegation آیا ہوا ہے اور میں نے بھی اس میٹنگ میں جانا تھا۔ میں نے سیکرٹری صاحب کو وہاں بھیج دیا ہے اور خود یہاں پر موجود ہوں۔ یہ سب کچھ ہم understanding کے ساتھ کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا سوال irrelevant ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو ڈسٹرکٹ کی problem solve کرنے کے لئے Coordination Committees بن رہی ہیں ان میں تمام concerning MPAs شامل ہوں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان ایم پی ایز میں اپوزیشن والے بھی ہوں گے یا صرف حکومتی ایم پی ایز ہی شامل ہوں گے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ اس بات کا یقین رکھیں۔ آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے پاکستان کے مسائل حل کرنے ہیں تو اس میں تمام segments of society کو مل کر چلنا پڑے گا۔ چاہے وہ جنوبی پنجاب ہو، چاہے وہ خیبر پختونخواہ ہو، چاہے وہ بلوچستان ہو ہم سب کو ساتھ مل کر ان مسائل کو حل کرنا پڑے گا لہذا ان کمیٹیوں میں اپوزیشن کے ممبران بھی شامل ہوں گے کیونکہ یہ خادم اعلیٰ پنجاب اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کا وژن ہے کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 344 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں چلنے والے پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں فیسوں میں اضافہ کی انتہا اور قواعد و ضوابط پر عمل نہ کرنے کی تفصیلات

*344: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان اپنی مرضی سے جب چاہیں فیسوں میں اضافہ کر لیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی طرف سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں پر ان کی فیسوں کے حوالے سے کوئی چیک نہ ہے، اگر چیک ہے تو اس کے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت کوئی ایسا اقدام اٹھانا چاہتی ہے کہ پرائیویٹ ادارے حکومت کی منشاء کے بغیر فیسیں نہ بڑھا سکیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان ٹیوشن فیس کا تعین از خود کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اُس میں اضافہ بھی کرتے رہتے ہیں۔

(ب) فی الحال حکومت کی طرف سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان پر فیسوں کے تعین کرنے یا ان میں اضافہ کرنے کے بارے میں کوئی چیک نہ ہے۔ تاہم رجسٹریشن آرڈیننس 1984 کی شرائط میں یہ شامل ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان فیسوں کو مناسب سطح تک رکھیں۔

(ج) حکومت پنجاب ایسے قابل عمل اور مؤثر طریق کار کو رائج کرنے پر غور کر رہی ہے جو نجی شعبہ میں قائم سکولوں کے مالکان کے لئے بھی قابل قبول ہو اور طلباء و طالبات کے والدین بھی مطمئن ہو جائیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: نہیں، یہ ضمنی سوال نہیں ہے ابھی میں ضمنی سوال پر نہیں آئی۔ جو انہوں نے جواب دیا ہے میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گی اور میں Honourable Minister سے یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ تو خود مان رہے ہیں کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان ٹیوشن فیس کا تعین از خود کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اُس میں اضافہ بھی کرتے رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا ضمنی سوال ہی ہو گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: نہیں۔ یہ میرا ضمنی سوال نہیں ہے میں اسی کو explain کر رہی ہوں کہ اگر یہ خود مان رہے ہیں تو کیا انہوں نے اس پر کچھ آگے کرنے کا ارادہ کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: تو یہ پھر ضمنی سوال ہی ہوا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال نہیں ہے کیونکہ یہ خود مان رہے ہیں اور نیچے ہی یہ بتا رہے ہیں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کون سے جز کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں جز (الف) کی بات کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنا سوال repeat کریں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! پھر میں ضمنی سوال پر ہی آجاتی ہوں اگر آپ یہ چاہ رہے ہیں کہ میں اس کی detail میں نہ جاؤں۔ مجھے بتایا جائے کہ کیا ہمارے صوبے میں اس وقت کوئی law یا آرڈیننس ہے جس پر ہم کوئی قدغن یا limit لگا سکیں؟ 1984 میں پرائیویٹ اداروں کو encourage کرنے کے لئے ایک آرڈیننس تو لے کر آئے تھے اور اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ تعلیم کا بوجھ صرف اور صرف گورنمنٹ اداروں پر نہ پڑے بلکہ پرائیویٹ ادارے بھی تعلیم کا بوجھ share کر سکیں لیکن یہاں حالات یہ ہیں کہ اب یہ monster کی صورت اختیار کر گیا ہے اس پر کوئی limit نہیں ہے۔ میں یہاں صوبہ سندھ کی مثال دینا چاہوں گی کہ ان کے پاس بھی ایک ایکٹ 2005 کا ہے جس میں کوئی بھی شکایت آئے اگر وہ فیسوں کو بڑھانے کی مد میں آئے تو وہ punishable ہوتی ہے۔ کیا ہمارے پاس اس وقت اس صوبہ میں کوئی law یا کوئی ایسی چیز ہے کہ ہم پرائیویٹ اداروں کے تجاوزات اور فیسوں میں جو اضافہ کرتے رہتے ہیں اس کو روک سکیں؟ میں مثال دوں گی کہ اس وقت summer vacation ہیں ان میں بھی آپ فیس تو لیتے ہیں لیکن miscellaneous کے head میں بچوں سے summer vacation کے نام پر بھی کتابوں اور لائبریریوں کے dues لے رہے ہیں۔ کیا منسٹر صاحب کچھ بتانا پسند کریں گے کہ ہماری پالیسی میں ان پرائیویٹ اداروں پر کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال جو اسی سے متعلقہ ہے اگر یہ سن کر اکٹھا جواب دے دیں تو بہتر ہوگا۔ حکومت پنجاب ایسے قابل عمل طریق کار کو رائج کرنے پر غور کر رہی ہے جس سے یہ چیزیں کنٹرول کی جا سکیں تاکہ طالب علم اور ان کے والدین بھی مطمئن ہوں۔ میں یہ پوچھنا

چاہتی ہوں کہ یہ کب تک ہو جائے گا؟ نیز جو یہ ٹیم بنے گی اس میں والدین کو شامل کرنا میرے خیال میں بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ان کا سوال کچھ اور ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): ہمارے جو دونوں معزز ممبران نے بات کی ہے یہ بنیادی طور پر بہت burning issue ہے۔ ہمارے آرڈیننس 1984 میں یہ شامل تھا کہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے فیس کو مناسب سطح پر رکھیں گے لیکن اس میں یہ explain نہیں کیا گیا تھا کہ وہ مناسب سطح کیا ہو گی اور اس کے لئے categories کیا ہوں گی؟ اس وقت ہم ایک پرائیویٹ سکولز بل پر کام کر رہے ہیں، میں نے اس کی سوموار کو میٹنگ رکھی ہوئی ہے اور اس کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے اس کمیٹی میں پرائیویٹ سکولوں کے مالکان جو ہر category کے ہیں، ایلیٹ پرائیویٹ سکولوں کے مالکان اور چھوٹے پرائیویٹ سکولوں کے مالکان کو بھی اس میں رکھا ہے۔ ہمارے سامنے ایک alarming چیز بھی آئی ہے کہ یہ اساتذہ کو تو بہت کم پیسے دے رہے ہوتے ہیں جبکہ بچوں سے فیسیں بہت زیادہ وصول کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک گلی میں بنا ہوا پرائیویٹ سکول بھی بچوں سے ہزاروں روپے وصول کر رہا ہے اور ایک بڑا سکول بھی بہت زیادہ فیسیں وصول کر رہا ہے۔ ان کو کہیں پر بھی categorize نہیں کیا گیا تھا۔ جس پالیسی کی میں بات کر رہا ہوں اس کے اندر ہم نے والدین کا بھی input لیا ہے، پرائیویٹ سکول کے مالکان کا بھی input لیا ہے اور eminent educationists and intellectuals of the society کا بھی input لیا ہے۔ اس کے بعد جب یہ سارا کچھ final ہو جائے گا تو اس کو Bill بنانے سے پہلے حکومت پنجاب public کے سامنے لائے گی، اس پر public کی suggestions مانگیں گے اور اس کو properly advertise کریں گے۔ ہم اس کے لئے کچھ دن رکھیں گے جس میں public اس Bill پر اپنی suggestions دے۔ جب ہم اس کو final کریں گے تب اس کو Bill کی شکل میں مرتب کیا جائے گا۔ اس میں، میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ ہم ان پرائیویٹ سکولوں کی تین categories بنا رہے ہیں جس میں Category-I, Category-II اور Category-III ہوں گی اور اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ fee structure اس کے حساب سے maintain نہیں کریں گے تو ہم ان پر پہلی دفعہ کچھ penalties impose کر رہے ہیں۔ اس میں چھ ماہ تک قید بھی ہے اور پچاس ہزار روپے سے بڑھ کر جرمانے بھی ہیں۔ جہاں کئی صورتوں میں بہت زیادہ fault نظر آئے گا تو وہاں پر دونوں چیزیں impose ہو سکتی ہیں۔ ہماری اس پر تقریباً working complete ہونے والی ہے اس

کے بعد public advertisement throughکے پاس لائیں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ اس کو جلدی completeکریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس کو ایوان میں بھی debateکے لئے پیش کریں گے ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب وہ Standing Committee کے پاس آئے گا تو وہاں پر پوری کمیٹی اس پر deliberateکرے گی اور اس کے بعد پھر ایوان کے پاس آئے گا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ پہلے بات کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گزشتہ حکومت نے private sectorمیں دو بڑے اچھے initiatives لئے تھے جن میں ایک یہ تھا کہ پرائیویٹ سکول 10 فیصد مستحق بچوں کو provide free educationکریں گے اور دوسرا یہ تھا کہ اگر کسی سکول میں ایک سے زیادہ بہن بھائی تعلیم حاصل کر رہے ہیں تو وہ سکول ان کو fee میں concession دے گا تو میرا ایک ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان دونوں decisions پر implement ہو رہا ہے ؟ ساتھ ہی میری ایک suggestion ہے کہ منسٹر صاحب نے بات کی ہے جو Bill بن رہا ہے اس میں fee کو control کرنے پر غور کیا جا رہا ہے تو اس میں، میں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ جب حکومت نے یہ decision لیا کہ اگر ایک سکول میں ایک باپ کے ایک سے زیادہ بچے پڑھ رہے ہیں تو باقی بچوں کی فیس میں concession دی جائے گی۔ پرائیویٹ سکول والوں نے tuition fee کو تو کم کر دیا لیکن ان کے باقی charges کو بڑھا دیا۔ اس طرح tuition fee میں concession کچھ سکولوں نے دی جبکہ تمام سکول اس پر implement نہیں کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب مجھے اس بات کا جواب دے دیں کہ کیا ان دونوں decision پر implement ہو رہا ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جہاں پر ہم پرائیویٹ سکولوں کی برائیاں نکالتے ہیں وہاں پر ان کی اچھائیاں بھی بہت ہیں۔ آج معاشرے کے اندر جو پرائیویٹ سکولوں

کا کردار ہے ،مطلب ہم صرف چاہتے یہ ہیں کہ یہ سارا کچھ ایک سسٹم کے اندر ایک network میں آ جائے ،otherwise تعلیم کے فروغ کے لئے جہاں پر حکومت کی ذمہ داری ہے وہاں پر پرائیویٹ سکولوں نے بھی ایک بہت بڑا effective role play کیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو معاشرے کے اندر صرف برائی پھیلا رہے ہیں انہوں نے بہت اچھا کام بھی کیا ہے ہم صرف اس کو monitor کرنا چاہتے ہیں اور اس پر باقاعدہ قانون بنا کر ان کی input لے کر آنا چاہتے ہیں۔ محترمہ نے ابھی جس سسٹم کا ذکر کیا ،PEEF اس لئے introduce کرایا گیا تھا ،Punjab Education Endowment Fund جب خادم اعلیٰ پنجاب نے اسے پچھلے tenure میں introduce کرایا تھا اور یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا تھا کہ وہ بچے اور بچیاں جو پڑھنا چاہتے ہیں اور ان کے اندر talent موجود ہے تو ان کی تعلیم کا خرچہ حکومت پنجاب نے اٹھا لیا تھا اور یہ آغاز تھا۔ اب ہم جس پرائیویٹ سکول کے Bill کی بات کر رہے ہیں اس کے اندر باقی تمام چیزوں کو بھی cover کریں گے۔School Management Committees ہوں گی اس کے اندر ایک بہت بڑا network ہے جو کام کرے گا اور ایک proper monitoring ہو رہی ہو گی۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس سوال پر دو سے زیادہ ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ چلیں، شیخ صاحب! آپ اس پر ضمنی سوال کریں پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اب میں پہلے ان کو floor دے چکا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسے وزیر موصوف نے بڑی detail میں پالیسی کے بارے میں on the floor of the House اظہار خیال کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن کے حوالے سے جو حکومت کی پالیسی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ خادم اعلیٰ پنجاب اور ان کی پوری ٹیم اس پر بڑا اچھا کام کر رہی ہے اور سابقہ دور میں بھی جو چیزیں ایجوکیشن میں متعارف کرائی گئی ہیں وہ بھی بڑی remarkable ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جس طرح وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ہم اس پر پرائیویٹ سکول Bill لے کر آ رہے ہیں اور ان کا اس میں regularity authority بھی بنانے کا ارادہ

ہے۔ ہم اس وقت صوبہ پنجاب کی صحیح معنوں میں خدمت کر سکیں گے جب یہ اس کا ٹائم فریم دے دیں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ ایک انتہائی اہم matter ہے، میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کب تک ایوان میں Bill لے کر آ رہے ہیں کیونکہ یہ پورے صوبے کے لئے بڑا highly concerned matter ہے منسٹر صاحب یہ ذرا وضاحت فرما دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس پر جس طرح deliberations ہوئی ہیں امید تو یہ ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہم اس Bill کو اسی سال ایوان کے اندر lay کر دیں گے کیونکہ اس پر مزید deliberations بھی ہونی ہیں۔ میں نے جس طرح کہا کہ ہم نے اس پر through public advertisement سے بھی رائے لینی ہے۔ جب وہ process start ہو گا تو آپ بھی اس کا حصہ ہوں گے، public بھی حصہ ہو گی اور انشاءاللہ تعالیٰ جیسے ہی وہ process complete ہو گا تو پھر ہم اسے ایوان میں lay کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس سوال پر کوئی ضمنی کر لیجئے گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! آپ مجھے نظر انداز کر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اب بول چکا ہوں، مہربانی کریں۔ اُس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں لہذا آپ اگلے سوال پر ضمنی سوال کر لیجئے گا۔ جی، محترمہ آپ سوال نمبر بولیں۔

MRS AYESHA JAVED: Mr. Speaker! Thank you. Question No.346. Answer may be taken as read.

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی آمدن پر ٹیکس و دیگر تفصیلات

*346: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسیں اور نصاب حکومت مقرر کرتی ہے اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ پرائیویٹ سکول اپنی منشاء سے فیسیں نہ بڑھا سکیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت سکولوں کی فراہم کردہ سہولتوں کو مدنظر رکھ کر سکولوں کی کیٹیگری مرتب کرتی ہے اگر نہیں تو اس سلسلے میں کیا حکومت کوئی پالیسی اختیار کرنا چاہتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان ٹیوشن فیس کا تعین از خود کرتے ہیں تاہم رجسٹریشن آرڈیننس 1984 کی شرائط میں یہ شامل ہے کہ پرائیویٹ اداروں کے مالکان فیسوں کو مناسب سطح تک رکھیں۔ پرائیویٹ اور سرکاری سکولز جو محکمانہ یا بورڈ کے تحت لئے جانے والے امتحانات میں طلباء / طالبات کی شرکت کراتے ہیں ان میں یکساں نصاب پڑھایا جاتا ہے تاہم اضافی کتب میں فرق پایا جاتا ہے۔ ایسے پرائیویٹ تعلیمی ادارے جن کا الحاق کسی بیرونی بورڈ یا ادارے سے ہے ان میں نصاب بیرونی بورڈ / اداروں کے مطابق پڑھایا جاتا ہے۔ فیسوں کی مناسب سطح اور دیگر امور کے ضمن میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے رجسٹریشن آرڈیننس 1984 میں ترمیمی بل حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ موجودہ رجسٹریشن آرڈیننس 1984 کے تحت فی الحال پرائیویٹ سکولوں میں فراہم کردہ سہولتوں کو مدنظر رکھ کر تعلیمی اداروں کی کیٹیگری مقرر نہیں کی جاتی تاہم پرائیویٹ سکولوں کی کیٹیگری وار تقسیم کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! انہوں نے اس سوال کے جز(الف) کے جواب میں فرمایا ہے کہ نصاب میں فرق پایا جاتا ہے۔ یہ ہم سب کو معلوم ہے کہ پنجاب ایجوکیشن کمیشن کے تحت جو سکول رجسٹرڈ ہیں وہ ایجوکیشن کمیشن کا exam بھی بچوں کو دلواتے ہیں اور اپنا exam بھی بچوں کو دلواتے ہیں۔ وہ کتب جو ایجوکیشن کی prescribed ہیں یا ان کا جو curriculum ہے وہ بھی پڑھاتے ہیں، اپنا بھی پڑھاتے ہیں اور کتابیں بھی دیتے ہیں تو منسٹر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کیا اس میں کوئی ایسی پالیسی آگے لے کر آنا چاہیں گے جس سے بچوں پر اضافی بوجھ نہ پڑے کیونکہ وہ ایجوکیشن کمیشن کا بھی

امتحان دے رہے ہیں اور پھر وہ اپنے سکول کا بھی امتحان دے رہے ہیں۔ کیا منسٹر صاحب مجھے اس بات کا جواب دینا چاہیں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جس طرح میں نے پہلے اس ایوان میں عرض کی تھی کہ جب ہم ایجوکیشن پالیسی کی بات کرتے ہیں تو اس میں ہم ان تمام چیزوں کا احاطہ کر رہے ہیں۔ میں آپ کو اس کے اندر ایک چھوٹی سی بات بتاؤں گا کہ یکساں نصاب تعلیم کے حوالے سے پہلے بھی ہمارے محترم ڈاکٹر صاحب نے بات کی، alreadyاس پر کام ہو رہا ہے اور suggestion یہ ہے کہ پرائیویٹ اور سرکاری سکول کے اندر نصاب ایک ہی ہو اس کے علاوہ foreign courses کی ایک اپنی ڈیمانڈ ہوتی ہے اس میں تو فرق ہوگا۔ Otherwise ہماری کوشش ہے کہ یکساں نصاب تعلیم ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ جو پرائیویٹ سکولوں کی بات ہے جس طرح میں نے کہا ہے کہ جو Registration Act ہے اور 1984 کا Ordinance ہے۔ اس کے تحت "ای ڈی او" ایجوکیشن کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ پرائیویٹ سکولوں میں جاکر بھی چیک کر سکتا ہے لیکن عملاً Elite Private Schools کے اندر تو وہ گھس ہی نہیں سکتا۔ ہم اسی لئے نئی پالیسی میں ان تمام چیزوں کو دیکھ رہے ہیں اور بہت جلد یہ پالیسی آپ کے اور اس ایوان کے سامنے ہو گی۔ اس میں deliberations ہوں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ پھر آپ دیکھیں گے کہ ہم پنجاب کے اندر تعلیم میں مزید آگے کی طرف جائیں گے۔ بہت شکریہ

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ان کا سوال ہے تو پہلے وہ ضمنی سوال کریں گی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز (ب) میں محکمہ کہہ رہا ہے کہ تعلیمی اداروں کی category ابھی تک مقرر نہیں کی گئی تو کیا Honourable Minister بتانا پسند کریں گے کہ آپ لوگ جو categorize کر رہے ہیں اور اس بارے میں جو غور و فکر کی جا رہی ہے آپ اس کو کب تک categorize کر سکیں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے جس طرح پہلے کہا کہ پرائیویٹ سکول Bill اسی سال ایوان میں lay ہونا ہے۔ اس میں جو categories بنیں گی۔ ایوان میں اس پر deliberations ہوں گی اور ایوان اس کا حصہ ہوگا، پبلک بھی اس کا حصہ ہوگی اور جیسے ہی وہ آئے گا تو پھر ہم یہیں بیٹھ کر final categories کریں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اپوزیشن اور ہماری طرف سے اس Private Schools Authority Bill پر سوالات اٹھ رہے ہیں کیونکہ یہ تیسری اسمبلی ہے اور اس سے پہلے بھی دو اسمبلیوں کے اندر اس پر کمیٹیاں بنتی رہیں لیکن مافیا اتنا طاقتور ہے کہ جو فیسیں بھی بڑھاتا ہے اور اپنی مرضی سے بطور انڈسٹری ان پرائیویٹ سکولوں کو چلا رہا ہے۔ بار بار سوال کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح منسٹر صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ اس سال کے اندر وہ اس Bill کو اسمبلی میں lay کر دیں گے۔ انہوں نے جو duration دی ہے اگر وہ اس سال کے اندر اس Bill کو lay کر دیتے ہیں تو میرے خیال میں یہ ہماری achievement ہے لیکن اگر صرف Committees بنیں گی تو پھر شاید یہ اگلی اسمبلیوں تک جائے گا۔ میں اس میں گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب اس پر واضح طور پر فرمادیں کہ وہ کب تک اس Bill کو اسمبلی کے اندر پیش کر دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! منسٹر صاحب اس پر جواب دے چکے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ اسی سال اسمبلی کے اندر lay کر دیں گے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ فرمائیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں Honourable Minister صاحب سے سوال پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسیں اور نصاب کے علاوہ کیا حکومت ان اداروں میں کلاسوں میں طالب علموں کی تعداد بھی مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ فیسیں تو بے انتہا لی جاتی ہیں، اگر آپ اندرون شہر کے پرائیویٹ سکولوں میں جائیں تو وہاں پر طالب علموں کی بھرمار ہوتی ہے اور بچوں کو کھڑکیوں میں بٹھایا جاتا ہے تو انہوں نے کیا سیکھنا ہے؟ کوئی ایسی پالیسی بنائی جائے جس میں ان پرائیویٹ سکولوں میں بچوں کی specific تعداد مختص کی جائے تاکہ طالب علم کچھ سیکھیں تو سہی، نہ صرف یہ کہ وہ سکول جائیں اور گھر واپس آجائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):اس حوالے سے ایک comparative study ہوئی ہے کہ ایک ٹیچر ایک کلاس روم میں کتنے بچوں کو اچھے طریقے سے education impart کر سکتا ہے،اس پر different figures آئی ہیں starting from 25 to 45 students،میں نے آپ سے اور اس ایوان سے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم نے intellectuals and educationists بٹھائے ہوئے ہیں، وہ اس تعداد کو دیکھ رہے ہیں، جو بھی تعداد فائنل ہو گی ہم ایوان کے سامنے لے کر آئیں گے اور اس کی background بھی ساتھ ہو گی یعنی امریکہ سے لے کر چائنا تک ہم نے اس تمام سسٹم کو پڑھا اور study کیا ہے اور اس کے بعد بتایا ہے کہ 25 to 45 students کی تعداد بنتی ہے مگر یہ vary کر رہی ہے تو اس حساب سے جو بھی فائنل جواب بنے گا ایوان کے سامنے پیش کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹر صاحب!اس پر تین ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔آپ نے خود ہی decide کیا ہوا ہے، دو ضمنی سوالوں کی اجازت ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت:جناب سپیکر!میں ایک اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹر صاحب!محترمہ کافی دیر سے کھڑی ہیں، مہربانی کر کے ان کو موقع دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جی، پہلے محترمہ بات کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب۔جی، محترمہ!

محترمہ شُنیلا رُوت:جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ جو آپ پرائیویٹ سکولوں کی پالیسی بنانے جا رہے ہیں اس میں جو مشنری سکول ہیں، مشنری سکولوں کی پاکستان میں ایجوکیشن کی مد میں بہت بڑی contribution رہی ہے ان کو آپ کس طرح سے gauge کریں گے؟

جناب سپیکر!دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب آپ پالیسی بنائیں گے تو اس طرح کی پالیسی نہ بنائیں کہ سب گھوڑے، خچر ایک ہی پیمانے میں ناپ دیں۔پچھلے ادوار میں پیپلز پارٹی کی حکومت میں جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے 1971 میں تمام سکولوں کو ایک یونیفارم پالیسی کے تحت nationalize کر دیا تھا اور اس کے نتیجے میں جتنے بھی مشنری سکول تھے ان کو بھی nationalize

کر دیا گیا اور تعلیم کا بیڑا غرق ہو گیا اور آپ بھی جانتے ہیں کہ اس کا نقصان majority community کو بھی ہوا اور as a minority community non-Muslims کو بھی ہوا۔ لہذا میں آپ سے یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں اور آپ کو یہ یاد دہانی بھی کروانا چاہتی ہوں کہ اس طرح کی پالیسی نہ بنائیے گا جہاں پر ہم ایک ہی جیسی پالیسی بنادیں اور وہ اچھے سکول جو اچھا کام کر رہے ہیں جیسے LDB سکول ہیں، پھر ہمارے لاہور Lahore Diocese کے سکول ہیں، ہمارے Raiwind diocese کے سکول ہیں، Roman Catholic Churches کے بہت اچھے سکول ہیں جو خدمت کر رہے ہیں ان کو آپ ضرور دیکھیں، ٹیسٹ کریں اور پھر ایک پالیسی بنائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جی، میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ہماری پارٹی کا manifesto پڑھیں تو اس میں minorities پر ہمارا special emphasis ہے۔ پاکستان اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک ہم کمپارٹمنٹس میں بٹے رہیں گے، آج minorities کا بھی اس ملک کی ترقی میں اتنا ہی کردار ہے اور ان کے آگے بھی اتنے ہی مواقع ہیں جتنے باقیوں کے لئے ہیں۔ میں نے جس طرح پہلے بھی اس ایوان کو apprise کیا کہ ہم جو پالیسی بنا رہے ہیں اس میں مشنری اداروں کو بھی دیکھ رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم ایک uniformity لے کر آنا چاہتے ہیں اور اس میں ہم آپ کی input کو ساتھ لے کر آگے چلیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور گلبرگ سکولز ایجوکیشن میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ٹیچرز کی تعیناتی

*56: جناب اعجاز خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2009 کے دوران ضلع لاہور میں گریڈ 16 میں بھرتی ہونے والے ایجوکیٹرز کی اکثریت پہلے ہی سکولز ایجوکیشن کے سکولز میں بحیثیت ای ایس ٹی گریڈ 14 میں تعینات تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایجوکیٹر گریڈ 16 میں بھرتی کے بعد مذکورہ ٹیچرز کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سکولز میں تعینات کر دیا گیا؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سکولز مں تعینات مذکورہ گریڈ16 کے ٹیچرز کو سکولز ایجوکیشن کے سکولز میں واپس بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے کہ حکومت پنجاب کی بھرتی پالیسی کے تحت امیدواروں سے کنٹریکٹ پالیسی کے تحت درخواستیں طلب کی گئیں پہلے سے متعین اساتذہ جو مقررہ تعلیمی قابلیت پر پورا اترتے تھے وہ بھی بطور نئے امیدواران درخواستیں دے سکتے تھے ایسے متعدد امیدواران جو میرٹ پر پورا اترتے تھے انہوں نے موجودہ اسامی کی جگہ نئی سینئر اسامی پر متعین ہونے میں بہتری محسوس کی اور میرٹ کی بنیاد پر ان کا تقرر اعلیٰ پوسٹوں پر کر دیا گیا۔

(ب) درست ہے کہ مذکورہ بالا تقرریوں میں ضلع حکومت لاہور کے منتخب شدہ کچھ امیدواران کا تقرر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے سکولوں میں کیا گیا۔

(ج) باور کرایا جاتا ہے کہ 2009 میں بھرتی ہونے والے اساتذہ کرام (ایجوکیٹرز) کا تقرر ضلعی حکومت کے سکولوں کے لئے کیا گیا تھا۔ طلبہ کی تعلیمی ضروریات کے مدنظر ایسے اساتذہ کو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سکولوں سے نکالنے کا کوئی جواز یا ارادہ نہیں ہے کیونکہ حکومت کا مقصد طلباء کی تعلیمی ضروریات کی تکمیل بذریعہ لائق اساتذہ ہے۔

پنجاب کے گرلز سکولوں میں ڈے کیئر سنٹرز بنانے کا معاملہ

*60: جناب اعجاز خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ خواتین ٹیچرز کو دوران ڈیوٹی اپنے چھوٹے بچوں کی نگہداشت کے لئے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا حکومت فوری طور پر پنجاب کے تمام گرلز سکولوں میں ڈے کیئر سنٹر تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب Women Development Department جوہر ٹاؤن لاہور کے لیٹر نمبر WDD1-3/2012(P-III)441 مورخہ 2012-12-15 کے تحت گورنمنٹ آف پنجاب چیف منسٹرز مانیٹرنگ فورس سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اپنے لیٹر نمبر DD(M)Misc/2012 مورخہ 2012-12-20 کے ذریعے ان تمام سرکاری گرلز سکولوں میں جہاں پانچ یا اس سے زائد خواتین اساتذہ ہیں ڈے کیئر سنٹرز قائم کرنے کا حکم پہلے ہی جاری کر چکی ہے تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس مقصد کے لئے Women Development Department کے لیٹر نمبر WWD6-1/2013/975 مورخہ 2013-06-12 کے تحت پنجاب ڈے کیئر فنڈ سوسائٹی کا قیام بھی عمل میں آ چکا ہے جو اپنی طرف سے 70 فیصد فنڈ فراہم کرے گی جبکہ 30 فیصد فنڈ مختص ادارہ / آرگنائزیشن مہیا کرے گی۔ اس سلسلے میں سوسائٹی کی طرف سے روزنامہ ایکسپریس 13-06-08 میں اشتہار بھی دے دیا گیا ہے حکومت پنجاب مذکورہ سوسائٹی کو ڈے کیئر سنٹرز کے قیام کے لئے 100 ملین روپے کی گرانٹ بھی مہیا کر چکی ہے۔ تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈے کیئر سنٹر بنانے کا پراسس جاری ہے اس سلسلہ میں حکومت پنجاب سنجیدگی سے کام کر رہی ہے۔

ضلع سرگودھا: ڈپٹی ڈی ای او کے دفتر میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*130: میاں طاہر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈپٹی ڈی ای او (میل) شاہ پور ضلع سرگودھا کے دفتر میں کل ملازمین کی تعداد و گریڈ وار بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد اس دفتر میں کام کر رہے ہیں؟

(ج) گریڈ 11 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان میں سے کن کن ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر قانونی / محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(د) کیاحکومت اس دفتر میں پائی جانی والی بے قاعدگیوں کی تحقیقات کروانے کاارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) ڈپٹی ڈی ای او شاہ پور ضلع سرگودھا کے دفتر میں کل ملازمین کی تعداد گریڈ وار درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	گریڈ	تعداد
1	نائب ضلعی افسر تعلیم (مردانہ)	18	1
2	معاون افسر تعلیم (مردانہ) تحصیل ہیڈکوارٹر	16	1
3	سینئر کلرک	9	1
4	جونیئر کلرک	7	3
5	نائب قاصد	1	2

(ب) ڈپٹی ڈی ای او شاہ پور ضلع سرگودھا کے دفتر میں عرصہ تین سال سے زائد کام کرنے والے ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	جائننگ دفترہذا
1	عبدالنصیر	جونیئر کلرک	7	12-11-2009
2	محمداسلم کھوکھر	جونیئر کلرک	7	08-06-2000
3	محمداسلم ماہل	جونیئر کلرک	7	12-11-2009
4	ریاض حیدر	نائب قاصد	1	15-04-1997

(ج)

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تفصیل قانونی کارروائی / محکمانہ انکوائریاں
1	عبدالخالق	نائب ضلعی افسر تعلیم (مردانہ)	18	انکوائری نہ ہے
2	فرحت اللہ	معاون افسر تعلیم (مردانہ) تحصیل ہیڈکوارٹر	16	انکوائری نہ ہے

(د) کسی آفیسر /اہلکار کے خلاف کوئی قانونی کارروائی /انکوائری نہیں چل رہی ہے اور کارروائی کی ضرورت نہ ہے کیونکہ کوئی شکایت بحوالہ بے قاعدگی نہ ہے۔

لاہور: یوسی۔37 میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکول بنانے کامعاملہ

*364: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ پی پی۔144یوسی۔37لاہور میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکول نہیں ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب پی پی۔144 یو سی 37 میں لڑکیوں کا سکول بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے پی پی۔144 یو سی۔37 لاہور میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکول نہ ہے۔

(ب) گورنمنٹ نوٹیفکیشن کے مطابق اگر اہل علاقہ زمین فراہم کر دیں تو حکومت لڑکیوں کا ہائی سکول بنانے پر غور کر سکتی ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: یو سی۔37 میں گورنمنٹ قادریہ سکول کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

*365: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 یو سی۔37 لاہور میں گورنمنٹ قادریہ سکول کی عمارت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول گلی کے لیول سے بہت نیچے ہے جس کی وجہ سے بارشوں کا پانی سکول کے اندر چلا جاتا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب گورنمنٹ قادریہ سکول کی عمارت کو بنانے اور سکول کا فرش اونچا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ قادریہ سکول کی عمارت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے کیونکہ سکول کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے۔

(ب) درست ہے۔ سکول گلی کے لیول سے بہت نیچے ہے جس کی وجہ سے بارش کا پانی سکول کے اندر چلا جاتا ہے۔

(ج) سکول کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے اس وجہ سے مالک بلڈنگ کو لیٹر لکھ دیا گیا ہے کہ سکول کی عمارت کی مرمت ہنگامی بنیادوں پر کروائیں تاکہ کسی مالی و جانی نقصان کا خطرہ لاحق نہ ہو کاپی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گجرات: بوائز ہائی سکول کو انٹر کالج کا درجہ دینے کی تفصیلات

*428: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوائز ہائی سکول امرہ کلاں تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کو انٹر کالج بنانے کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب نے مورخہ 03-02-2012 کو No.DS(ASSEM)CMS 12-113-AB/لیٹر جاری کیا تھا؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بوائز ہائی سکول کو 14-2013 میں انٹر کالج کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب)

I) اگر بوائز ہائی سکول امرہ کلاں کو ہائر سیکنڈری سکول (برائے انٹر کلاسز) بنانا مقصود ہے تو سکیم feasible ہے اور اندازاً تخمینہ لاگت 17.300 ملین روپے ہے۔

II) اور اگر بوائز ہائی سکول امرہ کلاں کو انٹر کالج بنانا مقصود ہے تو سیکرٹری ہائر ایجوکیشن سے متعلقہ ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔69 میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*453: میاں طاہر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔69 فیصل آباد میں گرلز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) کس کس سکول کی عمارت اپنی ہے، کس کس کی کرایہ کی ہے اور کس کی بلڈنگ مخدوش حالت میں ہے؟

(ج) سال 13۔2012 کے دوران اس حلقہ کے کس کس گرلز سکول کی بلڈنگ تعمیر ہوئی ہے، اس کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) اس وقت کس سکول کی عمارت زیر تعمیر ہے اور کب تک مکمل ہوگی؟

(ہ) آئندہ مالی سال کے دوران حکومت اس حلقہ کے کس کس گرلز سکول کی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔69 فیصل آباد میں گرلز سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔ناموں کی لسٹ (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکول لیول	تعداد
پرائمری	4
ایلیمنٹری	3
ہائی	4
ہائر سیکنڈری	1
میزان	12

(ب) مذکورہ حلقہ میں تمام گرلز سکولز کی عمارت اپنی ہے اور کسی بھی سکول کی عمارت مخدوش حالت میں نہ ہے۔

(ج) اس حلقہ میں سال13-2012کے درمیان کسی بھی گرلز سکول کی عمارت تعمیر نہ ہوئی ہے۔

(د) مذکورہ حلقہ میں کسی بھی سکول کی عمارت زیر تعمیر نہ ہے۔

(ہ) مذکورہ حلقہ کے کسی سکول میں فی الحال نئی عمارت کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع بہاولنگر: دانش سکول کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*458: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر، رحیم یار خان اور بہاولپور میں دانش سکول قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) ضلع بہاولنگر میں قائم دانش سکول کا رقبہ کتنا ہے اس کی باؤنڈری وال کی لمبائی اور اونچائی کتنی ہے؟

(ج) مذکورہ سکول کا تخمینہ لاگت کیا ہے، اس میں انتظامی عملہ اور ٹیچنگ سٹاف کی تعداد کیا ہے اور کس کس سکیل میں ہیں؟

(د) مذکورہ سکول میں زیر تعلیم فی طالب علم ماہانہ خرچ کیا ہے اور دیگر پرائمری، مڈل و ہائی سکولوں میں زیر تعلیم فی طالبعلم پر خرچ کتنا ہے؟

(ہ) مذکورہ سکول میں کس کلاس سے داخلہ ہوتا ہے اور کس کلاس تک تعلیم دی جاتی ہے داخلہ کے طریق کار کا معیار کیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔ ضلع بہاولنگر میں دانش سکول کا قیام عمل میں لایا گیا۔

(ب) ضلع بہاولنگر کے دانش سکول کا رقبہ 514ایکڑ اراضی پر مشتمل ہے۔ چار دیواری بوائز سکول 90ایکڑ پر مشتمل اور گرلز سکول 107 ایکڑ پر مشتمل ہے تاہم چار دیواری کی لمبائی (Rft) 26187اور اونچائی 7فٹ ہے۔

(ج) دانش سکول کی تعمیر کا تخمینہ لاگت 860 ملین روپے ہے تاہم انتظامی عملہ اور ٹیچنگ سٹاف برائے بوائز کیمپس 97افراد پر مشتمل ہے جبکہ گرلز کیمپس میں سٹاف کی تعداد 98 ہے جملہ سٹاف کو کنٹریکٹ بنیادوں پر بھرتی کیا گیا ہے۔

(د) دانش سکول میں فی طالب علم کا ماہانہ خرچ -/12000 روپے جو کہ فری یونیفارم، شوز، سلیپر، چپل، سلیپنگ ڈریس، سپورٹس ڈریس، ٹریک سوٹ، فری ہوسٹل سہولیات (لاجنگ) فری کھانا، فری بکس، فری سٹیشنری آئٹمز، (پنسل، پین، صابن، شیمپو، ٹوتھ برش، ٹوتھ پیسٹ) جبکہ گورنمنٹ پرائمری، مڈل، ہائی سکولز میں ماہانہ خرچ -/1300 روپے ہے اور گورنمنٹ کے سکولز میں فری بکس اور گرلز سکولوں میں طالبات کو کلاس 6th سے 10th تک Stipend Student مبلغ -/200 روپے ماہانہ دیا جاتا ہے۔

(ہ) دانش سکول میں طالب علموں کا داخلہ کلاس 6th سے 12th تک دیا جاتا ہے۔داخلہ کا معیار درج ذیل ہے:

1- داخلہ کی تشہیر بذریعہ اخبارات کی جاتی ہے۔
2- داخلہ کی تشہیر بذریعہ محکمہ تعلیم ریونیو ڈیپارٹمنٹ اور ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسر کے نمائندوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔
3- تحریری ٹیسٹ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔
4- تحریری ٹیسٹ پاس کرنے والے طلباء کا انٹرویو لیا جاتا ہے۔
5- طلباء کے والدین کی آمدنی کا جائزہ بذریعہ کمیٹی (جو کہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ اور DMO کے نمائندگان پر مشتمل ہوتی ہے) لیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: گرلز پرائمری سکول چھوکر کلاں کو ایلیمنٹری کا درجہ دینے کی تفصیلات

*459: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔113 چھوکر کلاں گرلز پرائمری سکول ضلع گجرات موجود ہے؟

(ب) کیاحکومت مذکورہ سکول کوایلیمنٹری کادرجہ دینے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) قواعد کی رو سے تعداد طالبات 80تک بڑھنے اور سکول کارقبہ (01کنال)مہیا ہونے پر سکول کوایلیمنٹری کادرجہ دیاجاسکتاہے جبکہ مذکورہ سکول کی صورتحال درج ذیل ہے:

تعداد طالبات

نرسری	اوّل	دوئم	سوئم	چہارم	پنجم	میزان
18	09	09	09	08	07	60

سکول کارقبہ:05مرلہ

سکول ہذاایلیمنٹری لیول کے لئےfeasibleنہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں عرض کرناچاہتاہوں۔

رپورٹ

(جوپیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب اس پر رپورٹ پیش کرناچاہتے ہیں اس کے بعد آپ بات کرلیں۔ جی، میاں نصیر صاحب مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتاہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) سروسز ٹربیونل پنجاب مصدرہ 2013کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا

میاں نصیر احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!میں

"The Punjab Services Tribunal Amendment Bill 2013
(Bill No. 4 of 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتاہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی۔ شکریہ۔جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کل کے اخبار میں ہاکی ٹریننگ کیمپ کے حوالے سے ایک افسوسناک خبر چھپی ہے۔ جناب اختر رسول جو اس ایوان کے ممبر بھی رہے ہیں، وزیر بھی رہے ہیں اور ہاکی فیڈریشن کے عہدیدار ہیں انہوں نے ایک کھلاڑی شکیل عباسی وہ جب ٹریننگ کیمپ میں آئے تو روزہ سے تھے انہوں نے اسے کیمپ سے خارج کر دیا کہ روزہ رکھنے سے ٹریننگ متاثر ہوتی ہے اس لئے تمہیں اب اس کیمپ میں مزید incorporate نہیں کیا جائے گا۔ ابھی ایوان کے شروع میں جو تلاوتِ کلام مجید ہوئی ہے اس میں ان آیات پر emphasis ہے کہ روزہ فرض ہے اور خود اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ اور تمام صحابہ کرام جنگ بدر میں جو کہ 17۔ رمضان المبارک کو ہوئی تھی تو روزے کی حالت میں تھے۔ اختر رسول صاحب نے کوئی اچھی بات نہیں کی اور یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ اس چیز کا نوٹس لے۔ ہاکی فیڈریشن ایک حکومتی ادارہ ہے اس کے عہدیدار حکومت مقرر کرتی ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ آپ حکومت کو direct کریں کہ وہ اس کا نوٹس لے اور اس issue کو properly address کرے۔ انہوں نے بہت غلط بات کی ہے اس کو حکومت کی طرف سے address کیا جانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب قواعد کی معطلی کی تحریک پیش۔۔۔

جناب طارق محمود گجر: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بول چکا ہوں kindly آپ اس کے بعد بات کیجئے گا۔ جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں گے۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور: (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سیکرٹری اسمبلی ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ کی اچانک وفات پر تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سیکرٹری اسمبلی ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ کی اچانک وفات پر تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اوراب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سیکرٹری اسمبلی ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ کی اچانک وفات پر تعزیتی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب ایک قرارداد پیش کریں گے۔جی،وزیر قانون!

قرارداد

سیکرٹری اسمبلی ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ (مرحوم) کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان جمعرات، مورخہ 25۔جولائی2013 کو سیکرٹری پنجاب اسمبلی،ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ کی اچانک وفات پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم کو اپنے فرائض منصبی انجام دیتے ہوئے اپنے دفتر میں دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ مرحوم نہایت شریف النفس،اعلیٰ تعلیم یافتہ، فرض شناس اور دیانت دار افسر تھے۔انہوں نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو 1997 میںjoin کیا۔اسمبلی میں اپنی 16 سالہ ملازمت کے دوران مختلف حیثیتوں میں اپنے فرائض منصبی نہایت ایمانداری اور محنت سے انجام دیئے۔ مرحوم ایک علمی اور ادبی شخصیت تھے اور ایک کتاب کے مصنف بھی تھے۔ مرحوم نے اس

معزز ایوان کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور اسے احسن طریقے سے چلانے کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ان کی خدمات کو ہمیشہ اچھے حوالے سے یاد رکھا جائے گا۔یہ ایوان مرحوم کے اہل خانہ سے بھی اظہار تعزیت اور ہمدردی کرتا ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے سوگوار لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین!"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان جمعرات، مورخہ 25۔جولائی 2013 کو سیکرٹری پنجاب اسمبلی، ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ کی اچانک وفات پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم کو اپنے فرائض منصبی انجام دیتے ہوئے اپنے دفتر میں دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔مرحوم نہایت شریف النفس، اعلیٰ تعلیم یافتہ، فرض شناس اور دیانت دار افسر تھے۔انہوں نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو 1997 میں join کیا۔ اسمبلی میں اپنی 16 سالہ ملازمت کے دوران مختلف حیثیتوں میں اپنے فرائض منصبی نہایت ایمانداری اور محنت سے انجام دیئے۔مرحوم ایک علمی اور ادبی شخصیت تھے اور ایک کتاب کے مصنف بھی تھے۔ مرحوم نے اس معزز ایوان کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور اسے احسن طریقے سے چلانے کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ان کی خدمات کو ہمیشہ اچھے حوالے سے یاد رکھا جائے گا۔یہ ایوان مرحوم کے اہل خانہ سے بھی اظہار تعزیت اور ہمدردی کرتا ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے سوگوار لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین!"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان جمعرات، مورخہ 25۔جولائی 2013 کو سیکرٹری پنجاب اسمبلی، ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ کی اچانک وفات پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم کو اپنے فرائض منصبی انجام دیتے ہوئے اپنے دفتر میں دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔مرحوم نہایت شریف النفس، اعلیٰ تعلیم یافتہ، فرض شناس اور دیانت دار افسر تھے۔انہوں نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو 1997 میں join

کیا۔اسمبلی میں اپنی 16 سالہ ملازمت کے دوران مختلف حیثیتوں میں اپنے فرائض منصبی نہایت ایمانداری اور محنت سے انجام دیئے۔ مرحوم ایک علمی اور ادبی شخصیت تھے اور ایک کتاب کے مصنف بھی تھے۔ مرحوم نے اس معزز ایوان کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور اسے احسن طریقے سے چلانے کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ ان کی خدمات کو ہمیشہ اچھے حوالے سے یاد رکھا جائے گا۔ یہ ایوان مرحوم کے اہل خانہ سے بھی اظہار تعزیت اور ہمدردی کرتا ہے اور دُعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے سوگوار لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں وزیر قانون صاحب کی پیش کردہ قرارداد کے ساتھ یہ بھی چاہوں گا کہ کوئی دن یا کوئی وقت ایسا مقرر کیا جائے کہ ایک تعزیتی ریفرنس پیش کیا جائے جس میں ڈاکٹر صاحب (مرحوم) کے بارے میں جس معزز ممبر یا سٹاف کو کچھ معلومات ہوں تو اس پر اظہارِ خیال کیا جاسکے۔ اس طرح سے ان کو زیادہ بہتر طریقے سے خراج عقیدت پیش کیا جاسکتا ہے۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس کو دیکھتے ہیں۔ اب تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ میاں طاہر صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں طارق محمود: جناب والا! یہ جو Question Hour ہے اس میں جن ممبران کے آخری سوالات ہوتے ہیں وہ پیش ہونے سے رہ جاتے ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں طاہر صاحب کی تحریک استحقاق ہے انہوں نے اسے مؤخر کرنے کی درخواست کی ہے وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس تحریک استحقاق کو آٹھ دن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج جمعۃ المبارک کا دن ہے اور ممبران یہ چاہیں گے کہ ایوان کا بزنس ساڑھے بارہ بجے تک مکمل ہو جائے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آج اگر تحاریک التوائے کار کا وقفہ next day تک کے لئے adjourn کر دیا جائے اور سرکاری بزنس کو take up کر لیا جائے تو میرے خیال میں اس طرح سے سہولت رہے گی کیونکہ تمام دوستوں نے نماز جمعہ کی تیاری کرنی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا کل تک کے لئے وقفہ برائے تحاریک التوائے کار کو pending کر دیا جائے؟

معزز ممبران: جی، کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحاریک التوائے کار کو سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم گورنمنٹ بزنس کو take up کرتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! میں اس بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہ رہی تھی اور گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی ایک سپیشل کمیٹی کے کچھ نام سامنے آئے تھے، اس دن بھی میں نے یہ بات mention کروائی تھی کہ اس کمیٹی میں پیپلز پارٹی کے ممبران کی نمائندگی نہیں تھی۔ آج پھر ہمیں جو پیپر یہاں پر دیا گیا ہے اس کے اندر ہمارے کسی بھی ممبر کا نام نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ دیکھیں! اس میں نام موجود ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: ہمارے تو کسی ممبر کا نام نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار شہاب الدین صاحب کا نام اس میں شامل ہوگا؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جی، اس میں نام شامل نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا نام اس میں شامل کیا گیا ہے۔ ان کی مشاورت سے ہی یہ کمیٹی بنی ہے، اس میٹنگ میں اپوزیشن لیڈر بھی موجود تھے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! میرے پاس جو ناموں کی لسٹ ہے اس میں ان کا نام شامل نہیں ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2013

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے پاس کوئی اور ناموں کی لسٹ ہوگی، سردار شہاب الدین کا نام اس میں شامل ہے اور ان کی مشاورت سے ہی یہ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اب ہم گورنمنٹ بزنس لیتے ہیں۔

Minister for Law to introduce the Punjab Local Government Bill 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT, COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I introduce the Punjab Local Government Bill 2013.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Local Government Bill 2013 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Special Committee consisting of the following members with the direction to submit its report within one week:

1.	Ch Abdul Razzaq Dhillon, MPA (PP-33)	Convener
2.	Sheikh Ijaz Ahmad, MPA (PP-68)	Member
3.	Malik Mazhar Abbas Ran, MPA (PP-201)	Member
4.	Engineer Qamar-ul-Islam Raja, MPA (PP-5)	Member
5.	Mian Naveed Ali, MPA (PP-228)	Member

6. Mrs Saba Sadiq(Advocate) MPA (W-306) Member
7. Qazi Adnan Fareed, MPA (PP-268) Member
8. Syed Abdul Aleem, MPA (PP-244) Member
9. Syed Waseem Akhtar, MPA (PP-271) Member
10. Sardar Shahabuddin Khan, MPA (PP-263) Member
11. Mr Muhammad Sibtain Khan, MPA (PP-46) Member
12. Sardar Waqas Hassan Mokal, MPA (PP-180) Member

Ch Abdul Razzaq Dhillon shall be the Convener of the Committee

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ جس طرح سے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا ہے، Rules کی چونکہ قدغن ہے اور سپیشل کمیٹی کے ممبران بارہ سے زیادہ نہیں ہو سکتے لیکن اس میں کسی بھی ممبر کو opt کرنے کی provision موجود ہے اس لئے قائد حزب اختلاف کا بھی یہی خیال تھا کہ جو بھی معزز ممبران اس میں input دینا چاہیں گے تو کمیٹی ان تمام ممبران کو accommodate کرے گی اور ان کے نقطہ نظر کو consider کرے گی۔ کمیٹی کا سوموار سے جمعرات تک روزانہ کی بنیاد پر اجلاس ہو گا، اجلاس کا ٹائم باہمی مشاورت سے چار بجے کا طے ہوا ہے اور چار بجے سے لے کر افطاری تک کمیٹی ان تمام دنوں میں اس بل پر غور و خوض کرے گی۔ کمیٹی کے معزز ممبران اور اس ایوان کے تمام معزز ممبران میں سے جو اس بارے میں interest رکھتا ہو، جو وقت نکال سکے اسے میری طرف سے request ہو گی کہ وہ ضرور اپنی رائے دے کیونکہ یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل بل ہے اور اس بل کے ذریعے سے ہی ہم ایک common man کو، عام آدمی کو empower کرنا چاہتے ہیں اور ایک ایسا بلدیاتی نظام اس صوبے میں لانا چاہتے ہیں جو نہ صرف اس صوبے کے عوام کی مشکلات کو حل کرے بلکہ دیگر صوبوں کے لئے بھی guidance فراہم کرے، یہ ہمیشہ کے لئے اور ground realities کے عین مطابق ہو۔ اس مرتبہ بلدیاتی نظام کوئی ریٹائرڈ جنرل نہیں لا رہا کوئی ایسا کمیشن نہیں لا رہا جو پوری دنیا کے نظاموں کا جائزہ لے، کوئی بات کہیں سے، کوئی بات کہیں سے پکڑے اور اس کے مطابق فیصلہ کر دے۔ یہ نظام اس معزز ایوان کے consensus کے ساتھ اور discussion کے ساتھ آئے گا۔ یہ معزز ایوان ہی اس صوبے کے دس کروڑ عوام کا نمائندہ ایوان ہے اس لئے چاروں دن، جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی فیصلہ ہوا ہے کہ سوموار سے لے کر جمعرات تک۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت پندرہ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): سوموار سے لے کر جمعرات تک جو سیشن ہوگا اس میں بھی باقی بزنس کو exclude کر کے ایوان میں اس بِل پر بات ہوگی اور تمام ممبران اپنا اظہار خیال کر سکیں گے، general discussion کر سکیں گے۔اس میں بھی میری یہ گزارش ہے کہ تمام ممبران اپنا اپنا نقطہ نظر بیان کریں اور اسی طرح سے پھر شام کو کمیٹی meet کرے گی۔یہ اس لئے کیا جارہا ہے کیونکہ سپریم کورٹ کی یہ direction ہے کہ 15۔اگست تک اس legislation کو مکمل کیا جائے۔اس طرح سے اگلے ہفتے ایوان میں بھی اور اس کے بعد کمیٹی میں بھی اس بِل پر بحث ہوگی۔ مجھے پوری اُمید ہے کہ اس معزز ایوان میں بیٹھنے والے تمام عوام کے نمائندے جو کہ ہر گلی، ہر محلے کے حالات سے واقف ہیں، جو ground realities سے بھی واقف ہیں جو ابھی الیکشن لڑ کر عوام سے mandate لے کر آئے ہیں، ان کی آراء کی بنیاد پر یہ نظام وضع ہوگا اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس صوبے کے عوام کی مشکلات اور مسائل کو حل کرنے کے لئے معاون ثابت ہوگا۔اس سلسلے میں، میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کا یہ message بھی اس معزز ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا کہ یہ جو بِل کا مسودہ ہم نے پیش کیا ہے اس مسودے میں آپ یہ سمجھ لیں کہ یہ مسودہ اس discussion کو initiate کرے گا جو ہم آنے والے دنوں میں اس معزز ایوان اور سپیشل کمیٹی میں بھی کرنے جارہے ہیں۔اس پر حکومت کا، پاکستان مسلم لیگ (ن) کا stand بڑا flexible ہے اس میں جو consensus ابھرے گا اس کے مطابق ہی اس میں بنیادی طور پر فیصلے کئے جائیں گے اور اس معزز ایوان کی جو independent رائے ہوگی یہ بل مکمل طور پر اس کا مظہر ہوگا۔ میں آپ کے وساطت سے کمیٹی کے ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ Monday سے Thursday تک ہر صورت میں اپنی availability کو یہاں ensure کریں تاکہ یہاں پر کمیٹی روم (اے) میں اپنی discussion مکمل کر سکیں۔ معزز ایوان میں بیٹھے ہر ممبر سے بھی میری یہ گزارش ہوگی کہ وہ ان دنوں میں اپنی دیگر مصروفیات کو ایک طرف کرتے ہوئے اس معزز ایوان میں اپنی حاضری اور اپنی آراء پیش کرنے کو ترجیح دیں۔اگر ان چار دنوں میں کوئی معزز ممبر اپنی رائے کا اظہار کرنے سے رہ جائے گا تو ہم اس میں ایک دو دن کا اضافہ بھی کر سکتے ہیں۔بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: جناب قائد حزب اختلاف! آپ اس میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ ہم پنجاب کے دس کروڑ عوام کے مستقبل سے متعلق قانون سازی کرنے جا رہے ہیں۔ میں نے صبح بھی ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ کہا تھا کہ چونکہ وزیر قانون نے سپریم کورٹ کی مجبوری بتائی کہ ہم نے 15۔اگست تک یہ قانون سازی مکمل کرنی ہے وگرنہ یہ بڑی ہی عجلت ہے۔ایک اتنا important مسئلہ جس پر آئندہ پورے پنجاب کے اندر یہ بلدیات کا نظام ہم نے بنانا ہے اس کے بارے میں اتنی اہم قانون سازی ہے لیکن ہم نے حکومتی مجبوری کو سمجھا، سپریم کورٹ کی deadline کو بھی سامنے رکھا۔آج رانا ثناء اللہ خان صاحب نے یہاں پر جو بات کی ہے اے کاش کہ یہ ایک اچھی روایت یہاں پر قائم ہو ماضی میں تو یہی ہوتا رہا ہے کہ جو بل پیش ہو گیا وہ ہو گیا اور اسی کو approve کر لیا جاتا ہے۔اگر حکومتی بنچوں کی طرف سے اس spirit کا اظہار کیا گیا ہے کہ جو بھی جائز logical بات ہو گی، دیکھئے اس میں ہمارا کسی کا بھی کوئی personal stake نہیں ہے، ہم نے Constitution کے parameters کے اندر رہ کر بات کرنی ہے۔ابھی میں اس پر debate نہیں کروں گا لیکن مجموعی طور پر اسے دیکھنے سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس پورے بل کے اندر Constitution کے آرٹیکل (A)140 کی روح اور اس کی spirit کسی جگہ نظر نہیں آئی اور آئین جو powers لوکل گورنمنٹ کو، لوکل اداروں کو devolve کرنا چاہتا ہے، اٹھارہویں ترمیم میں وفاقی حکومت نے صوبوں کو بہت سی powers devolve کیں، بہت سارے ڈیپارٹمنٹس ملے، بہت طاقت ملی اور صوبوں کو اختیارات ملے۔آئین کی یہی منشا ہے کہ ہمارے جو منتخب نمائندے ہوں ان کے ذریعے یہ اختیارات نیچے گلی محلے کی سطح پر منتقل کئے جائیں تو یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔وزیر قانون نے کہا ہے کہ ہم open heart کے ساتھ میٹنگ میں بیٹھیں گے ہم ان کی اس بات کو welcome کرتے ہیں اور ہم اس توقع کے ساتھ کہ logical جائز اور آئین کی روح کے مطابق ایک جاندار لوکل گورنمنٹ سسٹم پنجاب اسمبلی یہاں سے پاس کرے تو یہ پورے پنجاب کے عوام کے لئے ایک تحفہ ہو گا۔انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ اپوزیشن کے جتنے لوگ ہیں وہ بھرپور طریقے سے اس کمیٹی کی میٹنگ میں شامل ہوں۔رانا ثناء اللہ خان صاحب نے جو بات کی ہے کہ ہم ان کی تجاویز کو welcome کریں گے تو ہم کوشش کریں گے کہ ایوان کے اندر ایک بہترین بل لایا جا سکے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔next bill

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کے اس good gesture کو welcome کرتا ہوں اور انہیں دوبارہ یقین

دلاتا ہوں کہ ان کی جو تجاویز ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو بالکل کھلے دل سے accommodate کریں گے۔ میں ایک بات پہلے نہیں کر سکا کہ یہاں پر پریس گیلری اور دیگر میڈیا کے جو ساتھی ہیں میں اس ایوان کے floor سے انہیں بھی اس بات کی دعوت دینا چاہتا ہوں اور آج شام کو ان کے ساتھ یہیں اسمبلی چیمبر میں ایک سپیشل میٹنگ بھی ہے۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہیں اسمبلی چیمبر میں افطار کے موقع پر ان کے ساتھ ایک سپیشل میٹنگ بھی ہے اور باضابطہ طور پر اس معزز ایوان اور حکومت کے behalf پر ہم میڈیا اور سول سوسائٹی کو اس discussion میں شامل ہونے کی دعوت دیں گے تاکہ میڈیا میں بھی analysis آئیں، ٹاک شوز ہوں، بات ہو اور اسی طرح سول سوسائٹی بھی اس پر اپنا اظہار خیال کرے تاکہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہر ممبر کی اور جو کمیٹی ہے ان کی بھی enlightenment ہو اور اس سے ہم ایک بہترین بل اور بلدیاتی نظام پر پہنچ سکیں۔ شکریہ

مسودہ قانون محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی ملتان مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: Now, Minister for Law to introduce the Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013.

MR ACTING SPEAKER: Muhammad Nawaz Shareef University of Agriculture Multan Bill 2013 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Special Committee No.1 for report within one month.

مسودہ قانون (ترمیم) بوائلرز اینڈ پریشر ویسلز پنجاب مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: Now, Minister for Law to introduce the Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill 2013.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Boilers and Pressure Vessels (Amendment) Bill 2013 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Special Committee No.1 for report within one month.

مسودہ قانون (ترمیم) اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: Now, Minister for Law to introduce the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2013.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2013 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Special Committee No.1 for report within one month.

ہنگامی قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ہنگامی قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب مجریہ 2013

MR ACTING SPEAKER: Now, Minister for Law may lay the Punjab Police Order (Amendment) Ordinance 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I lay the Punjab Police Order (Amendment) Ordinance 2013.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Police Order (Amendment) Ordinance 2013 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Special Committee No.1 with the direction to submit its report within one month.

اب لاء منسٹر صاحب! تحریک پیش کریں۔

قاعدہ240کے تحت تحریک

(جو پیش ہوئی)

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ240کے تحت تحریک کا پیش کیا جانا

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت اسمبلی چیمبرز کو صدارتی الیکشن 2013 کے سلسلہ میں بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت اسمبلی چیمبرز کو صدارتی الیکشن 2013 کے سلسلہ میں بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت اسمبلی چیمبرز کو صدارتی الیکشن 2013 کے سلسلہ میں بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب اجلاس مورخہ 29۔جولائی بروز سوموار صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

94

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔ جولائی2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ جات جیل خانہ جات اور محنت وانسانی وسائل)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

"مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث"

96

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسرا اجلاس

سوموار،29۔جولائی2013

(یوم الاثنین،19۔رمضان المبارک1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 12 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّآ أَنزَلۡنَـٰهُ فِى لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ﴿١﴾ وَمَآ أَدۡرَٮٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ ﴿٢﴾
لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٌ۬ مِّنۡ أَلۡفِ شَہۡرٍ۬ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَـٰٓٮِٕكَةُ وَٱلرُّوحُ
فِيہَا بِإِذۡنِ رَبِّہِم مِّن كُلِّ أَمۡرٍ۬ ﴿٤﴾ سَلَـٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطۡلَعِ ٱلۡفَجۡرِ ﴿٥﴾

سورۃ القَدر آیات1 تا 5

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا(1) اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟(2) شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے (3) اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں(4) یہ (رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے(5)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لم یاتی نظُرک فی نظر، مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو اے شہ دوسرا جاناں
البحُر علا والموج طغے، من بے کس و طوفاں ہوش رُبا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا، موری نیّا پار لگا جانا
انا فی عطش وسخاک اتم، اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے اے رم جھم رم جھم، دو بوند ادھر بھی گرا جانا

جناب قائم مقام سپیکر:اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا کہ آج کے اجلاس میں مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث ہو گی اور اس کے علاوہ کوئی اور کارروائی نہیں ہو گی۔اس سے پہلے کہ عام بحث شروع کی جائے قواعد کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ایک وزیر سے گزارش ہے کہ وہ قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں۔

مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے
قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 64، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 64، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 64، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہوا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے

سوالات

(محکمہ جات جیل خانہ جات اور محنت و انسانی وسائل)

ساہیوال: سنٹرل جیل میں خواتین کی تعداد اور دیگر تفصیلات

*31: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

سنٹرل جیل ساہیوال میں اس وقت کتنی خواتین قیدی ہیں، ان خواتین کے ساتھ کتنے بچے ہیں، قیدی خواتین اور ان کے بچوں کے لئے کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

مورخہ 30-06-2013 تک سنٹرل جیل ساہیوال میں کل 55 خواتین اسیران مقید تھیں جن میں 41 حوالاتی، 12 قیدی اور 2 قیدی سزائے موت ہیں۔ بچوں والی پانچ عورتیں ہیں جن میں 2 حوالاتی اور 3 قیدی ہیں ان کے ساتھ 6 بچے ہیں۔ خواتین اسیران کے ساتھ مقید بچوں کو تمام بنیادی ضروری سہولیات میسر ہیں۔ ان کے لئے حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق خوراک اور دودھ بمطابق قانون دیا جاتا ہے۔ بچوں کے کھیل کود کے لئے جھولے اور in door کھیل کی سہولیات میسر ہیں۔ نیز خواتین اسیران کی مذہبی اور دنیاوی تعلیم کے لئے خاطر خواہ انتظامات کئے گئے ہیں جن میں ناظرہ کلاس ولٹریسی پروگرام کا اجراء کیا گیا ہے نیز ڈسٹرکٹ سوشل ویلفیئر محکمہ کا عملہ جیل میں اسیران بالخصوص خواتین اسیران اور بچوں کی ویلفیئر کے لئے کام کر رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں متعلقہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے تعاون سے خواتین ٹیچر کو مامور کیا گیا ہے جس کی زیر نگرانی اندرون خواتین وارڈ میں خواتین کو سلائی کڑھائی و دیگر امور کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ جیل ہذا سے رہا ہونے کے بعد اندرون جیل حاصل کی جانے والی تربیت / ہنر سے فائدہ اٹھا سکیں۔

ضلع پاکپتن: سی این جی سٹیشنز کے مالکان کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*32: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

ضلع پاکپتن میں سال2011تا2013گورنمنٹ کے مقررہ ریٹ سے زائد سی این جی فروخت کرنے والے کتنے سی این جی سٹیشنز کے مالکان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی نیز کتنے افراد کو جرمانہ اور سزائیں دی گئیں، سال وار تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(راجہ اشفاق سرور):

ضلع پاکپتن میں10عدد سی این جی سٹیشنز ہیں محکمہ محنت وانسانی وسائل سی این جی پیمائش کی درستی کی پڑتال کرتا ہے تاہم گورنمنٹ کے مقررہ ریٹ سے زیادہ سی این جی فروخت کرنے والے کے خلاف کارروائی محکمہ کے دائرہ اختیار میں نہیں آتی۔

پنجاب میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*138:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں مردوں، خواتین اور بچوں کے لئے کل کتنی جیلیں ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر جیل میں قانوناً کتنے قیدی رکھنے کی گنجائش ہے اور حقیقتاً کتنے قیدی رکھے گئے ہیں؟

(ج) قیدیوں کے لئے فی قیدی خوراک کی مد میں روزانہ کی بنیاد پر کتنی رقم فراہم کی جاتی ہے؟

(د) قیدیوں کو معیاری خوراک کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے کیا طریق کار وضع کیا گیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) پنجاب میں کل32جیلیں ہیں۔

سنٹرل جیلیں	09عدد
ڈسٹرکٹ جیلیں	19عدد
نوعمر بچوں کی جیلیں	02عدد(بہاولپور اور فیصل آباد)
زنانہ جیل	01عدد(ملتان)
سب جیل	01عدد(چکوال)
کل جیلیں	32عدد

تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1- لاہور ریجن

I)	سنٹرل جیل لاہور	II)	سنٹرل جیل گوجرانوالہ
III)	سنٹرل جیل، ساہیوال	IV)	ڈسٹرکٹ جیل، قصور
V)	ڈسٹرکٹ جیل، لاہور	VI)	ڈسٹرکٹ جیل، شیخوپورہ
VII)	ڈسٹرکٹ جیل ساہیوال		

-2 راولپنڈی ریجن:

I)	سنٹرل جیل، راولپنڈی	II)	ڈسٹرکٹ جیل، اٹک
III)	ڈسٹرکٹ جیل، گجرات	IV)	ڈسٹرکٹ جیل، جہلم
V)	ڈسٹرکٹ جیل، منڈی بہاؤالدین	VI)	سب جیل، چکوال

-3 فیصل آباد ریجن:

I)	سنٹرل جیل، فیصل آباد	II)	بور سٹل جیل، فیصل آباد
III)	سنٹرل جیل، میانوالی	IV)	ڈسٹرکٹ جیل، فیصل آباد
V)	ڈسٹرکٹ جیل، جھنگ	VI)	ڈسٹرکٹ جیل، سرگودھا
VII)	ڈسٹرکٹ جیل، شاہپور	VIII)	ڈسٹرکٹ جیل، ٹوبہ ٹیک سنگھ

-4 ملتان ریجن:

I)	سنٹرل جیل، ملتان	II)	بور سٹل جیل، بہاولپور
III)	سنٹرل جیل، بہاولپور	IV)	سنٹرل جیل، ڈیرہ غازی خان
V)	ڈسٹرکٹ جیل، بہاولنگر	VI)	ڈسٹرکٹ جیل، ملتان
VII)	ڈسٹرکٹ جیل، رحیم یار خان	VIII)	ڈسٹرکٹ جیل، مظفر گڑھ
IX)	ڈسٹرکٹ جیل، راجن پور	X)	ڈسٹرکٹ جیل، وہاڑی
XI)	وویمن جیل، ملتان		

(ب) ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، جس میں پنجاب کی ہر جیل میں موجود قیدیان رکھنے کی گنجائش درج ہے اور یہ بھی درج ہے کہ موجودہ وقت میں کتنے قیدیان رکھے گئے ہیں۔

(ج) مالی سال 13-2012 میں خوراک کی مد میں کل اخراجات (M)1294.894 ہوئے۔ اسیران کی سالانہ اوسطاً تعداد 50376 نفر رہی۔ اس طرح فی قیدی کی خوراک اوسطاً 59.61 روپے خرچہ ہوا اور تمام جیلوں کا روزانہ خرچہ (M)3.547 ہوا ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے قیدیوں کی خوراک کو مزید بہتر کرتے ہوئے ڈائٹ مینو میں مصالحہ جات کا اضافہ کیا جو مورخہ 22-03-2013 سے نافذالعمل ہے جس سے قیدیوں کی خوراک مزید ذائقہ دار اور معیاری ہو گئی۔ اس ڈائٹ مینو پر عملدرآمد کے لئے حسب ذیل اقدامات کئے جاتے ہیں۔ (ڈائٹ مینو کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

1. ڈائٹ مینو کے مطابق تمام خوردنی اشیاء بعد از معائنہ اور لیبارٹری ٹیسٹ جیلوں کو سپلائی کی جاتی ہیں۔
2. تمام خوردنی اشیاء کو جیل میں موجود غلہ گودام کے اندر حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے محفوظ کیا جاتا ہے۔

3. باورچی خانہ برائے اسیران میں حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ جسے میڈیکل آفیسر جیل اور سپرنٹنڈنٹ جیل چیک کر کے قیدیان میں تقسیم کرواتے ہیں۔
4. حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دودھ سپلائی ISO سے سند یافتہ نیسلے ملک کمپنی سے لی جاتی ہے اور ناقص گوشت کی سپلائی سے بچنے کے لئے جیلوں میں سلاٹر ہاؤس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے وہاں پر جیل میڈیکل آفیسر کی زیر نگرانی زندہ/صحت مند جانور خرید کر کے ذبح کرنے کے بعد گوشت فراہم کیا جاتا ہے۔
5. معیاری خوراک کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے مہتمم اعلیٰ جیل خانہ جات، ریجنل مہتمم اور سیشن جج صاحبان جیلوں کے اچانک معائنے کرتے ہیں اور خوراک کے معیار کو باقاعدگی سے چیک کرتے ہیں۔

ضلع لاہور: بھٹہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*174: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) ضلع لاہور میں اینٹوں کے کل کتنے بھٹہ جات ہیں نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں موجود اینٹوں کے بھٹوں پر کل کتنے مزدور کام کر رہے ہیں نیز ان مزدوروں کو مالکان بھٹہ کی طرف سے کیا کیا سہولت فراہم کی گئی ہے؟

(ج) سال 2011-12 اور 2012-13 کے دوران ضلع لاہور میں موجود بھٹوں سے حکومت کو ٹیکس کی مد میں کتنی آمدن ہوئی بھٹہ وار مکمل تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) ضلع لاہور میں اینٹوں کے کتنے بھٹہ جات رجسٹرڈ اور کتنے غیر رجسٹرڈ ہیں، ان کو حکومت کب تک رجسٹرڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع لاہور میں اینٹوں کے 163 بھٹہ جات ہیں یہ زیادہ تر جلو موڑ، بیدیاں روڈ، رائیونڈ، ملتان روڈ، مانگا رائیونڈ روڈ کے علاقہ میں واقع ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں موجود اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد تقریباً 17400 ہے۔ زیادہ تر مزدوروں کو بھٹہ مالکان کی طرف سے رہائش کے لئے کوارٹر دیئے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ محکمہ لیبر کی وساطت سے مزدوروں کے شناختی کارڈ بنوائے گئے ہیں محکمہ لیبر نے 62 مختلف جگہوں پر بھٹہ مالکان کے توسط سے Non Formal Education Centers بنائے ہوئے ہیں، جہاں پر بھٹہ مزدوروں کے بچوں کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

(ج) یہ سوال محکمہ لیبر کے متعلقہ نہ ہے۔

(د) ضلع لاہور میں رجسٹرڈ بھٹہ جات کی تعداد127 ہے۔ غیر رجسٹرڈ بھٹہ جات کی تعداد36 ہے۔ محکمہ لیبر نے غیر رجسٹرڈ بھٹہ جات کے مالکان کے خلاف محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے نوٹسز جاری کئے ہوئے ہیں کہ وہ جلد از جلد اپنے بھٹہ جات کو رجسٹرڈ کروائیں۔

جیلوں کے ملازمین کی رہائشی کالونیاں ودیگر تفصیلات

*139: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں کس کس جیل کے ساتھ وارڈز اور دیگر اہلکاروں کے لئے رہائشی کالونیاں تعمیر شدہ ہیں، کیا حکومت ان رہائشی کالونیوں میں توسیع کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کے لئے مالی سال13-2012 میں فنڈ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

(ب) کیا حکومت، پنجاب پولیس کے سپاہیوں کو جو ماہوار تنخواہ دیتی ہے اتنی ہی تنخواہ جیل وارڈرز کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک ؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) پنجاب کی تمام جیلوں جن کی تعداد32 ہے میں وارڈرز گارد اور دیگر اہلکاروں کے لئے رہائشی کالونیاں موجود ہیں۔ ماسوائے سب جیل چکوال کے، جبکہ حکومت پنجاب ان رہائشی کالونیوں کی توسیع کا ارادہ رکھتی ہے اور مالی سال13-2012 میں کوئی فنڈز مہیانہ ہوئے۔

تاہم حکومت آئندہ کے لئے ایک سے دس سکیل کے ملازمین کے لئے ہر جیل پر چوبیس عدد رہائشیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے محکمہ جیل خانہ جات میں 2009 میں سکیل کی اپ گریڈیشن کی ہے اور پریزن الاؤنس ایک ماہ کی ابتدائی تنخواہ کے مطابق تمام جیل ملازمین بھی منظور کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی تجویز پولیس کے سپاہیوں کے برابر جیل وارڈرز کو تنخواہ دیئے جانے کی زیر غور نہ ہے۔ تاہم محکمہ جیل کے ایلیٹ ٹریننگ سکول سے کامیاب وارڈران کے لئے 40 فیصد سپیشل تنخواہ (ایلیٹ ٹریننگ پے) کے لئے معاملہ گورنمنٹ آف پنجاب کو بذریعہ لیٹر نمبر55043 مورخہ 25-09-2012 کو بھجوایا گیا ہے۔ تاہم ابھی تک پولیس کی طرز پر محکمہ جیل کے کامیاب ایلیٹ کورس کرنے والے وارڈران کو یہ الاؤنس نہیں دیا گیا۔

ضلع فیصل آباد: منظور شدہ خالی اسامیوں کی تفصیلات

*471: جناب اعجاز خان: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر فیصل آباد میں گریڈ 1 سے 17 تک کی کل منظور شدہ کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں میں کتنی کس کس گریڈ کی خالی ہیں اور کب سے، کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک؟

(ج) ضلع فیصل آباد میں مذکورہ محکمہ کی کتنی لیبر کالونیاں ہیں اور یہ کب بنائی گئیں یہ کہاں کہاں ہیں اوران میں کتنے سائز کے کتنے پلاٹس ہیں، کالونی کے حساب سے علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل بیان کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر فیصل آباد میں گریڈ 1 سے 17 تک منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 77 ہے۔

(ب) دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر فیصل آباد میں گریڈ 1 سے 17 تک کی خالی اسامیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	کل منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	اسامی خالی ہونے کی تاریخ
1	اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر	17	04	_	-
2	مینجر روزگار	16	01	_	_
3	لیبر آفیسرز	16	07	05	08-09-2009 28-11-2009 03-05-2011
4	سپرنٹنڈنٹ	16	02	_	_
5	لیبر انسپکٹر	14	07	-	-
6	سٹینوگرافر	14	08	05	12-04-2008 14-04-2008 12-02-2011
7	اسسٹنٹ	14	04	02	01-02-2006 06-10-2012
8	سینئر کلرک	09	16	02	16-03-2012 05-04-2013
9	جونیئر کلرک	07	08	06	24-04-2013
10	ڈرائیور	06	01	-	-

11	نائب قاصد	01	13	02	24-04-2013
12	بیلف	01	01	-	-
13	چوکیدار	01	01	-	-
14	خاکروب	01	01	-	-
	ٹوٹل		74	22	

جبکہ محکمہ لیبر حکومت پنجاب خالی اسامیوں کو پابندی اٹھنے پر پُر کرے گا۔

(ج) پنجاب ورکرز لیبر ویلفیئر بورڈ نے فیصل آباد میں 8لیبر کالونیاں بنائی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. کلیم شہید لیبر کالونی ،چک نمبر GB–124 نڑوالہ ،فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 3031پلاٹس ہیں اور یہ کالونی 1994میں بنائی گئی۔
2. حسین شہید سہروردی لیبر کالونی، چک نمبرRB–241 جھنگ روڈ، فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 1797پلاٹس ہیں یہ کالونی1985میں بنائی گئی۔
3. جوہر لیبر کالونی ،چک نمبر 207شیخوپورہ روڈ ،حاجی آباد، فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 2290پلاٹس ہیں اور یہ کالونی 1994میں بنائی گئی۔
4. محمد بن قاسم لیبر کالونی، چک نمبر RB–194 شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 3285پلاٹس ہیں اور یہ کالونی 1994میں بنائی گئی۔
5. ٹیپو سلطان لیبر کالونی، چک نمبرRB–76 رسول پورہ، جڑانوالہ روں، کھڑیانوالہ، فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 3134پلاٹس اور یہ کالونی 1994میں بنائی گئی۔
6. راجہ غضنفر علی خان لیبر کالونی ،چک نمبرRB–228 کوآنہ فیصل آباد میں واقع ہے اس میں 3مرلہ کے 1377پلاٹس ہیں یہ کالونی 1995میں بنائی گئی۔
7. آئی آئی چند ریگڑھ لیبر کالونی ،جڑانوالہ روڈ نزد حسین شوگر ملز، جڑانوالہ میں واقع ہے اس میں 3مرلہ 252پلاٹس ہیں اور کالونی 1995میں بنائی گئی۔
8. 512ملٹی سٹوریڈ فلیٹس، چک نمبرRB–213 مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد میں واقع ہے۔اس میں512 فلیٹس ہیں اور یہ کالونی 1976میں بنائی گئی۔

ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں اسیران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*148: **محترمہ شمیلہ اسلم**:کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں قیدیوں کو رکھنے کی کتنی گنجائش ہے اور اسیران کی موجودہ تعداد کیا ہے؟

(ب) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں خواتین اسیران کی موجودہ تعداد کتنی ہے اور وہ کن جرائم میں سزا یافتہ یا مقدمات میں ملوث ہیں نیز عرصہ قید کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ بجٹ خواتین اسیران کی ضرورت کے مطابق بہت کم ہے اور اس مقصد کے لئے NGOs یا مخیر حضرات سے مدد لی جاتی ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت بجٹ کو بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) حکومت پنجاب قیدی بچوں اور خواتین کو جیل میں کیا کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں 649 اسیران کی گنجائش ہے جبکہ مورخہ 30-06-2013 کو 778 اسیران مقید تھے۔

(ب) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل وہاڑی میں 02 خواتین اسیران (حوالاتی) بند ہیں جن کے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ رخسانہ مائی بیوہ وزیر علی
مقدمہ نمبر 37/13 مورخہ 10-02-2013 بجرم 302/337
تھانہ میراں پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

2۔ منظوراں بیوہ علی محمد
مقدمہ نمبر 260/13 مورخہ 24-06-2013 بجرم 371-A/371-B
تھانہ ٹبہ سلطان پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

(ج) حکومت پنجاب اسیران بشمول خواتین کے کھانے پینے اور طبی سہولیات کے لئے مناسب بجٹ مہیا کرتی ہے اور اس میں کوئی کمی نہ ہے۔ اس کے علاوہ NGOs بھی اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے رضاکارانہ طور پر خدمت سرانجام دے رہی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ جمعیت تعلیم القران ٹرسٹ
جمعیت تعلیم القران ٹرسٹ خواتین اسیران کو مذہبی تعلیم اور کڑھائی و دستکاری کی تربیت مہیا کرتی ہے۔

2۔ پلان انٹرنیشنل (پاکستان)
مندرجہ ذیل امور سرانجام دے رہی ہے:-

i. نوعمر اسیران کے لئے کلاس روم کی تعمیر
ii. نوعمر اسیران کے لئے لائبریری
iii. کلاس روم کے لئے فرنیچر کی فراہمی

(د) حکومت کی طرف سے قیدی بچوں و خواتین کو بہترین کھانا، علاج معالجے کی سہولیات اور خواتین اسیران کے ساتھ شیر خوار بچوں کے لئے دودھ مہیا کیا جاتا ہے۔ خواتین و بچوں کی اصلاح کے لئے دینی اور پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت مہیا کی جاتی ہے۔ خواتین کو دستکاری و سلائی سکھائی جاتی ہے۔ نو عمر اسیران کے لئے جدید لائبریری، کلاس رومز اور کمپیوٹر لیب قائم کی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد: پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت چلنے والے سکولوں کی تفصیلات

*472: جناب اعجاز خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت ضلع فیصل آباد میں کل کتنے بوائز، گرلز ہائی اور مڈل سکول کام کر رہے ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان تمام سکولوں میں گریڈ ایک سے گریڈ16 کی کل کتنی اسامیاں ہیں، سکول کے حساب سے تفصیل بیان کریں، مذکورہ سکولوں میں کتنی اسامیاں خالی ہیں، کیا حکومت خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو کیوں؟

(ج) ان مذکورہ سکولوں کو12-2011اور13۔2012 کے دوران کل کتنی رقم فنڈ کی مد میں دی گئی اور یہ رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی، تفصیل سے بیان کریں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت ضلع فیصل آباد میں کل 4ورکرز ویلفیئر سکول ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

1. ورکرز ویلفیئر سکول(بوائز) لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد
2. ورکرز ویلفیئر سکول(گرلز) لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد
3. ورکرز ویلفیئر سکول(بوائز)R.B/153 فیصل آباد
4. ورکرز ویلفیئر سکول(گرلز)R.B/70 فیصل آباد

(ب) گریڈ1تا16اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سکول کا نام	کل اسامیاں	خالی اسامیاں
1	ورکرز ویلفیئر سکول(بوائز)لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد	71	9
2	ورکرز ویلفیئر سکول(گرلز)لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد	69	5

3	ورکرز ویلفیئر سکول(بوائز)R.B/153فیصل آباد	33	12
4	ورکرز ویلفیئر سکول(گرلز)R.B/70فیصل آباد	33	8

درج بالا اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے دفتری کام جاری ہے اور اس سلسلہ میں خالی اسامیوں کا اشتہار جلد اخبارات میں شائع ہو جائے گا۔

(ج) مذکورہ بالا سکولوں کو2012-13میں درج ذیل رقوم دی گئیں:۔

نمبر شمار	سکول کا نام	سال2011۔12 فنڈ	سال2011۔12 اخراجات	سال2012-13 فنڈ	سال2012-13 اخراجات
1	ورکرز ویلفیئر سکول(بوائز) لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد	30,859,982	34,796,444	38,900,087	35,567,909
2	ورکرز ویلفیئر سکول(گرلز) لیبر جوہر کالونی، ملت روڈ، فیصل آباد	29,164,844	28,134,863	37,100,091	37,114,528
3	ورکرز ویلفیئر سکول(بوائز) R.B/153فیصل آباد	9,582,012	10,985,108	11,875,033	11,294,584
4	ورکرز ویلفیئر سکول(گرلز) R.B/70فیصل آباد	12,443,995	14,830,074	17,071,181	15,137,582

درج بالا اخراجات کی تفصیل(Flag–A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*445:جناب فیضان خالد ورک:کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(ب) اس جیل میں اس وقت گنجائش سے زیادہ کتنے قیدی / حوالاتی قید ہیں اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) یہ جیل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے، اس کی عمارت کتنے رقبہ پر ہے؟

(د) اس جیل میں کتنی بیرکس اور سیل ہیں؟

(ہ) اس جیل کے سال2011۔12اور2012-13کے اخراجات بتائیں؟

(و) کیا حکومت اس جیل کو حوالاتی / قیدی کی تعداد کے مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں اس وقت 489 قیدی اور 1696 حوالاتی بند ہیں کل 2185 اسیران بند ہیں جبکہ گنجائش 590 اسیران کی ہے۔

(ب) اس وقت جیل ہذا میں گنجائش سے 1203 زیادہ قیدی / حوالاتی قید ہیں۔ مزید یہ کہ اس وقت ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں شیخوپورہ اور ڈسٹرکٹ ننکانہ صاحب کے اسیران بھی بند ہوتے ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ 155 کنال پر مشتمل ہے اور جیل کی بلڈنگ 92 کنال 2 مرلہ پر مشتمل ہے۔

(د) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں کل 30 بیرکس اور 81 سیل ہیں۔

(ہ) سال 12-2011 کے اخراجات سترہ کروڑ اکیس لاکھ بتیس ہزار چار سو انہتر روپے ہیں اور سال 13-2012 کے اخراجات چودہ کروڑ پندرہ لاکھ ستاسی ہزار تین سو اکاون روپے ہیں۔

(و) اس جیل میں مزید توسیع کی گنجائش نہیں ہے لہذا حکومت نے ضلع ننکانہ صاحب میں جیل بنا کر اس کی تعداد میں کمی کا منصوبہ بنایا ہے جس کے لئے جگہ کا چناؤ ہو رہا ہے۔

شیخوپورہ جیل میں دیت نہ دینے والے قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*448: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیخوپورہ جیل میں اس وقت کتنے قیدی دیت نہ دینے کی وجہ سے بند ہیں، ان کے ناموں اور عرصہ قید سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان کے ذمہ دیت کی کتنی رقم بنتی ہے ہر قیدی کی تفصیل الگ الگ بتائیں؟

(ج) کیا حکومت ایسے قیدیوں کو رہا کرنے کے لئے ان کے ذمہ دیت کی رقم کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) شیخوپورہ جیل میں اس وقت صرف ایک قیدی فرحت عباس ولد حبیب ہے، جس کی سزا سات سال سے دیت نہ دینے کی وجہ سے مقید ہے۔

(ب) اس کے ذمہ کل رقم پانچ لاکھ اکاون ہزار تین سو چالیس روپے ہے۔

(ج) ایسے قیدیوں کو دیت کی رقم گورنمنٹ اور مختلف NGOs مہیا کرتی ہیں۔ مستحق قیدیان کی تفصیل ان NGOs کو بھجوائی جاتی ہے اور ان کی طرف سے دیت کی رقوم وصول ہونے پر گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروا کر ان کو رہا کیا جاتا ہے۔اب بھی اس اسیر کا نام گورنمنٹ اور مختلف NGOs کو بھجوایا گیا ہے، جوں ہی ان کی طرف سے رقم وصول ہو گی تو گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کروا کر اس اسیر کو رہا کر دیا جائے گا۔مزید یہ کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی اس معاملہ میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے غریب اسیران کے ذمہ دیت، ارش، دمن وغیرہ کی ادائیگی گورنمنٹ کی طرف سے کرنے اور محکمہ جیل کے دیگر امور میں بہتری لانے کے لئے مورخہ 18-04-2013 کو خصوصی میٹنگ کا انعقاد کیا تھا اور اس میٹنگ میں کئے گئے فیصلوں کی روشنی میں ارش، دمن، دیت کی ادائیگی گورنمنٹ خزانہ سے ادا کرنے کے لئے 50.103 ملین روپے کی رقم جاری کرنے کے لئے حکومت سے درخواست کی گئی ہے۔اس رقم کی وصولی سے بھی ان اسیران کی رہائی میں مدد ملے گی۔

سرکاری کارروائی

بحث

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں اور بحث کا آغاز منسٹر صاحب کی تقریر سے ہو گا۔اس کے علاوہ جو دیگر معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو لکھوا دیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور صحت (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس Bill کے صرف important features بتاؤں گا اس کے بعد پھر لیڈر آف دی اپوزیشن اس پر اپنی بحث کا آغاز کریں گے پھر آخر میں لاء منسٹر صاحب اس بحث کو conclude کریں گے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک بات جس پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے وہ accountability ہے۔اس سے پہلے کہ میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے بارے میں کچھ بتاؤں ایک اہم بات کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا دو جگہوں سے آڈٹ کروایا جائے گا۔ ہم ایک

Provincial Finance Commissionبنانے جارہے ہیں جس میں منسٹر فنانس، منسٹر لوکل گورنمنٹ اور دو ممبران صوبائی اسمبلی ہوں گے۔

> "One member recommended by the honourable Leader of the House and one member recommended by the honourable Leader of the Opposition."

اس کے علاوہ سیکرٹری فنانس، سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ شامل ہوں گے۔ اس کے علاوہ ہر ضلع میں اسBill کے تحت دو اتھارٹیز، ہیلتھ اتھارٹی اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی بن رہی ہیں ان میں زیادہ تر ممبران وہاں کے مقامیelectedاور جیتے ہوئے لوگ ہوں گے ان کو ممبر بنایا جائے گا اور ان کا چیئرمین بھی ان کا ممبر ہوگا۔ یہ اس لئے ہے کہ یہ جتنے بھی آئین کے آرٹیکل(A)140 کے تحت اختیارات ہیں۔

140 A. (1) Each Province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local government.

جناب سپیکر! یہ اختیارات اس جگہ پر جائیں گے لیکن اس کی تھوڑی سی جو اہم باتیں ہیں وہ یہ ہیں کہ اس سے پہلے 2001 کے آرڈیننس میں بہت ساری خامیاں تھیں اور خاص طور پرfinancial corruption کے حوالے سے کوئی فرق نہیں تھا اور کوئی پتا نہیں چل رہا تھا کہ کس مہار سے کام چلایا جارہا ہے۔ ہم اس کو ایک system میں لے کر آئے ہیں۔ اس میں یونین کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کاdirect election ہوگا۔ لاہور میٹروپولیٹن ہوگی اور باقی تمام الیکشنindirect ہوں گے جس میں میئر، ڈپٹی میئر، چیئرمین، وائس چیئرمین اور ضلع کونسل کے چیئرمین کے الیکشن بھی indirectly ہوں گے۔ اس کے علاوہ جس طرح میں نے پہلے کہا ہے کہ اس کی رپورٹ جو بھی ہوگی وہ اس ایوان میں پیش کی جائے گی تاکہ تمام ممبران اس سے مستفید بھی ہو سکیں اور اگر اس بارے میں ان کی کوئی رائے ہے تو وہ بھی بیان کر سکیں۔ اس کے علاوہ عوامی نمائندوں کو اس میں زیادہ سے زیادہ اختیارات دیئے جارہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹریز کو بھی اس نظام میں شامل کیا جارہا ہے تاکہ جب یہ اتھارٹیز بنیں تو وہ بھی اپنی رائے وہاں پر دے سکیں اور اس کے

علاوہ اگر کوئی تجویز ہے تو وہ بھی دے سکیں۔ That will be supervised by this House.اس کے علاوہ فنانس منسٹر اور منسٹر لوکل گورنمنٹ اس Provincial Finance Commission کے چیئرمین اور وائس چیئرمین ہوں گے اور ان کے ذریعے اس کو چلایا جائے گا۔ یہ ان کے چند ایک نمایاں features ہیں ۔ہم اس میں خواتین اور minorities کو ان کی آبادی کے مطابق بھرپور نمائندگی دے رہے ہیں اور آبادی کے لحاظ سے Municipal Corporation بنے گی اور جس level کی آبادی ہوگی اسی لحاظ سے اس کو Corporation یا Municipal Corporation کا درجہ دیا جائے گا۔ یہ چند نمایاں خدوخال ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں اس کے علاوہ reserve seats پر خواتین اور کسان ممبران ضلع کونسل کی آبادی کی بنیاد پر پانچ سے زیادہ نہیں بن سکتے۔اس کے علاوہ غیر مسلموں میں سے بھی پانچ سے زیادہ اشخاص ممبران نہیں ہو سکتے۔ But it depends on the population.میں نے اس کے features آپ کو بتادیئے ہیں اور پورے ایوان کے سامنے رکھے ہیں۔ابھی میری گزارش ہوگی کہ بحث کا آغاز لیڈر آف دی اپوزیشن شروع کریں اور اس کے بعد جب یہ ساری بحث مکمل ہو جائے گی تو پھر لاء منسٹر صاحب اس کو conclude کریں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمود الرشید صاحب!آپ بات کرنا چاہیں گے ؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!ڈاکٹر مراد راس صاحب بحث کا آغاز کریں گے۔ ایک بجے Standing Committee کی meeting ہے ہم اس میں شریک ہو رہے ہیں۔اُس میں بیٹھ کر آج اور کل بات کریں گے اس کے بعد پھر میں اس پر خطاب کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جی،ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!بہت شکریہ۔آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں چاہوں گا کہ Article 140(A) of the Constitution of Pakistan یہاں پر پڑھ کر سنایا جائے کیونکہ اس کے تحت ہی ہم نے آگے چلنا ہے اور آگے steps لینے ہیں۔اس میں لکھا ہے کہ:

> "Each Province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local government."

اس میں جو چیزیں کہی گئی ہیں،اب میں آپ کو آگے بتاتا ہوں کہ ہمارے سامنے جو Bill پیش کیا گیا ہے کہ اس کے اندر کون سی چیزیں ہیں،ان تین چیزوں کا administration کے ساتھ تعلق ہے آیا کہ Political, Finance financial responsibilities کے ساتھ آگے devolve کی گئی ہیں یا نہیں کی گئیں۔سب سے پہلے The first issue at hand is کہ دو سسٹم کیوں بنائے جا رہے ہیں؟اربن کے لئے الگ بنایا جا رہا ہے اور رورل کے لئے الگ بنایا جا رہا ہے۔کہیں پر بھی یہ دو سسٹم اکٹھے کام نہیں کر سکتے،ان دونوں کا اکٹھا کام کرنا بہت مشکل ہے۔ہم پیچھے کی طرف جا رہے ہیں We are going towards regression instead of progression. کیونکہ اربن اور رورل کے درمیان یہ divide نہیں آنا چاہئے۔

جناب سپیکر!اگلے point میں ، میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ جتنے چیئرمین،وائس چیئرمین، میئر،ڈپٹی میئر They are all coming through indirect election. کوئی بھی direct election کے through نہیں آ رہا۔اس کے اندر کیا ہو سکتا ہے ؟اس کے اندر main چیز کرپشن ہے کیونکہ ہارس ٹریڈنگ ہو سکتی ہے جو پہلے ہی elect ہو کر لوگ آ گئے تھے جس طرح آپ لاہور کی مثال لیں کہ نیچے وارڈز میں سے two hundred members elect ہو کر آ گئے اس کے بعد انہی میں سے میئر بننا ہے اور انہی میں سے ڈپٹی میئر بننے ہیں۔ان two hundred کو کس طرح influence کیا جا سکتا ہے؟ان کو ہر طریقے سے influence کیا جا سکتا ہے، through corruption and through influence ان کو capture کیا جا سکتا ہے۔ So these are one of two very big issues کہ چیئرمین اور میئر کا direct election ہونا چاہئے۔?Why indirect election چیئرمین،وائس چیئرمین ، میئر اور ڈپٹی میئر کا direct election ہونا چاہئے۔پھر ان elections میں یہ کہیں پر بھی بتایا نہیں گیا،اس پورے 127 صفحات کے document کے اندر یہ نہیں بتایا گیا کہ party based elections ہوں گے یا non-party based elections ہوں گے؟ party based elections ہوں یا نہ ہوں مگر آپ کو پتا ہے کہ Ruling Party کا ہمیشہ ان الیکشن پر influence ہوتا ہے۔ہم اس وقت جس situation میں ہیں اور جو Ruling Party mandate کے پاس ہے تو اس کا influence ہو گا۔Whether they are party based or non-party based elections. پھر de-limitation پر بات کی گئی،وہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کرے گی الیکشن کمیشن نہیں کرے گا۔جب گورنمنٹ کرے گی تو اس

کوdefineکریں کہ یہ کون کرے گااور یہde-limitationکن basisپر ہو گی، یہterritorialہو گی یاpopulation wiseہو گی؟اس کوpopulation wiseہونا چاہئے،territory wiseنہیں ہونا چاہئے لہذا گورنمنٹ کے لئے یہdefineکرنا بہت ضروری ہے کہde-limitationکن Rules and Proceduresکےthroughہو گی اور کون کرے گا؟آگے میں ایجوکیشن اور ہیلتھ کی طرف چلوں گا.Mr Speaker! I would like to read few thingsمیں چاہتا ہوں کہ یہ چیزیں سب کے سامنے پڑھی جائیں جن ممبران کو پڑھنے کا موقع نہیں ملا وہ بھی دیکھ لیں۔Page b-11پر District Authoritiesکا سیکشن17ہے۔

17. **District Authorities:** (1) Subject to this section, the Government shall, by notification in the official Gazette, separately establish and determine the composition of District Education Authority and District Health Authority for each District.

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی دونوں کیcompositionگورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔This has nothing to do with local governmentانہوں نے گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہی دے دی۔اگر آپ سیکشن17کے سب سیکشن نمبر5میں جائیں:۔

(5) The Government shall appoint the Chairman and the Vice Chairman of an Authority and they shall serve during the pleasure of the Government.

"for the pleasure of the Government."کیا زبردست الفاظ استعمال کئے ہیں I mean these are excellent words. کہ چیئرمین اور وائس چیئرمین جب تک گورنمنٹ ان سے خوش ہے وہ چل رہے ہیں نہیں تو ان کو بدل دیا جائے گا۔اس سے آگے اگر آپ نمبر6پر چلیں تو

(6) The Chairman and Chief Executive Officer of the Authority shall be personally responsible to ensure that the business of the authority is

conducted proficiently, in accordance with law and to promote the objectives of the Authority.

یہ سب چیزیں چیئرمین، وائس چیئرمین اور چیف ایگزیکٹو آفیسر کے کنٹرول میں دی جا رہی ہیں۔ Page b-11 کے سب سیکشن نمبر 7 میں لکھا ہے کہ:

(7) The Government may, in the prescribed manner, take appropriate action against the Chairman, Vice Chairman, Chief Executive Officer or any other member of….

اب آپ اس میں دیکھیں کہ گورنمنٹ اپنی مرضی سے چیئرمین کو بھی اُتار سکتی ہے اور وائس چیئرمین کو بھی اُتار سکتی ہے، even though یہ لگائے بھی گورنمنٹ نے ہیں اور ایک سیکنڈ میں وہ ان کو replace کر سکتی ہے۔ آج یہ چیئرمین نہیں ہوں گے وہ ہوں گے، یہ وائس چیئرمین نہیں ہوں گے اسی طرح چیف ایگزیکٹو یہ نہیں ہوں گے کوئی اور ہوں گے۔ ان دونوں District Health Authority and District Education Authority کا سارا کنٹرول گورنمنٹ کے پاس ہے۔ اس کے بعد اگر ہم اس بل کے Page b-24 کے Chapter-VI "Executive Powers and Conduct of Business" پر جائیں تو سیکشن 65 کے سب سیکشن 3 میں لکھا ہے کہ:

(3) The Government may, on the recommendations of the Punjab Local Government Commission and by notification in the official Gazette, delegate any function of a Mayor or a Chairman to a Deputy Mayor or Vice Chairman subject to such conditions as may be prescribed in the notification.

اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا یہ مطلب ہوا کہ گورنمنٹ کسی وقت بھی میئر کی powers ڈپٹی میئر کو دے دے، چیئرمین کی powers وائس چیئرمین کو دے دے کیونکہ وہاں پر میری پسند کے چیئرمین صاحب نہیں آئے شاید کسی اور پارٹی کے ہوں۔ گورنمنٹ کے پاس یہ حق ہے کہ:

It can delegate powers of the Chairman to the Vice Chairman, and the powers of the Mayor can be given to the Deputy Mayor at any time by the Government.

سیکشن 65 کے سب سیکشن 5 میں جائیں تو

(5) For each local government, except a Union Council, the Government shall appoint a Chief Officer and such number of other officers as may be prescribed.

اس بل میں یہ ایک اور بہت زبردست چیز پیش کی گئی ہے کہ each local government کے اندر ایک چیف آفیسر گورنمنٹ اپنا ڈال دے گی۔اب آپ گورنمنٹ کی interference دیکھ لیں کہ گورنمنٹ اپنا چیف آفیسر in each local government ڈال دے گی۔اس چیف آفیسر کی powers آپ دیکھ لیں کہ کتنی ہیں؟سب سے پہلے اگر آپ Page b-25 سیکشن 65 کے سب سیکشن 6 میں جائیں تو

(6) The Chief Officer of a local government shall be the Principal Accounting Officer of the local government…

جو پراونشل گورنمنٹ نے اپنا بندہ درمیان میں ڈالا ہے سب سے پہلے اس چیف آفیسر کو پرنسپل اکاؤنٹنگ افسر بنادیا گیا ہے۔ That he will be taking care of all the financial matters اکاؤنٹنگ کے جو بھی matters ہیں وہ اس کے حوالے کر دیئے جائیں گے اس کے علاوہ میں آپ کو پہلے ان کی basics بتادوں۔آپ Page b-34 سیکشن 81 میں جائیں تو regarding the Chief Officer یہ لکھا ہے۔

81(1) A Chief Officer shall be responsible for:

اب آپ اس میں چیف آفیسر کی powers دیکھ لیں کہ کتنی زیادہ ہیں۔

Who has been appointed by the Government to be the member of the local Government.

(a) Coordination،وہ ساری کریں گے۔

(b) Human Resource Management،یعنی بندے hire کرتے ہیں یا fire کرتے ہیں وہ سارا چیف آفیسر کے پاس ہوگا۔

(c) Public Relations

(d) Legal Affairs

(e) Emergency services، جس میں1122یا جو بھی ہیلتھ ایمرجنسی سروسز ہیں ساری ان کے underہوں گی۔

Everything that is important comes under the Chief Officer. He will deal with whatever issues come by.

اسی کے ساتھ میں آپ کو بتاؤں کہ جو additional functionsہیں ان میں سے میں ایک ہی بتانا چاہتا ہوں ان میں سے Page b-25, Section 66(2)کے اندر لکھا ہے کہ:

(2) In the performance of function mentioned in subsection (1), a local government shall be bound by the directions of the Government.

زبردست چیز ہے کہ "the local government shall be bound by the directions of the Government."یعنی اگر پراونشل گورنمنٹ نے کچھ کہہ دیا ہے تو لوکل گورنمنٹ کیوں نہیں کر سکتی؟

They are bound by that and they cannot make any other decisions on that.

اسی طرح اگر ہم Page b-39 پر جائیں تو بل کے Chapter XI-District Education and Health Authoritiesمیں Section 89(2)کہتا ہے کہ:

89. District Education and Health Authorities:- (2) The Government shall appoint a Chief Executive Officer of a District Education and District Health Authority.

یہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے آپ کو چیف آفیسر کا بتایا کہ لوکل گورنمنٹ کے اندر انہوں نے چیف آفیسر ڈال دیا ہے اور District Health and Educationمیں انہوں نے چیف ایگزیکٹو آفیسر ڈال دیا ہے تو انہوں نے ایک E کا لفظ addکیا ہے۔ پہلے C.O یعنی Chief Officer تھا اب C.E.Oیعنی Chief Executive Officerبن گیا ہے۔ ساری چیزیں آگے پیچھے دی ہوئی ہیں۔ جب آپ اکٹھی کر کے پڑھیں تو پھر آپ کو پتا چلتا ہے کہ کون سی چیز کہاں پر لگائی گئی ہے۔District Health and Education کے اندر now the Government has put a Chief Executive Officer in it. سیکشن89کے سب سیکشن3کے اندر لکھا ہے کہ:

(3) The Chief Executive Officer shall be the Principal Accounting Officer of the Authority…

اس کو بھی اکاؤنٹنگ آفیسر بنادیا جس طرح چیف آفیسر کو بنایا تھا یہ وہی دو آدمی ہیں صرف ان کے titles change ہیں مگر ان کے roles وہی ہیں۔

…and shall perform such functions as are assigned to him under this Act or delegated to him by the Authority or the Government.

اب آپ functions کے اندر جائیں۔ادھر جو functions ہیں وہ بہت زیادہ اور بہت ضروری ہیں۔آپ اس بل کے Page b-39 پر دیکھیں کہ Functions of District Education Authority کے بارے میں ہے Section 90(a) through (j) اگر آپ اس میں دیکھیں:

Implementation of policies and directions; ensure teaching standards; infrastructure standards; approve the budget of the authority and allocate funds; plan and finance maintenance of school; perform any other function or duty assigned or delegated by the Government, a Commission or a body.

جو بھی گورنمنٹ کہے گی وہ ان کو کرنا پڑے گا کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور یہ ساری authorities جو ہیں Functions of District Education Authority کے نیچے آ رہی ہیں اور ان کے heads کون ہیں، یہ بھی گورنمنٹ نے لگائے ہیں۔ چیف ایگزیکٹو آفیسر کون ہے؟ وہ بھی گورنمنٹ کا آدمی ہے It has nothing to do with the Local Government اتنے ضروری ادارے کا Devolution of Powers کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ Devolution of Power آپ نے کس طرح سے کی ہے؟ اگر گورنمنٹ نے ہی چُن کر اپنے چیئرمین، وائس چیئرمین اور چیف ایگزیکٹو آفیسر لگا دیئے ہیں تو پھر انہوں نے Devolution of Power کس طرح سے کی ہے؟ This is selection system not election system. اسی طرح آپ Functions of District Health Authority کو دیکھیں ان functions کے اندر بھی They take over everything. اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کہ cover نہ ہو۔ اس کے اندر آپ دیکھ لیں (Page b-40/Section 91)

Establish, manage and supervise primary and secondary health care facilities and institutions; coordinate planning and allocate finances for provision of service delivery at district level.

ہر چیز آپ دیکھتے جائیں سب سیکشن (a) سے سب سیکشن (o) تک، ساری health care کی responsibility ان کو دے دی گئی ہے۔ جو لوگ گورنمنٹ کی طرف سے لگائے گئے ہیں۔

They have nothing to do with the Local Government. Everything has to do with the people that have not been elected but selected by the Government.

جو چیئرمین، وائس چیئرمین یا چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیں ان تینوں لوگوں کے پاس ہی ساری اتھارٹی ہے اور سب چیزیں کرنے کی اتھارٹی ہے چاہے وہ ایجوکیشن ہو یا ہیلتھ ہو سب کی اتھارٹی ان لوگوں کے پاس ہے۔

Now, we will move on to Page b-48/Chapter XIV/Section 107-Provincial Finance Commission and Fiscal Transfers.

اس کی جو composition ہے وہ بڑی interesting ہے۔ اس میں ایک فنانس منسٹر ہے جو کہ elected آدمی ہے۔ ٹھیک ہے، اس کے علاوہ وزیر لوکل گورنمنٹ بھی ایک elected آدمی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں دو ایم پی ایز بھی شامل ہوں گے، اسی طرح جب آپ آگے اس کی composition میں جائیں گے تو اس میں Secretary to the Government شامل ہو گئے ہیں جو کہ ایک unelected آدمی ہے۔ اسی طرح پھر اس کے بعد Secretary to the Government Planning & Development; Secretary to the Local Government and Community Development بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اسی طرح چیئرمین ہیں جو کل چودہ بندے بنتے ہیں اور ان چودہ بندوں میں سے آٹھ بندے elected ہیں اور چھ unelected ہیں۔ ان میں سے بھی جو آٹھ elected ہیں ان میں سے چار indirectly elect ہو کر آئے ہوئے ہیں اور جس طرح میں نے آپ کو پہلے بتایا جو indirect election کے through آ رہے ہیں وہ کسی طرح بھی آ سکتے ہیں۔

They can come through influence; they can come through horse-trading; they can come through corruption; or they can come through anything.

لہذااس کمیشن کے اندر بھی جو آٹھ electedلوگ ہیں ان میں سے چار indirect electionکے ذریعے سے آئے ہیں میں ان کو electedنہیں مانتا۔ان کو بھی اگر آپ دیکھیں کہ یہ چودہ ممبران کا جو کمیشن ہے اس میں سے صرف چار electedلوگ ہیں باقی سب جو ہیں یاتو indirect electionکے ذریعے آئے ہوئے ہیں یاپھر گورنمنٹ کی طرف سے by selectionآئے ہوئے ہیں۔اسی طرح اگر ہم Page b-52/Section 112کی طرف جائیں تو

(2) The Government shall vet the tax proposal prior to the approval of the tax by the local government in order to ensure that the proposal is reasonable and in accordance with law.

کوئی بھی ٹیکس لگایاجائے گاوہ گورنمنٹ بتائے گی،لوکل گورنمنٹ سے نہیں پوچھاجاناکہ یہ لگایاجائے یانہ لگایاجائے۔ان کو انہوں نے یہ کہنا ہے کہ یہ ٹیکس لگانا ہے اور اس طرح سے لگانا ہے یعنی سارے checks and balancesان کے پاس ہیں and it has nothing to do with the Local Government. They will come and just do it.کہ یہ کرناہےاوراس طرح سے کرناہے۔ Now, we move on to Page b-54/Section 119-Provincial Local Government Commissionہے۔ایک میں نے پچھلے کمیشن کے بارے میں بتایاہے اوراب یہ ایک Provincial Local Government Commissionہے اگر اس کے سب سیکشن 2کے اندر دیکھاجائے تو میں آپ کو یہ بھی بتادوں کہ یہ کمیشن بھی کس نے بنایاہے اور کون کون اس میں شامل ہے۔ایک چیئرمین ہے جو کہ منسٹر ہوں گے۔آپ دیکھنا جب میں آگے بتاتاہوں Only one person is an elected memberباقی سارے selectionکے ساتھ آرہے ہیں۔ سیکشن 119کے سب سیکشن 2میں لکھاہے کہ:

(b) two members from general public, one each nominated by the leader of the House and leader of the Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab;

(c) two eminent, qualified and experienced technocrat members selected by the Government;

یہ بھی گورنمنٹ کی طرف سے آئیں گے Secretary Local Government and Community Development یہ بھی گورنمنٹ کی طرف سے آئے گا so Provincial Local Government Commission کے اندر ایک بندہ elected ہے جو کہ منسٹر صاحب ہوں گے The Chairman and everybody else is selected by the Government and put in there. How much interference?… اس میں گورنمنٹ کتنی interference چاہتی ہے وہ ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ ایک کمیٹی جس کے چھ ممبران ہیں جس میں سے پانچ unelected ہیں اور صرف ایک بندہ elected ہے۔ پانچ بندے جو unelected ہیں They have been brought in by the Government. اگر یہ چیزیں پڑھی جائیں تو ان کے اندر آپ دیکھیں گے کہ They are in black and white that how the Government wants to impose? اور وہ کس طرح سے ہر چیز کے ساتھ interfere کرنا چاہ رہی ہے اور ہر چیز پر impose کرنا چاہ رہی ہے۔ اسی طرح اگر آپ سیکشن 120 جو ہے اس کے Functions of the Commission کے سب سیکشن (3) کو دیکھیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

(3) The Government may, on the recommendation of the Commission, suspend a Mayor or a Chairman for a maximum period of ninety days….

جس کمیشن میں پانچ unelected لوگ ہیں اور ایک elected representative ہے جو کہ چیئرمین ہے اور وہ کمیشن گورنمنٹ کی recommendation کے اوپر میئر یا چیئرمین کو replace کر سکتا ہے، میئر یا چیئرمین کو بلا سکتا ہے، میئر یا چیئرمین کے ساتھ جو چاہے کر سکتا ہے۔

Sub-section (4) says:

(4) Where, on an inquiry under subsection (1), the Mayor, Chairman, Deputy Mayor, Vice Chairman or a member of a local government is found guilty of misconduct by the Commission, the Commission shall recommend appropriate action…

کمیشن کے پاس سارا کنٹرول ہے۔ جتنے بھی لوکل باڈیز کے اندر لوگ ہیں ان کو آگے پیچھے کرنے کا، نکالنے کا کنٹرول اس کمیشن کے پاس ہے جس کمیشن کے پانچ بندے unelected ہیں اور صرف ایک چیئرمین elected ہے۔

They will make the decisions. Five people that have been brought in by the Government

پانچ لوگ گورنمنٹ لے کر آئی ہے، اس میں سے ایک بندہ elected ہے اور یہ بیٹھ کر decisions کریں گے کہ لوکل گورنمنٹ کا ہر direct یا indirect elected بندہ جو ہے اس کا لوکل گورنمنٹ کے ساتھ کسی بھی مسئلے پر کیا future ہو گا؟

جناب سپیکر! اس کے بعد میں section 150 کے Page b-65 Subsection(3) جس کو پورے بل میں کہیں mention نہیں کیا گیا ایک چھوٹے سے پیراگراف میں چھپا کر لکھ دیا گیا ہے اُس کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔

(3) The Local Government Board established under the Punjab Local Government Ordinance, 1979 (VI of 1979) for the administration of officers and officials of the local council service and Tehsil/Town Municipal Administration cadre shall continue to function.

کہ یہ function continue کرتا رہے گا مگر اس چیز کو کہیں بھی پورے بل کے اندر mention نہیں کیا گیا۔ لوکل گورنمنٹ کے پاس کوئی کنٹرول نہیں ہے بلکہ سارا کنٹرول گورنمنٹ کے پاس ہے۔ آپ کو میں نے different commissions کا بھی بتایا، authorities کے متعلق بتایا، ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹیز جو اضلاع میں بن رہی ہیں۔

All employees of the Local Government shall be employees of the Local Government Board. The Board is controlled by the Provincial Government.

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اس کا چیئرمین ہو گا۔ Section-150(3) کے تحت صوبائی حکومت اپنی ہر قسم کی powers exercise کر سکتی ہے۔ اس Bill کے تحت لوکل باڈیز سسٹم میں صوبائی حکومت کی بہت زیادہ interference ہے اور لوکل گورنمنٹ ان کی interference کے بغیر run نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر! اس پورے Bill کے اندر devolution of power بہت کم ہے۔ اس Bill میں کہیں پر بھی یہ clarification موجود نہیں کہ ہم لوکل باڈیز الیکشن کروانے جارہے ہیں یا صرف ایک لوکل باڈی بنانا چاہ رہے ہیں؟ اس Bill کے تحت ہم لوکل باڈیز گورنمنٹ بنانے نہیں جارہے کیونکہ اس میں the financial powers, the authoritative powers and the representation powers نیچے devolve نہیں کی جارہیں۔ اسی وجہ سے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم لوکل باڈیز گورنمنٹ نہیں بلکہ لوکل باڈیز بنانے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ indirect elections کو direct کروانا پڑے گا ورنہ اس میں ہر قسم کی کرپشن، ہارس ٹریڈنگ اور غلط کام کرنے کی کھلی opportunity مہیا ہو جائے گی۔ چیئرمین اور وائس چیئرمین کے direct elections کی وجہ سے ہم کرپشن اور ہارس ٹریڈنگ کی کھلی opportunity دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں کچھ چیزوں کو summarize کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ رورل اور اربن کو divide نہ کیا جائے۔ ان کو divide کرنے سے زیادہ differences create ہوں گے۔ آرڈیننس 2001 کے اندر رورل اور اربن کی divide abolish کر دی گئی تھی۔ دیکھیں، اربن کے پاس funds raise کرنے کے بہت زیادہ طریقے ہیں جبکہ رورل کے پاس اتنے نہیں ہیں۔ ایسے بہت سے طریقے ہیں کہ جن کے تحت urban areas funds create کر سکتے ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں rural areas میں funds create کرنے کے زیادہ وسائل نہیں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان دونوں areas کو اکٹھا چلانے کا نظام لائیں یعنی دونوں areas کو ایک ہی نظام کے تحت چلایا جائے تو پھر ہی بہتری آ سکتی ہے بصورت دیگر We are only going backward and we are not moving forward. ہم لوگ صرف regression کی طرف جا رہے ہیں progression کی طرف نہیں جارہے۔

جناب سپیکر! یہ بہت اہم اور ضروری ہے کہ delimitation territory wise نہیں بلکہ population wise ہونی چاہئے۔ اسی طرح urban areas کے اندر یونین کونسلیں ختم کرنے سے بڑا نقصان ہوگا۔ اب تک ہم urban areas میں یونین کونسلوں پر ہی چلتے رہے ہیں۔ پچھلے جنرل الیکشن بھی اسی پر ہوئے ہیں۔ میں آپ کو لاہور کی مثال دیتا ہوں کہ یہاں پر 150 یونین کونسلیں ہیں اب وہ 200 وارڈز بن جائیں گے۔ چونکہ ابھی تک اس نظام کو update نہیں کیا گیا تھا اور اگر کر لیا جاتا تو آبادی کے لحاظ سے یہ 200 کے قریب ہی یونین کونسلیں بنی تھیں۔ lets say اگر آپ ایک یونین

کونسل کو one and half or two وارڈز کے اندر divide کر دیتے ہیں تو پھر بھی ایک آدمی یہ ذمہ داری پوری نہیں کر سکتا۔ایک یونین کونسل کی responsibilities اور کام بہت زیادہ ہیں جو کہ ایک آدمی سرانجام نہیں دے سکتا۔اکیلا آدمی اتنے کام کر ہی نہیں سکتا،اس کے لئے یہ feasible ہی نہیں کیونکہ جب تک آپ یونین کونسل کی طرح اس کو پوری ٹیم نہیں دیں گے اس وقت تک وہ یہ ساری ذمہ داریاں آسانی سے ادا نہیں کر سکتا اس لئے شہری علاقوں میں یونین کونسلوں کو ختم کرنا بڑا ہی غلط فیصلہ ہوگا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ اس Bill میں Citizen Community Boards کو کہیں mention نہیں کیا گیا اور ان کو ختم کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے مسائل پیدا ہوں گے۔اپنے علاقے کے مسائل کو حل کرنے کے لئے community کی involvement کو ختم کر دیا گیا ہے۔They can't be involved in their own communities کیونکہ Citizen Community Boards ختم کر دیئے گئے ہیں۔ان Citizen Community Boards کا یہ فائدہ ہے کہ علاقے کے لوگ مل کر اپنے مسائل خود حل کر سکتے ہیں۔علاقے کے لوگوں کو ہی سب سے بہتر پتا ہوتا ہے کہ ہمارے مسائل کیا ہیں اور وہ کس طرح حل ہونے ہیں؟میں اگر بطور ایم پی اے باہر سے کسی ایک بستی کے اندر جاؤں تو اس بستی والوں کو مجھ سے زیادہ بہتر پتا ہوگا کہ ان کے مسائل کیا ہیں اور وہ کیسے حل ہو سکتے ہیں؟چنانچہ یہ Citizen Community Boards ختم نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر!لوکل گورنمنٹ کا جو Bill ایوان میں پیش کیا گیا اس سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ Local Bodies بنائی جا رہی ہیں اور یہ Local Bodies Government نہیں بنا رہے۔

This Bill does not define, support or show, in any way, the underlying spirit of Article-140-A of the Constitution of Pakistan.

اس Bill کے اندر کہیں پر بھی وہ support, definition and spirit نظر نہیں آ رہی جو کہ ایک actual Local Government کی ہونی چاہئے۔This is more like a local body and not a Local Government بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔سردار شہاب الدین خان!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ جو Punjab Local Government Bill 2013 جمعہ کو table کیا گیا ہے میں اسی حوالے سے بات کروں گا۔ ہمارے معزز وزیر قانون و لوکل گورنمنٹ غالباً اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! وزیر صحت موجود ہیں اور وہ notes لے رہے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر میں وزیر قانون بھی آ جائیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر آئین کے آرٹیکل A-140 اور آرٹیکل۔32 کو پڑھیں تو واضح ہوتا ہے کہ آپ اس Punjab Local Government Bill 2013 میں آئین کو violate کرنے جا رہے ہیں۔ اس Bill میں جو خامیاں میری نظر سے گزری ہیں ان پر تفصیلی بحث تو آج نہیں ہو سکتی کیونکہ ساڑھے بارہ بجے خصوصی کمیٹی کی میٹنگ بھی ہے۔ تاہم میں اس حوالے سے دو باتیں ضرور کروں گا۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ(ن) کے درمیان 15۔ مئی 2006 کو لندن میں ایک معاہدہ ہوا جسے چارٹر آف ڈیموکریسی کہا گیا۔ اگر اس معاہدے کی تحریر کو دیکھیں تو اس کے آرٹیکل نمبر 10,29 اور 30 میں لوکل باڈیز الیکشن کا ذکر ہے جسے میں تھوڑا سا ابھی پڑھ کر بھی سناتا ہوں۔ اس کے آرٹیکل۔10 میں کہا گیا ہے کہ:

"Local Bodies Election will be held on party basis…"

اس Bill میں اس معاہدے کی پہلی violation یہی ہے کہ یہ الیکشن party basis پر نہیں کرائے جا رہے۔ یہ معاہدہ (شہید) محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف جو کہ موجودہ وزیراعظم پاکستان ہیں کے درمیان ہوا تھا۔ اس کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے کیونکہ اس میں clear cut ہے کہ الیکشن party basis پر ہوں گے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ:

> Local Bodies Election will be held on party basis through Provincial Election Commission in respective provinces and constitutional protection will be given to local bodies to make them autonomous and answerable to their respective Assemblies as well as to the people through regular course of law.

میرے معزز ساتھی ڈاکٹر مراد راس صاحب نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ ہم اس کو لوکل گورنمنٹ مت کہیں۔ ہم اس کو لوکل باڈیز تو کہہ سکتے ہیں کہ اختیارات کی نچلی سطح پر تقسیم جو ہمیں

18th Amendment کے تحت حاصل ہوئی ہے۔ ہم صوبائی خود مختاری کی تو بات کرتے ہیں کہ ہم نے وفاق سے اختیارات لے کر صوبوں کو دے دیئے تو جب صوبوں کی باری آتی ہے کہ grass roots level تک اختیارات کی تقسیم ہو تو ہم لوگ کیوں نہیں سوچتے کہ یہ اختیارات نچلی سطح تک جائیں۔اس بل میں مقامی حکومتوں کو حکومت کا نام تو دے دیا گیا ہے مجھے یہ کہتے ہوئے بھی عجیب سا محسوس ہو رہا ہے کہ ہم اس کو مقامی حکومت کہیں۔ حکومت وہ ہوتی ہے جس کے پاس انتظامی و مالیاتی اختیارات ہوں۔ grass roots level پر تمام اختیارات کی مالک پبلک، پبلک کے منتخب نمائندے، وہ یونین کونسل میں ہوں، وہ میونسپل کمیٹی میں ہوں، وہ ڈسٹرکٹ کونسل میں ہوں یا میونسپل کارپوریشن میں ہوں یہ اختیارات اُن کے پاس ہونے چاہئیں نہ کہ اُن کے اوپر یہ تمام تر اختیارات provincial governments کے پاس ہوں تو میں سمجھوں گا کہ یہ لوکل گورنمنٹ سسٹم نہیں ہے یہ لوکل باڈیز کہلائے گا۔

جناب سپیکر!اس بل کی جو formation ہمارے سامنے لائی گئی ہے 1979 اور 2001 کے ایکٹ میں جو devolution of powers ہوئیں ان دونوں کو پڑھ کر اُن میں سے کچھ چیزیں نکالی گئیں۔ مذکورہ بالا دونوں Ordinances کو اگر پڑھیں تو کن لوگوں نے ہمیں یہ Ordinances دیئے؟ ایک ڈکٹیٹر ضیاء الحق (مرحوم) اور دوسرا پرویز مشرف تو کوئی بھی سسٹم جو بھی دے ہمیں چاہئے کہ ہم اس کی خوبیاں اور خامیاں ڈھونڈیں۔ان دونوں Ordinances میں میرے خیال میں وہ چیزیں تلاش نہیں کی گئیں جس طرح یہاں پر check and balance کی بات ہوئی ہے۔اگر 2001 Ordinance غلط تھا اُس میں کوئی check and balance نہیں تھا تو مجھے اس ایوان میں بتایا جائے کہ اُس سسٹم میں کتنے یونین ناظمین، کتنے تحصیل ناظمین اور کتنے ضلع ناظمین کے اوپر کرپشن ثابت ہوئی ہے اور وہ جیل گئے ہیں۔آپ ضلعی حکومتوں کو دیکھ لیں تو وہاں ضلع ناظم کے پاس کوئی financial powers نہیں تھیں، DCO، Principal Accounting Officer تھا یعنی مالیاتی اختیارات ضلع ناظم کے پاس نہیں تھے وہ ڈی سی او کے پاس تھے البتہ اس میں ٹی ایم اے ہمارا ایک tier تھا اُس میں بھی تحصیل ناظم اور ٹی ایم او تھا اسی طرح یونین کونسلز کے تیسرے tier میں بھی یہی mechanism تھا۔یہاں پر میرے محترم منسٹر برائے لوکل گورنمنٹ رانا ثناء اللہ خان صاحب تشریف فرما ہیں، سٹینڈنگ کمیٹی برائے لوکل گورنمنٹ میں بھی یہ چیز طے ہوئی تھی جس کی ایک گھنٹے بعد میٹنگ ہے تو جناب کے توسط سے میری یہ گزارش ہو گی کہ اپوزیشن کی مثبت تجاویز کو دیکھیں، اُن پر بحث کریں

اور اس بل 2013 کو جب approve کروانے لگیں تو یہ بل اتنی جلدی اور عجلت میں پاس نہ کروائیں۔ ہم یہ لوکل باڈی سسٹم دس کروڑ عوام کے لئے پاس کروانے جارہے ہیں اور چار سال یا یہ بل پتا نہیں کب تک چلتا ہے تو ہم اس کی ہر چیز اور ہر پہلو پر جائیں، check and balance پر جائیں اور اختیارات کی تقسیم پر جائیں۔ میں اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے ایک بار پھر عزت مآب رانا ثناء اللہ خان صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے خدوخال میں اپوزیشن کی مثبت تجاویز کو شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار وقاص حسن موکل صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ایوان کے سامنے ایک دو وضاحتیں رکھنی چاہوں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ معزز ممبر نے یہ فرمایا کہ اس پر اتنی جلد بازی نہ کی جائے۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ Treasury Benches کی طرف سے بھی اور بالخصوص Opposition Benches کی طرف سے جتنے بھی معزز ممبران اس بل پر بات کرنی چاہیں گے اُن کو موقع ملے گا اور اگر چار دنوں میں یہ بحث conclude نہیں ہوتی تو ہم اس کو پانچویں اور چھٹے دن پر بھی لے کر جائیں گے اور معزز ممبران جو تجاویز دیں ہم اُن کو سنیں گے، قائمہ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی میٹنگ آج بھی ہے اور وہ روزانہ کی بنیاد پر ساتھ ساتھ چلے گی تو ہم کوشش کریں گے کہ ہمیں ان تجاویز کو اُس بل میں کیسے incorporate کرنا ہے۔ میں اس میں معزز ممبران سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ وہ ایک بات پر تنقید کرتے ہیں کہ جی اس میں یہ غلط ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی فرمائیں کہ یہ غلط ہے تو اس کو اس طرح سے صحیح کر دیا جائے یا اس کی جگہ پر اس تجویز کو اپنا لیا جائے تاکہ کمیٹی کے لئے بھی ورکنگ کرنا آسان ہو اور اس بحث کو زیادہ سے زیادہ fruitful اور نتیجہ خیز بنایا جاسکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اس لوکل باڈیز بل کے اندر کچھ چیزیں highlight کرنا چاہوں گا جس میں سب سے پہلے Chapter No. 3 کے اندر جہاں پر Constitution of Local Government ہے۔ اس کے Point No. 2 کا پیرا "C" ہے:

> An integrated urban area having a population between fifty thousand and five hundred thousand to be a Municipal Committee;

جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ پاکستان میں اس پر آخری 99-1998 census میں ہوا تھا اور اس وقت 2013 ہے۔ کیا ہمارے اس criteria کی 1998 basis کا census ہے چونکہ اس کے مطابق بہت سارے شہر ایسے ہوں گے جو کتابوں یا record census کے مطابق آبادی کم دکھا رہے ہوں گے لیکن on ground reality یہ ہوگی کہ اُن کی آبادی بہت زیادہ ہو چکی ہوگی۔ یہ discrepancy میرے نقطہ نظر سے یونین کونسل اور ڈسٹرکٹ کونسل کے اندر ایک tier کے لئے بہت اہم ہے کہ اگر ہم اگلے چار یا پانچ سالوں کے لئے یہ والا نظام رائج کرنا چاہ رہے ہیں تو ہماری basis ٹھیک ہونی چاہئے۔ ہمیں اس چیز کا تعین کر لینا چاہئے کہ کون سی جگہوں پر کتنی آبادی ہے اور ہم اُس کے مطابق اُن چیزوں کو بہتر طریقے سے بنا سکیں اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ معزز وزیر اس چیز کو incorporate کریں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں بتایا جائے کہ کون سے census کے حساب سے یہ کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ Chapter 4 کے اندر محترم وزیر نے اپنی تقریر میں بھی یہ کہا کہ خواتین کو، peasants members کو اور non-Muslims کو نمائندگی دی جا رہی ہے۔ اگر دیہاتی علاقوں میں ایک یونین کونسل کی average population دیکھی جائے تو 15ہزار ہوگی اُس میں ہم 7 ممبر منتخب کر رہے ہیں اور صرف ایک خاتون کو ہم نمائندگی دے رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ اگر 50 فیصد بھی دیکھا جائے تو 7ہزار خواتین کی ایک خاتون نمائندگی دے رہی ہے۔ اسی طرح Non Muslim members کے لئے لکھا گیا ہے کہ یونین کونسل میں کم از کم پانچ سو population ہونی چاہئے، ہم یہ کس قسم کی restriction لگا رہے ہیں، کیا minority population پہلے یونین کونسل میں پانچ سو ہوگی تو وہ اہل ہوں گے، اگر 499 ہوگی تو کیا وہ اہل نہیں ہو سکتے؟ اس criteria کی میں وزیر موصوف سے وضاحت چاہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی پر چند سوالات کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی کے آنے کے بعد EDO's اپنا کام کرنا چھوڑ دیں گے؟ اگر ان کی powers یا performance یا deliverance کے حوالے سے دیکھا جائے تو میرے نقطہ نظر سے یہ وہی کام کر رہے ہوں گے جو ای ڈی او، ہیلتھ یا ای ڈی او، ایجوکیشن کر رہے ہوں گے۔ اگر ایسا ہے تو کیوں ہے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر ایسا نہیں ہے تو کیا یہ duplication نہیں ہوگی، کیا ہم ایک کام کے لئے ایک ہی انسان کو تین مختلف مقامات پر تو

نہیں بھیج رہے کہ پہلے وہ ای ڈی او، ایجوکیشن کے پاس جائے پھر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی کے پاس جائے اور پھر وہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس جائے؟

جناب سپیکر! یہ وہ چند سوالات ہیں جن کا میں چاہوں گا کہ وزیر صاحب آپ کی وساطت سے جواب دے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ سوالات نوٹ کر لئے گئے ہیں جس وقت وزیر صاحب wind up کریں گے تو یہ آپ کو جواب بھی دیں گے۔ اس کے علاوہ آپ کمیٹی میں بھی اسے discuss کر لیجئے گا۔ میں ممبران سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس پانچ منٹ ہیں، آپ پانچ منٹ میں اپنی تقریر wind up کر لیں تاکہ زیادہ سے زیادہ ممبران اس بحث میں حصہ لے سکیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پانچ منٹ میں کیا تقریر ہو سکتی ہے۔ ہم پنجاب کی عوام کے مستقبل کے لئے جو decide کرنے جا رہے ہیں تو پانچ منٹ میں کیا بات ہو سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرے پاس بہت لمبی فہرست ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سب لوگوں کو موقع مل جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم اس پر بحث کے لئے مزید دو دن بھی رکھ سکتے ہیں۔ انہوں نے جس طرح فرمایا ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس بل کو اس طرح نہ لیا جائے۔ اس میں تمام ممبران اسمبلی کی جو بھی آراء آئیں گی ان کو incorporate کیا جائے۔ اس پر proper discussion ہونی چاہئے۔ پانچ منٹ کا وقت بہت کم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اگر کوئی ضروری اور اہم بات ہو گی تو ضرور زیادہ وقت دیا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں ملک محمد علی کھوکھر صاحب کو تقریر کے لئے دعوت دیتا ہوں۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ بل کمیٹی کے پاس جا چکا ہے۔ ہم وہاں بھی اپنی تجاویز دیں گے۔ یہاں ایوان میں بھی بحث ہو رہی ہے اور آگے بھی چلے گی۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ یہ بل پیش ہوا ہے۔ یہ need of the hour تھی۔ لوگوں کے مسائل کا انبار لگا ہوا ہے اور ممبران

اسمبلی لوگوں کے روزمرہ کے مسائل کے انبار میں گھسے ہوئے ہیں اور انہی میں involve ہو گئے ہوئے ہیں جبکہ یہ مسائل مقامی سطح پر حل ہونے چاہئیں تھے۔ میں یہاں پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بطور ممبر پنجاب اسمبلی کوئی عار نہیں ہونی چاہئے کہ ہم اپنی powers and authorities, delegate to the Local Government کریں اور یہ ہونی بھی چاہئیں۔ ہمیں ان کو empower کرنا چاہئے لیکن اس میں کچھ تجاویز اس لحاظ سے ہیں کہ اس میں جو بحث ہو اور جو input آئے اس کو مدنظر رکھا جائے کہ 2001 میں جو cut paste اور hotchpotch سسٹم بنایا گیا اور ہمارے ملک میں نافذ کیا گیا۔ اس سے اجتناب کیا جائے اسے organic ہونا چاہئے۔ ہمیں اپنی ground realities اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے evolve کرنا چاہئے اور اس میں بہتری کی طرف جانا چاہئے۔ یہ اس کی mason stage ہے، اس میں ابھی جو بہتری ہو گی اس سے ہم سب آنے والے وقت میں مستفید ہوں گے۔ ہمیں ground realities کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ہمارے شہری اور دیہی معاملات میں یکسانیت نہیں ہے کیونکہ ہمارے دیہی معاملات مختلف ہیں They need to be dealt in a different way. یہاں پر جیسے point out کیا گیا ہے کہ خواتین اور اقلیتوں کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اس حوالے سے تجاویز اور outcome ایسا ہونا چاہئے کہ لوگ مقامی سطح پر مسائل کو حل کرا سکیں اور اپنا غم و غصہ مقامی حکومت کے حوالے سے نکال سکیں تاکہ وہ pint up نہ ہوں، یہی معاملات pint up ہو کر کسی بڑے مسئلے کی طرف جاتے ہیں جس سے سارا ملک متاثر ہوتا ہے۔ یہاں realities کو سامنے رکھتے ہوئے ہماری پنچایتوں کو recognize کیا جائے اور ان کو فعال بنایا جائے۔ دیہی علاقوں میں arbitration system collapse کر گئے ہیں جس کی وجہ سے ہم institutions کو بھی politicize کرتے جا رہے ہیں۔ یہ ایسی local bodies ہونی چاہئیں جو کہ institutions کو politicize نہ کریں، ان کو corrupt نہ کریں، ان کو اپنا کام کرنے دیں بلکہ ان کو complement کریں، مقامی سطح کے مسائل کی نشاندہی کریں اور institutions کی attention کو draw کریں rather than divert کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم ابھی اس process سے گزر رہے ہیں۔ I wish every one all the best ہم accept کرتے ہیں کہ ہم سب سے سپیشل کمیٹی بھی تجاویز لے گی اور ایوان میں بھی اس پر بات ہو گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے اس اہم ترین موضوع پر بات کرنے کے لئے موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر! مقامی حکومت کے حوالے سے جس طرح تمام دوستوں نے آئین کے آرٹیکل A-140 کو یہاں پڑھا ہے اور اس کی تشریح کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ میں بھی اس لحاظ سے کوشش کروں گا کہ اس چیز کو آگے بڑھایا جائے۔ وزیر قانون نے جس طرح بات کی ہے کہ ہم اپوزیشن کی تمام تجاویز سنیں گے اور دیکھیں گے کہ اس میں سے کس چیز سے بہتری آسکتی ہے تو اسے آگے اسمبلی سے بھی منظور کرایا جاسکے گا۔

جناب سپیکر! پہلے دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ الیکشن کیوں ہو رہے ہیں اور کس قانون کے تحت ہو رہے ہیں؟ اٹھارہویں ترمیم کے بعد آرٹیکل A-140 جس میں یہ کہا گیا ہے کہ مقامی حکومتیں ہونی چاہئیں جس کو ہم third tier بھی بولتے ہیں یعنی قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی اور لوکل گورنمنٹ ہیں۔ اس آرٹیکل میں تین چیزیں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ اس کو میں اپنی سمجھ کے لئے پڑھ دیتا ہوں:

> Each Province shall, by law, establish a local government system and devolve political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local governments.

جناب سپیکر! میں ایوان کے علم کے لئے کہ پنجاب میں لوکل گورنمنٹ سسٹم کب شروع ہوا اس کی ایک ہلکی سی جھلک سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے 1867 کے اندر پنجاب میونسپل ایکٹ جاری ہوا جس کے کل 12 سیکشن تھے، دو سال کے لئے ایک بندے کو نامزد کیا جاتا تھا اور اس کے ذمہ چوکیدارہ اور صفائی کا نظام تھا۔ اس کے بعد 1873 میں پنجاب میونسپل ایکٹ جاری ہوا جس میں کچھ بہتری آئی اس کے اندر بھی ان کی میعاد دو سال تھی لیکن ضلعی سطح کے شہروں کی درجہ اول میونسپل کمیٹیاں بنائی گئیں، چھوٹے شہروں کی درجہ دوم اور اس سے چھوٹے شہروں کو درجہ سوم میں رکھا گیا پھر آگے بڑھتے ہیں۔ 1882 میں Lord Ripon نے ایک resolution منظور کی جس کے تحت 1884 کے اندر پنجاب میونسپل ایکٹ منظور ہوا جس میں ٹوٹل 177 سیکشن تھے ڈسٹرکٹ اور تحصیل بورڈ بنائے گئے۔ اس کے بعد 1891 میں پنجاب میونسپل ایکٹ جاری ہوا جو ایک مفصل ایکٹ تھا اس میں 241 سیکشن تھے جس میں میونسپل کمیٹیاں اور notified ایریا کمیٹیاں وجود میں آئیں اور ان کے

ذریعے elected and nominated members کونسل میں رکھے گئے۔ پھر 1911 میں پنجاب ایکٹ آیا اور 1912 میں ایک پنچایت سسٹم introduce ہوا۔ 1921 کے اندر پنجاب سمال ٹاؤن ایکٹ منظور ہو گیا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی لوگوں کی مشکلات بڑھتی گئیں تو ساتھ ساتھ سسٹم میں بہتری کے لئے تجاویز بھی آئیں اور اسمبلی سے منظور بھی ہوتی رہیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کے تحت حکومت نے سسٹم بنا کر دیا پھر 1959 میں بنیادی جمہوریت کا ایکٹ آیا جس میں مسلم فیملی قوانین اور مصالحتی عدالتوں کا قیام عمل میں آیا۔ 1975 کے اندر پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے بڑا اچھا آرڈیننس بنایا جو کہ الیکشن کے ذریعے پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا لیکن ابھی تک وہ لائبریریوں کی زینت ضرور ہے۔ اگر ہم پنجاب اسمبلی سے منظور کردہ سسٹم کو پڑھ لیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ جو عوامی نمائندے چنے جانے تھے اُن کے پاس کتنے اختیارات ہونے تھے لیکن بدقسمتی سے الیکشن نہیں ہوا۔ پھر 1979 میں ایکٹ آیا جو 1996 تک جاری رہا اس کے تحت 1979 کے الیکشن ہوئے، 1983, 1987 اور 1991 کے الیکشن بھی ہوئے جس کے تحت یونین کونسل، مرکزی کونسل، ضلع کونسل، ٹاؤن کمیٹی، ٹاؤن میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کارپوریشن بھی بنی۔ پھر 1996 کے اندر پنجاب لوکل گورنمنٹ کا ایک نیا ایکٹ پاس کر دیا گیا لیکن 1997 میں اس کو ختم کر کے دوبارہ 1979 کے ایکٹ کو revive کر دیا گیا۔ پھر مارشل لاء آیا جس کے بعد 2001 کے اندر ایک نیا نظام اس ملک کے اندر introduce کروایا گیا۔

جناب سپیکر! مجھے ملک شکاگو کے اندر internationally دو میئر کانفرنس attend کرنے کا اتفاق ہوا جہاں پر مسلم دنیا اور بڑے بڑے شہروں کے میئر بھی آئے تھے اور Mayor Richard Daley نے وہ میئر کانفرنس رکھی جس میں انہوں نے اپنے سسٹم کے متعلق بتایا کہ ہم کس سسٹم کے تحت اپنے ملک کے اندر لوکل گورنمنٹ کا سسٹم چلا رہے ہیں۔ یہ مجھے بھی جاننے کا بہت موقع ملا کہ کتنے اختیارات ہیں، کس حد تک وہ لوگ اپنی قوم کے ساتھ sincere ہیں اور کس طرح سے انہوں نے ترقی کے راز کو ان اختیارات میں سے نکال کر اپنے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے؟ دنیا کے پورے نظام میں جہاں پر لوکل گورنمنٹ سسٹم موجود ہے وہاں پر انہوں نے اچھے انداز میں لیتے ہوئے powers کی devolution صحیح طریقے سے نیچے تک پہنچائی ہے۔ مرکز اور صوبوں کی لڑائی ہمیشہ رہتی تھی اور صوبے کہتے تھے کہ ہمیں صحت، ٹورازم یا دوسرے محکمے devolve کریں ہم اِن کو خود دیکھیں گے کیونکہ یہ ہماری jurisdiction میں آتے ہیں۔ آئین کی اٹھارہویں ترمیم میں وہ تمام محکمے متعلقہ صوبوں

کو دے دیئے گئے جس کے بعد صوبوں نے مقامی حکومت کو اس کے تیسرے tier میں اختیارات سونپنے تھے لیکن بد قسمتی سے اس پورے Bill کے اندر کسی جگہ پر بھی اس طرح کی بات نہیں کی گئی کہ یہ اختیارات نچلی سطح تک آئیں گے بلکہ حکومت اس معاملے میں خود بھی clear نہیں ہے۔ پہلے دن اسمبلی میں Bill رکھا گیا جسے ہم نے پڑھا پھر دوسرے دن آئے تو change تھا، تیسرے دن آئے تو vetted copy لگی ہوئی تھی اور چوتھے دن آئے تو آج سات صفحات مزید لگا دیئے گئے ہیں۔ جہاں حکومت کا اپنا concept لوکل گورنمنٹ کے بارے میں ابھی تک clear نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس کی proper جو قانون سازی کرنے بیٹھے ہیں اور ممبران اسمبلی جو تجاویز ایوان میں دیں گے یا ابھی تھوڑی دیر بعد جو میٹنگ ہونی ہے اس میں دیں گے تو میری گزارش ہو گی کہ کسی بھی سسٹم کو replace کرنے سے پہلے پچھلے سسٹم کے بارے میں تھوڑا ضرور سوچ لیا جائے۔ پہلے وارڈ سسٹم تھا اور آپ دیکھیں کہ اسی سسٹم کے تحت لوگوں کے چھوٹے چھوٹے مسائل حل ہونے بھی ہیں اور حل نہیں بھی ہونے۔ جب ہم نے 1979 والے سسٹم کو 2001 میں switch کیا تو لوگوں کو تین چار سال اس سسٹم کو سمجھتے ہوئے گزر گئے۔ وارڈ کے تحت حلقہ بندیاں تھیں وہ یونین کونسل میں چلی گئیں، نکاح نامہ ایک یونین کونسل سے دوسری وارڈ میں چلا گیا، دوسری جگہ سے تیسری جگہ میں چلا گیا، برتھ سرٹیفکیٹ اور ڈیتھ سرٹیفکیٹ کہاں سے بنوانا ہے، شناختی کارڈ کے پیپر کو certify کون کرے گا اور کون ٹیکس لے گا اور کون ٹیکس نہیں لے گا کسی کو کوئی پتا نہیں تھا۔ یہ سلسلہ چار سال چلا پھر چار سال کے بعد آٹھ سال پر گیا اور آج تک وہی سسٹم چل رہا ہے یعنی بارہ سال وہ سسٹم اس ملک کے اندر چلا۔ بارہ سال وہ سسٹم چلنے کے بعد ہمیں یاد آیا کہ وہ سسٹم ہی ٹھیک نہیں تھا لہذا ہم اس سسٹم کو wind up کر کے dustbin میں پھینکتے ہیں اور ایک نیا سسٹم لے کر آتے ہیں۔ اس بنیاد پر ہمیں قطعاً فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کہ یہ سسٹم کسی ڈکٹیٹر نے بنایا تھا۔ اگر کسی ڈکٹیٹر نے اچھا سسٹم بنایا تھا تو اس کو adopt کر لیا جائے کیونکہ اچھی اور بُری باتیں بھی ہوتی ہیں۔ اگر ہم پرانے سسٹم کو اس وجہ سے ختم کر رہے ہیں کہ اس کے اندر اختیارات لوکل گورنمنٹ کو زیادہ دیئے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سراسر ناانصافی ہو گی۔

جناب سپیکر! اب میں ان تمام چیزوں پر روشنی ڈالتے ہوئے خصوصاً لاہور کے بارے میں بات کروں گا کہ یہاں پر وارڈ سسٹم کے تحت پورے لاہور کے اندر دو سو کونسلر ہوں گے یعنی ڈیڑھ سو یونین کونسلوں کو ختم کر کے وارڈ سسٹم کے تحت دو سو کونسلر لے کر آئیں گے۔ میئر کے پاس کیا اختیار ہو گا جس کی میں ابھی آپ کو وضاحت کرنا چاہوں گا۔ لاہور میں ایک لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ادارہ ہے

جس کے سر براہ معزز وزیر اعلیٰ صاحب ہیں، TEEPA بھی اسی ادارے سے concern ہے جس کے سر براہ بھی وزیر اعلیٰ صاحب ہیں۔ اسی طرح اس Bill میں خاص طور پر PHA کے حوالے سے جہاں پر گراؤنڈوں کا ذکر آیا ہے جلدی جلدی PHA کو باہر نکال دیا گیا ہے۔ کبھی بھی خوش دلی کے ساتھ کوئی محکمہ نیچے devolve کرنے کو تیار نہیں۔ اب میں آپ کے توسط سے محکموں کی تعداد وزراء تک پہنچاؤں گا جو ضرور سن لیں کہ کتنے محکمے اتھارٹیوں کے پاس ہیں اور ڈسٹرکٹ میئر نے کیا کرنا ہے کیونکہ ایل ڈی اے، ٹیپا اور پی ایچ اے پنجاب گورنمنٹ کے پاس ہیں؟ ہم اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کی بات کرتے ہیں لیکن یہاں پر اختیارات واپس لئے گئے ہیں۔ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی بنا دی گئی جس کے اختیارات نہ صرف واپس لے لئے گئے بلکہ اس کے اختیارات اٹھا کر باہر کے ایک ملک کو دے دیئے گئے کہ ہم اس قابل ہی نہیں کہ اپنے ملک کی صفائی بھی کر سکیں۔ وہ کمپنی بھی بنا دی گئی جس پر اربوں روپے لگا دیئے گئے۔ کیا اس بل کے اندر ڈسٹرکٹ ناظم جو بنیادی چیز ہے اور جس کے متعلق میں نے 1863 کے ایکٹ کے حوالے سے بات کی ہے کہ اس کے اندر سب سے پہلے جو چیز بنائی گئی تھی وہ صفائی کا نظام اور چوکیدارہ سسٹم تھا جو کہ nominated members کو دیا گیا تھا جبکہ یہاں پر اس سسٹم کو اٹھا کر ملک سے باہر دے دیا گیا؟ Dissolve کرنے کی بجائے اختیارات نیچے سے واپس لے کر وہ کمپنی بنا دی گئی۔

جناب سپیکر! آگے آ جائیں تو سلاٹر ہاؤس وغیرہ پہلے میئر اور ناظم کی jurisdiction میں ہوا کرتے تھے لیکن یہاں پر لاہور میٹ کمپنی بنا دی گئی اور سلاٹر ہاؤس بھی اٹھا کر انہیں دے دیا گیا۔ اسے کون چلائے گا، کوئی کمپنی چلائے گی اور اس کے سر براہ کون ہوں گے، وہ پنجاب کے لوگ ہوں گے اور ناظم نے کیا کرنا ہے اور میئر نے ادھر کیا کرنا ہے؟ کچھ نہیں کرے گا۔ آگے آ جائیں تو لاہور پارکنگ کمیٹی ہے اور یہ بھی اٹھا کر انہیں دے دی گئی ہے۔ پارکنگ کمیٹی تو جائے گی چیئرمین کے پاس جو کہ چیف منسٹر صاحب ہیں اور وہی اس کے معاملات دیکھیں گے۔ ٹھیک ہو گیا وہ بھی جناب لے لیں۔

جناب سپیکر! 1122 تو ناظم چلا ہی نہیں سکتا اور میئر اس قابل ہی نہیں اس لئے آپ واپس لیں اور پھر وہ بھی انہیں دے دی گئی۔ اس کے چیئرمین بھی چیف منسٹر صاحب۔ آگے ایک ٹرانسپورٹ کمپنی بنا دی گئی اور اسے کون چلائے گا؟ اسے بھی چیف منسٹر صاحب چلائیں گے۔ کون اس کے ممبران منتخب کرے گا؟ اس کے ممبران بھی چیف منسٹر صاحب رکھیں گے اور حکومت اسے چلائے گی۔ ٹھیک ہے جناب! ناظم اس قابل نہیں ہیں اس لئے ان سے اختیارات واپس لے لئے جائیں۔ ہر جگہ پر "روندی" مار کر سارے ڈیپارٹمنٹ واپس لئے گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب فوڈ اتھارٹی بنادی گئی۔ شروع سے ضلع لاہور میں فوڈ کا سسٹم جو ہے اس میں ناظم اور میئر کے نیچے رہ کر کمیٹیاں کام کرتی ہیں۔ اب لاہور شہر میں ایک عجیب سا "گھڑمس" مچا ہوا ہے اور وہ "گھڑمس" کیا ہے کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی دکانوں کے چالان کر رہی ہے اور لاہور ڈسٹرکٹ کے ڈی سی او صاحب بادشاہ ہیں جنہوں نے اپنے ڈسٹرکٹ کے فوڈ انسپکٹروں کو بھی اسی کام پر لگادیا ہے۔ پہلے ایک آدمی کو ایک جگہ سے ڈنک لگتا تھا اور اب اسے دو جگہ سے ڈنک لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر! "وال سٹی" بھی دے دی گئی کیونکہ "وال سٹی" کو internationally ہم نے review کرنا ہے اور اسے خوبصورت بنانا ہے لہذا لاہور شہر سے نکال کر "وال سٹی" بھی ایک علیحدہ اتھارٹی بنادی گئی ہے اور لاہور کا میئر اس قابل نہیں ہے کہ اسے یہ اتھارٹی دی جائے اس لئے اس سے یہ اتھارٹی بھی واپس لے لی گئی۔ اب اس بل کے اندر ایک اور بڑی خوبصورت بات کی گئی ہے کہ ایجوکیشن اتھارٹی بنادی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک ہیلتھ اتھارٹی بھی بنادی گئی ہے۔ ایجوکیشن اتھارٹی کو کون Head کرے گا اور کون اسے چلائے گا؟ اس کا جو C.O ہے وہ پنجاب حکومت دے گی اور ڈسٹرکٹ کونسل، ہیلتھ اور ایجوکیشن کی formation اور composition کی تمام کی تمام اتھارٹی پنجاب حکومت کے پاس چلی گئی۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ ایل ڈی اے، ٹیپا، پی ایچ اے، SWM لاہور میٹ کمپنی، لاہور پارکنگ کمپنی، 1122، ٹرانسپورٹ کمپنی، پنجاب فوڈ اتھارٹی، وال سٹی اتھارٹی، ایجوکیشن اتھارٹی اور ہیلتھ اتھارٹی سب کی سب پنجاب حکومت کے پاس ہیں اور پھر ہم "ناظم واسطے اک جھنجھنا لے لینے آں تے اونہوں آکھاں گے کہ اوہ وجایا کرو"۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جب تمام اختیارات آپ نے اس سے واپس لے لئے ہیں تو وہ صرف ایک پروٹوکول آفیسر رہ جاتا ہے اور اس کے پاس کوئی چیز نہیں رہ جاتی جو اس نے کرنی ہے۔ باقی چیزیں جو یہ ہیں کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ کمیشن ہے جو میئر کے اختیارات کسی بھی وقت کسی دوسرے بندے کو دے سکتا ہے۔ اگر آپ B-54 پر دیکھیں جس کے سیکشن 119 میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ جب دل چاہے میئر کے اختیارات ڈپٹی میئر کو سونپ دیئے جائیں اور اسے فارغ کر دیا جائے۔ وہ اسی طرح ہی ہے کہ ہمیں آئی جی پسند نہیں ہیں تو ایڈیشنل آئی جی کو کہا جائے کہ آپ سارے کام کریں گے اور آئی جی کو side پر بٹھادیا گیا۔ اس لوکل گورنمنٹ بل کا مطلب اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی کا ہے نہ کہ اختیارات واپس لینے کا۔ ہمارا دل کیوں نہیں کرتا کہ ہم اختیارات لوگوں کے منتخب نمائندوں کو دیں، ان

کے ذریعے حکومت چلائیں، ہم کیوں یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ تمام اختیارات کا منبع ایک شخص ہو گا، ہم کیوں یہ سمجھ بیٹھے ہیں؟

جناب سپیکر! دنیا میں کسی بھی ملک نے اس وقت تک ترقی نہیں کی جب تک اختیارات کی منتقلی نچلی سطح تک نہیں ہوئی۔ اگر وہاں پر مقامی حکومتوں کا نظام ہے تو اس ملک نے ترقی کی ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک اختیارات نیچے نہیں جائیں گے معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ آپ نے ایک وارڈ کے اندر پانچ کونسلر کر دیئے جبکہ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا indirect election کر دیا۔ اس کے علاوہ اقلیتوں کا ایک ایک ممبر رکھ دیا حالانکہ پہلے لاہور کے اندر 150 یونین کونسلیں تھیں جہاں پر 150 اقلیتی ممبران بیٹھا کرتے تھے۔ اب وہ کم کر دیئے گئے ہیں۔ جب آپ اسے وارڈ سسٹم پر لے کر آئے ہیں تو ضلعی سطح پر ان کے صرف 10 ممبر رکھے گئے ہیں۔ ایسا کر کے ایک تو آپ نے ان کے ساتھ ناانصافی کر دی اور دوسری بات یہ کہ پہلے یونین کونسل میں 21 ممبر تھے، پھر ناظم اور نائب ناظم سمیت 13 کر دیئے گئے جن میں جنرل کونسلر، لیڈی کونسلر، لیبر کونسلر اور اقلیتی کونسلر وغیرہ تھے اور اب آپ نے مزید کم کر کے پانچ ممبر کر دیئے ہیں جبکہ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا الیکشن کر دیا گیا۔ یہاں پر جو no confidence کی بات ہوتی ہے تو جب یونین کونسل کے چیئرمین کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک آئے گی جو دونوں میں سے ایک بندے کے خلاف آئی تو وہ ایک چلا گیا لیکن دوسرے کے الیکشن کے طریق کار کی بھی یہاں پر وضاحت نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں جو بات کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے جتنی بھی کارپوریشنیں آپ کو بتائی ہیں تو میونسپل کمیٹی کے متعلق اس کے سیکشن III کے مطابق

> Municipal Committee may assign or out source any Office function on such terms and conditions as may be prescribed.

یہاں پر بار بار prescribed, prescribed کا لفظ تمام جگہوں پر استعمال ہو رہا ہے جس کی میں وضاحت بھی یہاں پر کر دیتا ہوں کہ "prescribed" means prescribed by the rules. ان rules کی تفصیل کے بارے میں ہمیں کوئی پتا نہیں ہے۔ یہ بل پاس ہو جائے گا تو سول بیوروکریسی بیٹھے گی اور اس پر by laws بنائے گی پھر ہر چیز اپنے نیچے کر لے گی۔ اب اس prescribed کی کسی بھی ایک چیز کو پکڑیں گے، ہر چیز کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ prescribed جب حکومت نے یا سیکرٹری صاحب نے اس کے rules بنانے ہیں تو زیادہ سے زیادہ چیزیں ان کے پاس شفٹ

ہو جاتی ہیں۔ جب تک وہ rules ہمارے سامنے نہیں آئیں گے ہمیں نہیں پتا کہ کس rule کے تحت کیا چیز ہونی ہے۔ اب یہاں پر بات ہو گی کہ پہلے بل پاس ہو گا، ٹھیک ہے بل پاس ہونا چاہئے اور rules بعد میں بنتے ہیں، ٹھیک ہے rules بعد میں بنتے ہیں۔ ہمیں بتایا تو جائے کہ rules کون سے بنیں گے، کن rules کے تحت آپ اس محکمے، اس یونین کونسل، اس سسٹم، اس اتھارٹی اور اس کمپنی کو چلائیں گے ؟ یہ بل سراسر آئین کے آرٹیکل (A)140 کی نفی ہے۔ واضح طور پر اس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ آپ نے تین چیزیں دینی ہی دینی ہیں۔ Politically بھی دینی ہے، Financially بھی دینی ہے اور Administrative Authority بھی دینی ہے۔ جیسا کہ میں نے ضلع لاہور کی بات کی اسی طرح سیالکوٹ، فیصل آباد اور ملتان میں بھی یہی حال ہو گا۔ ہم ہر چیز اٹھا کر نکال کر دیتے جا رہے ہیں اور بعد میں میئر سٹریٹ لائٹ لگا لے گا، اسے صاف کر لے گا اور وہ اسی طرح کے کام کرے گا اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی کام نہیں رہے گا اس لئے میری گزارش ہے کہ آئین کی رو کے مطابق اس بل کو بنایا جائے اور میں آپ کے توسط سے تمام ممبران اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ جب تک ہم مقامی حکومتوں کا صحیح سسٹم اس اسمبلی کے ذریعے پاس نہیں کریں گے لوگوں کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ جب لوگوں کے چھوٹے چھوٹے مسائل as a legislator آپ کے پاس آتے ہیں تو شاید آپ کو بھی تکلیف ہوتی ہو۔ جن کے کام ہیں ان ہی کو دیئے جائیں، مسائل بھی ان ہی کے ذریعے سے حل کروائے جائیں اور یہی اس (A)140 کی صحیح تشریح ہے جس کے تحت ہمیں یہ law بنانا چاہئے۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شبینہ ذکریا بٹ!

محترمہ شبینہ ذکریا بٹ: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے تو اس بل کو پیش کرنے پر پنجاب گورنمنٹ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) مجھے امید ہے کہ اس بل پر جس طرح عام بحث ہو رہی ہے اس پر جو تجاویز پیش کی جائیں گی ان تجاویز پر غور کیا جائے گا اور ان کی تصحیح بھی کی جائے گی۔ میں بھی ایک تجویز دینا چاہتی ہوں جیسا کہ میرے بھائی نے کہا تھا کہ میئر، ڈپٹی میئر، چیئرمین اور وائس چیئرمین کا indirect connection نہیں ہونا چاہئے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ ہم کونسلر حضرات کو چھپاتے پھرتے ہیں، ہارس ٹریڈنگ ہوتی ہے اور اس طرح بہت ساری کرپشن جنم لیتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جیسے قومی اور صوبائی اسمبلی کے الیکشن ہوتے ہیں اس میں دو علیحدہ علیحدہ ballot papers دیئے جاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

کونسلر کے ساتھ چیئرمین، وائس چیئرمین، میئر اور ڈپٹی میئر کا الیکشن ہو اس کے لئے بھی ایک علیحدہ ballot paper ہونا چاہئے تاکہ عوام ان کو direct elect کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
اس سے ہارس ٹریڈنگ میں بہت زیادہ فرق پڑے گا اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ آپ کی جو بھی تجاویز آ رہی ہیں رانا ثناء اللہ خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ ان پر غور فرما رہے ہیں۔ اس میں انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بہتر ہی صورتحال سامنے آئے گی۔ اس بل کو پیش کیا گیا ہے، اس پر بحث ہو رہی ہے اور جب یہ پاس ہو جائے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ ایک بہت اچھا بل پاس ہوا ہے۔ grass roots level تک اختیارات بھی دیئے جائیں گے۔ جب ہم سب مل کر کوشش کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہتر صورتحال سامنے آئے گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج میری طبیعت ناساز ہے لیکن میں پھر بھی بات کروں گی۔ سب سے پہلے تو میں تھوڑی تمہید باندھنا چاہتی ہوں۔ فرض کریں کہ ایک گھر میں کوئی مرگ ہو جائے، وہاں کچھ زخمی ہوں اور اس گھر میں ڈکیتی بھی ہوئی ہو، اس گھر میں بجلی بھی نہ ہو، گیس بھی نہ ہو اور اس گھر میں جا کر ہم بجائے ان سے ہمدردی کرنے یا دو اچھے بول بولنے کے، اگر ان کو لطیفے سنانا شروع کر دیں تو پھر کیا situation ہو گی؟ یہی situation اس وقت گورنمنٹ اس بل کی صورت میں عوام کے ساتھ کر رہی ہے۔ ڈاکٹر مراد راس، میاں محمد اسلم اقبال اور اپوزیشن لیڈر نے اتنی detail سے بات کی ہے کہ ان کے بعد اب کہنے کو کچھ نہیں ہے لیکن میں کچھ چیزیں mention کرنا چاہوں گی۔ ایک تو یہ بل مکمل طور پر آرٹیکل 140(A) کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ ہم بات کر رہے ہیں وہی تین powers کی جو ہم نے نچلی سطح پر لانی ہیں۔ ہمیں لوکل گورنمنٹ کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ اس لئے کہ ہر انسان کی رسائی اوپر تک نہیں ہے۔ ہمارا سسٹم ایسا ہے کہ درمیان میں کئی رکاوٹیں اور چکر ہیں۔ ایک عام آدمی کے لئے انصاف کا ملنا اور اس کے مسائل حل ہونا ممکن ہی نہیں ہے جب تک کہ لوکل گورنمنٹ کا سسٹم موجود نہ ہو۔ ہم نے لوکل گورنمنٹ کی جو شکل اس بل میں دیکھی ہے اس میں تو آپ نے ایک عام آدمی کو مزید مشکل میں ڈال دیا ہے۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ یہاں دو ممبران نے اچھی تجاویز دی ہیں یہ کسی بھی ورکر کے لئے خواہ وہ کسی بھی پارٹی سے ہو لمحہ فکریہ ہے کیونکہ اگر یہ powers نچلی سطح تک نہیں جاتیں تو ایک محلہ میں، ایک یونین کونسل میں لوگوں کے پاس اتنی طاقت کہاں ہے کہ وہ عدالتوں اور ڈی سی اوز تک جا سکیں۔ آپ کے ڈی سی او کو تو میں چار دن سے فون کر رہی ہوں، وہ فون

نہیں اٹھا رہا ہے۔اگر وہ پنجاب اسمبلی کے ممبر کو اہمیت نہیں دے رہا ہے تو ایک عام آدمی کی approach کہاں سے ٹی ایم او تک ہو گی؟ یہ سسٹم اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ آپ ایک عام آدمی کو سہولتیں دیں لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ جو بل پاس ہونے کے لئے آیا ہے اس میں ایسا کوئی سلسلہ نظر نہیں آتا۔اس میں سب سے بڑی خامی خواتین کے حوالے سے ہے کیونکہ میں خود خاتون ہوں۔ ہم یہاں بات کرتے ہیں خواتین کی empowerment کی۔یہاں پر بڑی اچھی تقریریں ہوتی ہیں ہمارے وزیراعلیٰ صاحب جب پہلے دن آئے تو انہوں نے بہت اچھی تقریر کی اور وہ بڑی حوصلہ افزا تھی۔ انہوں نے خواتین کو empowerment دی۔یہاں میری جو بہنیں بیٹھی ہیں ہم سب نمائندگی کر رہے ہیں لیکن اس بل میں اس نمائندگی کو 30 فیصد سے کم کر کے 13 فیصد کر دیا ہے جو بہت بڑا المیہ ہے۔ میں تو سمجھتی تھی کہ شاید اس بار خواتین کی نمائندگی بڑھے گی کیونکہ خواتین جتنا اچھے طریقے سے خواتین کے مسائل کو سمجھ سکتی ہیں کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ خواتین کسی طرح بھی مردوں کے مقابلے میں کم نہیں ہیں۔ وہ آپ کے پاس یہاں بیٹھی law making کر رہی ہیں اور سب کچھ کر رہی ہیں لیکن آپ نے ان کو مزید empowerment دینے کے بجائے ان سے ان کی powers بھی لے لی ہیں۔

جناب سپیکر!اس بل میں urban اور rural ایریا کے divisions ہیں یہ بھی بہت غلط فیصلہ ہے۔ پہلے ہی آپ کے rural areas بہت زیادہ پیچھے رہ گئے ہیں کیونکہ ساری urban facilities avail کر لیتے ہیں۔ ہم اس میں مزید divisions پیدا کر کے مزید حالات خراب کر رہے ہیں۔اس میں جو اقلیتی نشستوں کی بات کی گئی ہے تو ہمارے ملک میں اقلیتی جماعتیں چاہے وہ کرسچئن ہو، ہندو ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو ان کے ساتھ پہلے ہی ہر سطح پر بہت زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ خواہ تعلیم کا محکمہ ہو، کوئی محکمہ ہو خواہ یہ اسمبلی ہو ان میں خواتین کی نمائندگی کی شرح بہت کم ہے۔ یونین کونسل میں خواتین کی نمائندگی کم کر کے بہت نیچے لے آئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!بات وہی میاں محمد اسلم اقبال اور ڈاکٹر مراد راس والی ہے کہ ہم نے اس عوام کے ساتھ ایک بھیانک مذاق کیا ہے۔ اگر ساری powers واپس پنجاب حکومت کے پاس ہی آنی ہیں تو پھر اس سارے ٹوپی ڈرامے کا کوئی فائدہ نہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔آگے ملک مظہر عباس راں صاحب ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب!پہلے لاء منسٹر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبران جو بحث میں حصہ لے رہے ہیں اور اپنا بہت valuable تجزیہ اور تجاویز بھی پیش کر رہے ہیں۔ میں ڈاکٹر مراد راس صاحب کی speech نہیں سن سکا لیکن سردار وقاص حسن مؤکل صاحب اور میاں محمد اسلم اقبال صاحب کی بات سنی ہے۔ انہوں نے بہت valuable تجاویز بھی دی ہیں، realize بھی کیا ہے بلکہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے لوکل باڈی ایکٹ کی ایک پوری تاریخ بیان کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت کی ہے اور انہوں نے یہ سارا کچھ کہیں نہ کہیں سے اکٹھا کیا ہو گا۔ میری معزز ممبران سے گزارشات ہیں کہ اس میں دو تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر ان کی input بہت ضروری ہے۔ اس میں پہلے نمبر پر بات یہ ہے کہ کیا یہ الیکشن party basis پر ہونے چاہئیں یا non-party basis پر ہونے چاہئیں یا lowest tier کو non-party basis پر اور upward party basis پر ہونا چاہئے، تینوں کی اپنی اپنی مشکلات بھی ہیں اور فائدے بھی ہیں تو ان ساری چیزوں کو یہاں پر discuss ہونا چاہئے تاکہ ایک صحیح نتیجے پر پہنچا جا سکے۔

جناب سپیکر! دوسری اس کی composition ہے اور composition بہت اہم ہے لیکن ابھی تک جو تین چار speeches ہوئی ہیں ان میں ان دونوں پر یعنی party basis اور non-party basis پر کوئی کھل کر بات نہیں ہوئی ہے۔ اسی طرح سے composition پر کوئی بات نہیں کی گئی لہذا رورل اور اربن divide پر بات ہونی چاہئے۔ میں نے جیسے کہا ہے کہ اگر یہ ایوان کا consensus بنے تو ہر چیز کو اس کے مطابق amend کیا جا سکتا ہے۔ رورل اور اربن divide پر بات ہونی چاہئے، composition پر بات ہونی چاہئے، رورل ایریا میں یونین کونسل کو base رکھا گیا ہے۔ ہم نے یونین کونسل میں اس مرتبہ elected member کی تعداد کم کر کے پانچ کر دی ہے اور اس کے ساتھ یونین کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین بھی elect ہوں گے۔ یہ سات آدمی مل کر women, worker کسان اور minorities کو elect کریں گے۔ اس طرح دس ممبران کی ایک یونین کونسل ہو گی کیا یہ تعداد کافی ہے یا اس تعداد کو بڑھایا جانا چاہئے کیونکہ 2001 کے آرڈیننس میں اس تعداد کو بہت زیادہ کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد پھر اس کو کم کیا گیا لیکن پھر بھی سمجھا جا رہا تھا کہ یہ تعداد زیادہ ہے۔ شہروں میں سنگل وارڈ حلقہ ہے وہاں پر یونین کونسل نہیں ہے کیا یہ درست ہے یا Rural practice کو شہروں میں practice کیا جانا چاہئے؟ اس پر بات ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! جہاں تک خواتین کی نمائندگی کا تعلق ہے، کیونکہ میری بہن نے یہ کہا ہے کہ اس کو30 فیصد یا33 فیصد سے کم کر دیا گیا ہے۔30 فیصد اور33 فیصد کہیں بھی نہیں حتیٰ کہ پنجاب اسمبلی میں خواتین کی نمائندگی 33 فیصد نہیں ہے۔ صوبہ پنجاب کی جنرل سیٹ کی تعداد 297 ہے جبکہ خواتین کی مخصوص نشستوں کی تعداد66 ہے۔آپ یہ دیکھ لیں کہ یہ33 فیصد ہے یا اس سے کم ہے لیکن ہم نے اس تعداد کو آبادی کے لحاظ سے ایک نمبر دیا ہے لیکن وہ نمبر جس طرح سے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ وہ کوئی فائنل نہیں ہے اس کو کم اور زیادہ کیا جاسکتا ہے اور آبادی کے لحاظ سے جو ratio بنے اس پر ضرور بات ہونی چاہئے تاکہ کمیٹی میں اس کو finalize کرتے وقت اس چیز میں آسانی رہے۔ اسی طرح سے functions کے chapter میں functions دیئے گئے ہیں جس میں یونین کونسل، میونسپل کمیٹی، میٹروپولیٹن کارپوریشن کے functions دیئے گئے ہیں ان پر کم از کم تجاویز آنی چاہئیں۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے بات کی ہے لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کون سا devolve function ہو گا کیونکہ اس میں ایک general clause رکھی گئی ہے کہ صوبائی حکومت کسی بھی وقت جو بھی function devolve کرنا چاہے وہ کر سکتی ہے تو کیا اس میں اور بہتری لائی جائے یا کون کون سے functions کو devolve ہونا چاہئے؟ یہ وہ areas ہیں کہ جن پر ہر معزز ممبر کو اپنا نقطہ نظر لازمی طور پر رجسٹرڈ کروانا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل کریں گے۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب! آپ بات کر لیں kindly جلدی سے ذرا مختصر کرتے ہوئے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بالکل جلدی کروں گا۔ منسٹر صاحب نے جو رورل اور اربن divide کی بات کی ہے جب میری speech ہو رہی تھی تو اس میں، میں نے بتایا ہے کہ یہ divide نہیں ہونی چاہئے کیونکہ یہ divide دونوں علاقوں کے نقصان میں ہے، زیادہ انکم، زیادہ ٹیکسز، زیادہ چیزیں اور fund raising اربن علاقوں میں ہوتی ہے اور رورل علاقوں میں نہیں ہوتی۔ اگر دونوں علاقے ایک ہی سسٹم کے نیچے ہوں گے تو وہ فنڈز equally ان کے اندر distribute کئے جائیں گے اس لئے divide

کو 2001 کے آرڈیننس میں ختم کیا گیا تھا اور اس divide کو ختم ہی رہنا چاہئے اور دونوں اربن اور رورل ایریا کے لئے ایک ہی سسٹم ہونا چاہئے۔ اس میں، میں یہ بتا دوں کہ اگر یہ divide ڈال دیا گیا تو ہم backward جائیں گے، regression کی طرف جائیں گے اور progression کی طرف نہیں جائیں گے کیونکہ پھر ہمیں دو سسٹم simultaneously چلانے چاہئیں۔ اگر ہمیں اس Bill کو کامیاب بنانا ہے تو ہمیں ایک سسٹم لانا پڑے گا اور دونوں اربن اور رورل ایریا چلانے کے لئے ایک سسٹم لانا پڑے گا۔

جناب سپیکر! دوسرا point، میں صرف جلدی سے یونین کونسل کا بتا دوں جو کہ منسٹر صاحب نے اٹھایا ہے۔ وارڈ میں صرف ایک بندہ وہاں سے نمائندہ elect ہو کر آ رہا ہے میں منسٹر صاحب کو اس میں یہی بتانا چاہ رہا تھا۔ جب میں نے اپنی speech میں بھی کہا تھا کہ ایک بندہ ایک وارڈ کو چلانے کے لئے کافی نہیں ہے اس کو ایک پوری ٹیم چاہئے اور ایک elected team اس کے ساتھ ہونی چاہئے جس طرح پہلے یونین کونسل کے اندر ہوتی تھی۔ یہ صرف اپوزیشن کے لئے نہیں بلکہ یہ ٹریژری بنچز کی پارٹی کے لئے ایک بہت مسئلہ بن جائے گا۔ آپ کے پاس اتنے لوگ اس وقت یونین کونسل میں کام کر رہے ہیں تو جب صرف ایک بندے کو الیکشن ملے گا تو باقیوں کا کیا بنے گا؟ اس وقت آپ کی یونین کونسلوں میں پوری کی پوری ٹیمیں کام کر رہی ہیں، جب وارڈ آ گیا تو صرف ایک بندے کو الیکشن لڑنے کا موقع ملے گا باقی سب کو گھر جانا پڑے گا اس کے ساتھ unelected position کے اندر بیٹھنا پڑے گا اور ان کے لئے کوئی پوزیشن نہیں بنائی گئی ہے اس لئے اگر یونین کونسل ہی رکھی جائے تو اس کی وجہ سے بہت زیادہ لوگوں میں devolution of power آ جائے گی، لوگ responsible ہو جائیں گے اور ایک بہت بڑی ٹیم لوکل ایریا میں اس کے اندر مل کر کام کر سکتی ہے بجائے اس کے کہ ایک بندے کو responsible بنایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب! آپ بات کریں۔

ملک مظہر عباس راں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میرے خیال میں یہ پہلی دفعہ اس ایوان میں ہو رہا ہے کہ بار بار حکومتی بنچوں سے دعوت دی جا رہی ہے اور یہ یقین دہانی کرائی جا رہی ہے کہ آپ اپنی تجاویز دیں، مثبت تجاویز دیں اور ہم اس کو ہر طریقے سے accommodate کرنے کو تیار ہیں۔ ابھی شہری اور دیہی سلسلے پر بات ہو رہی تھی کہ ان کو تقسیم ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے۔ میں آپ کے توسط سے ایک بہت ہی اہم بات اس میں جو رہ گئی ہے اس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایک بلدیاتی نظام میں ٹاؤن کمیٹی کا ایک کردار تھا بڑے بڑے قصبے جن میں

sanitation کے مسائل ہیں، lighting کے مسائل ہیں، گلیوں اور نالیوں کے مسائل ہیں ان کو ٹاؤن کمیٹی حل کرتی تھی اور ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین ہوتے تھے۔ پھر ایسے ہوا کہ پچھلے 2001 کے قانون کے مطابق تمام ٹاؤن کمیٹیوں کو یونین کونسل قرار دے دیا گیا اور تمام یونین کونسلوں کو بھی برابر فنڈز دیئے گئے۔ ایک دیہاتی یونین کونسل جس کے lighting کے مسائل نہیں ہیں جس کے گلیوں کے اتنے بڑے مسائل نہیں ہیں جس کا سیوریج کا خاص طور پر اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے اس کو اور اس شہری یونین کونسل کو جو ٹاؤن کمیٹی کی صورت میں پہلے موجود تھی اس کو ختم کر کے برابر فنڈز ملنے شروع ہو گئے جو کہ شہری یونین کونسل کی ضروریات کے مطابق نہیں تھے اور اب اس آرڈیننس میں بھی اس ٹاؤن کمیٹی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ٹاؤن کمیٹی جو بڑے بڑے قصبوں پر مشتمل ہوتی ہے ان کے عام دیہاتی یونین کونسلوں کے مقابلے میں بڑے مسائل ہیں۔ یہ ٹاؤن کمیٹی کے سسٹم کو دوبارہ اس میں شامل کیا جائے تاکہ بڑے قصبات کے مسائل صحیح طریقے سے address کئے جا سکیں اور اس کے لئے آبادی mention کر دی جائے کہ پانچ ہزار کی آبادی پر ایک ٹاؤن ہو گا اور اس کو مالی اور انتظامی اختیارات ہوں گے۔ ایک چیز جو میں اس میں include کروانا چاہتا ہوں کہ جو ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی بنائی گئی ہیں اس کے ساتھ ایک اور چیز بھی شامل کی جائے کہ اس میں پرائس کنٹرول کا اختیار بھی لوکل گورنمنٹ کو دے دیا جائے۔ Local price control جس پر کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ دُکاندار، ریٹیلر ہر کوئی اپنی مرضی سے چیزوں کا ریٹ بنا رہا ہے۔ ایک دُکان پر کوئی ریٹ ہے دوسری پر کوئی اور ریٹ ہے لہٰذا اس کے لئے پرائس کنٹرول لوکل گورنمنٹ کو دے دیا جائے اور خاص طور پر ملاوٹ روکنے کے اختیارات بھی لوکل گورنمنٹ کو دیئے جائیں کیونکہ وہاں پر جو لوکل نمائندگان ہوں گے وہ اس قابل ہوں گے کہ وہ اس کو اچھے طریقے سے دیکھ سکیں۔ ایک چیز اور جو اس میں mention نہیں کی گئی، 2001 میں یہ یونین کونسلیں بنی تھیں اور آج اتنے سالوں بعد آبادی بڑھ گئی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یونین کونسلیں 15ہزار سے 20ہزار آبادی کی limit تک بنائی جائیں تاکہ ایک مناسب سائز کی یونین کونسل ہو اور مسائل کو اچھے طریقے سے حل کیا جا سکے۔ اس میں جو پانچ ممبران کی بات ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یونین کونسل میں پانچ ممبران کم ہیں سات منتخب ممبران ہونے چاہئیں، دو چیئرمین اور وائس چیئرمین ہونے چاہئیں اس طرح کل نو ممبران ہو جائیں گے اور باقی تین سپیشل سیٹ کے ممبران ہوں گے اس طرح کل ممبران کی تعداد بارہ ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پانچ ممبران کی تعداد کم ہے اس طرح سے کونسلر کے لئے مشکلات زیادہ ہوں گی اور صحیح طور پر نمائندگی نہیں ہو سکے گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا۔سب سے پہلے میں منسٹر صاحب جنہوں نے آج بل 2013 پر اپنا point of view دیا تو پچھلے نظام میں کرپشن کی بات کی کہ اس میں کوئی ایسا mechanism موجود نہیں تھا جس میں check and balance ہو، جس میں abuse of powers کو روکا جائے، جس میں کرپشن کو روکا جائے۔میں یہ بات سُن کر بہت حیران ہوا ہوں کہ .Ordinance 2001 is still existing، وہ ابھی بھی موجود ہے۔اس میں جو check and balance تھا وہ constitutional check and balance تھا، آڈیٹر جنرل آف پاکستان سے اس کا آڈٹ ہوتا تھا اس میں Pre-Audit System، Post-Audit اور General Audit System تھا اور Public Accounts Committee(PAC) اس کو examine کرتی تھی۔یہ چار mechanisms تھے یہ سارے Constitutional mechanism ہیں۔ Constitution is supreme, Act is not supreme. اس ایکٹ کے تحت جو mechanism لایا جارہا ہے Is it more reliable than the Constitutional mechanism? میری یہ درخواست ہو گی کہ آپ 2001 کے لوکل گورنمنٹ سسٹم کو پڑھ لیں اور دیکھ لیں کہ کیا اس میں Constitutional mechanism موجود تھا یا نہیں؟

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ اس بل کی فاؤنڈیشن، اثاثہ یا جو بنیاد ہے وہ آرٹیکل 140(A) ہے۔آرٹیکل 32 میں Gender Balance کی بات ہے، آج پوری دنیا میں women empowerment کی بات ہو رہی ہے اور ملکی امور میں زیادہ سے زیادہ خواتین کی شمولیت کی بات ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو موجودہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 ہے اس میں خواتین کی 33 فیصد نمائندگی تھی اس کو ہم کہاں لے کر جارہے ہیں؟

This is totally contrary to the Article 32 of the Constitution.

جناب سپیکر!تیسری بات یہ ہے کہ میں آئین کی spirit میں بات کروں گا بل کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔آرٹیکل 140(A) میں لکھا ہے کہ:

140(A) .... Political, administrative and financial responsibility and authority to the elected representatives of the local governments.

یہ تین چیزیں devolve ہوتی ہیں اور چوتھا جو اس بل کی spirit ہے It is corporate body اس کو ایک autonomous body کی شکل دی گئی ہے۔ میں نے اس پورے مسودے میں دیکھا ہے اور مجھے اس میں corporate body کی spirit کہیں نظر نہیں آئی، ہر جگہ اس میں overlapping موجود ہے اور پارٹی کوئی نہیں ہے، جو ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ corporate کی spirit کی مکمل طور پر ضد ہے تو آرٹیکل (140(A کے تحت 2001 میں چالیس ڈیپارٹمنٹ devolve تھے، اور دس ای ڈی اوز گروپس کی شکل میں اپنی سروسز دے رہے تھے تو اس بل میں صرف municipal services رہ گئی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جس طرح urban and rural division کی گئی ہے جو rural میں functions specify کئے گئے ہیں، کیا solid waste disposal دیہی علاقوں میں required نہیں ہے، کیا sanitation دیہات میں رہنے والوں کی requirement نہیں ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ discrimination کیا ہو سکتی ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ یونین کونسل کے تحت ہم نے پبلک کو empower کرنا ہے امریکن ایک غلام قوم تھی، ان کا جو Chief Architect of the Constitution تھا وہ واشنگٹن تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس Constitution نے ہمیں دنیا کی سپریم قوم بنا دیا، ہم غلام تھے۔ آج دنیا کی جتنی بھی developed nations ہیں وہاں most powerful local body system کام کر رہے ہیں، آپ ایک بھی developed nation کا بتا دیں جہاں ایک طاقتور لوکل باڈی سسٹم موجود نہیں ہے تو میں عرض کرتا چلوں کہ ایک طرف دیکھیں کہ Rural Union Council میں دس لوگ ہوں گے اور Urban Union Council میں ایک وارڈ سسٹم ہوگا۔ ایک single آدمی اتنے ہی لوگوں کو کیسے serve کرے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ یونیفارم سسٹم ہونا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ میں نے الیکشن کمیشن کی statement پڑھی ہے بالخصوص آرٹیکل (140(A سپریم کورٹ نے ان دنوں جہاں چاروں صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرل کو بلایا اور direction دی گئی کہ اس پر legislation کی جائے اور اس direction کے تحت آج legislation ہو رہی ہے تو اس direction کے پیچھے جو سوچ تھی، میں نے خود سُنا ہے کہ آج جو اس ملک میں دہشت گردی ہے، جو لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے اس کو کنٹرول کرنے کے لئے لوکل باڈی سسٹم کا ہونا ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اپنی گفتگو کو آگے لے کر جانا چاہتا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک طرف تو اس بل کی اساس آئین پاکستان کے آرٹیکل32اور (A)140 پر محیط ہے اور دوسری طرف یہ بل ان دونوں Articles کے totally inconsistent ہے۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ existing Local Government system موجود ہے ابھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ اس پر proposals دیں کہ ہم اس میں کون سی بہتری لا سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ایک چیز آپ کے سامنے پڑی ہے، تین چیزیں انہوں نے لی ہیں ایک آئین کے Article140-(A) and 32 as well as corporate body کا نام ہے۔ میں عرض کروں گا کہ corporate body کا جو concept ہے، جو spirit ہے اس میں یہ ایک autonomous body ہے جس میں کسی قسم کی interference نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح Health Authority as well as Education Authority کی formation کو دیکھیں اور اس کے functions کو دیکھیں پھر آپ خود ہی سمجھ جائیں گے کہ یہ جو corporate body کا نام دیا گیا ہے That is total violation of that concept کسی حوالے سے یہ corporate نہیں ہے۔ ہمیں اپنے ملک کی عوام پر فخر کرنا چاہئے لیکن آپ اس ملک کی عوام پر انگریزوں کا دیا ہوا 1861 کا ایکٹ مسلط کر رہے ہیں۔ وہ ایکٹ جو ہم پر حکمرانی کرنے کے لئے اپنے اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کو پاور دیتا تھا، آپ اس کو ایک بل کی صورت میں revive کر رہے ہیں؟ کسی نے تو ہمت کی اس انگریز کے کالے قانون کو ختم کرنے کی، چاہے وہ کوئی بھی تھا، جب آئین عوام کو یہ حق دیتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ کی مالک اس ملک کی عوام ہے تو پھر ہم ان کو یہ پاور کیوں نہیں دیتے؟ اگر آج ہم اسے ایکٹ کی صورت نہیں دیں گے تو پھر آپ نے جو Charter of Democracy sign کیا تھا اس کا سیکشن میں یہاں پڑھ دیتا ہوں۔ جس وقت حکمران اقتدار سے باہر ہوتے ہیں تو اس وقت عوام کی بات کی جاتی ہے اور جب وہ اقتدار میں آ جاتے ہیں تو عوام کو ایسے شکنجے میں کستے ہیں کہ ہماری بادشاہت قائم ہو جائے۔ عوام کی خودداری کو سلب کیا جاتا ہے اور ان کے حقوق پر ڈاکا ڈالا جاتا ہے۔ آپ کی اجازت سے with due apology Charter of Democracy کی Clauses پڑھتا ہوں۔ یہ Clauses 10, 29 and 30 ہیں۔

10. Local Bodies Election will be held on party basis through Provincial Election Commission in respective provinces

and constitutional protection will be given to the Local Bodies to make them autonomous and answerable to their respective Assemblies.

جناب والا!میں آئین کے آرٹیکل (A)140 کی بات کر رہا تھا۔اب میں Charter of Democracy کے سیکشن 10 کی بات کر رہا ہوں وہ بھی یہی کہہ رہا ہے لیکن یہ sign کس وقت ہوا؟ جس وقت ان کے پاس اقتدار نہیں تھا اس وقت عوام کی بات کی جاتی تھی، جس وقت اقتدار آ گیا تو عوام کو بھول گئے۔اب یہ چاہتے ہیں کہ عوام پر کس طرح سے بادشاہت کی جائے؟ان کو tout بنا دیا جائے،ان کے اندر difference of opinion جو کہ جمہوریت کی روح ہے اس کو ختم کر دیا جائے اور یہ ان کے اطاعت گزار بن جائیں۔۔۔(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور معزز ممبر کی بات کو غور سے سنیں۔منسٹر صاحب!آپ بھی مہربانی کریں۔

جناب محمد صدیق خان:اب میں Charter of Democracy کی کلاز 29 کی بات کر رہا ہوں کہ:

29. Local Bodies elections will be held within three months of the holding of general elections.

ہم نے پہلے ہی پانچ سال گزار دیئے ہیں۔اس کے علاوہ میں Charter of Democracy کی کلاز 30 کی بات کروں گا کہ:

30. The concerned election authority shall suspend and appoint neutral administrators for all Local Bodies from the date of formation of caretaker Government for holding of general election till the elections are held.

اس میں ایک بہت ہی important بات یہ ہے کہ کیا ہم بل کی صورت میں 1861 کا انگریزوں کا دیا ہوا ایکٹ بحال کر رہے ہیں،اس کے علاوہ جو judiciary ہے اس کو بھی question mark کر رہے ہیں؟ کیونکہ اس سے magistracy system بحال ہو جائے گا۔اس کے علاوہ میں آپ سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ آج کی تقریر میں تو میں نے صرف اس بل کے constitutional حصوں پر بات کی ہے۔لوکل باڈیز بل میں corporate body کی جو spirit ہے اس پر بات کی ہے،اس کے علاوہ Charter of Democracy کے حوالے سے بھی میں نے بات کی ہے۔ابھی اس کی جو

سپیشل کمیٹی بنی ہے اس سلسلے میں قائد حزب اختلاف نے ہم سے proposals مانگی ہیں لیکن میں وزیر قانون کا بہت شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے کہا کہ آپ proposals دیں ہم انہیں incorporate کریں گے لہذا I highly appreciate the views of the Law Minister یہ ان کے democratic views ہیں۔انشاءاللہ تعالیٰ ہم انہیں اپنی تجاویز دیں گے اور یہ کون سی تجاویز ہوں گی؟

To empower the people of the Punjab as per the spirit of the Constitution, as per the spirit of the corporate system, as per the spirit of Charter of Democracy. (Applause)

ہم ان کے وعدے ان کو یاد کروانا چاہتے ہیں اور ان کو یہ درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ آپ جس وقت حکومت سے باہر ہوتے ہیں اس وقت آپ عوام کی بات کرتے ہیں، جس وقت آپ حکومت میں آتے ہیں تو عوام کو پابہ زنجیر بنانے اور غلام بنانے کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے elect نہیں ہونا جو قانون ہوتے ہیں وہ legacy ہوتے ہیں ،قوم کے assets ہوتے ہیں اور ان کی ترقی یا تباہی و بربادی میں وہ contribute کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے American Constitution کی بات کی کہ وہ آج بھی یہ کہتے ہیں کہ This Constitution has contributed کہ آج ہمیں supreme nation بنا دیا گیا ہے،اس سے پہلے ہم غلام تھے۔ میں نے عرض کی ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی developed nations ہیں وہاں پر ایک powerful local bodies system موجود ہے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ 2001 کا لوکل باڈیز سسٹم اور یہ سسٹم ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔اب بات یہ آ رہی ہے کہ وہ کس نے بنایا تھا؟ چلیں، ہم اس کو discredit کرتے ہیں لیکن اسی spirit میں اس کو تبدیل کر کے لایا جائے جس سے عوام کو empowerment اور انصاف ملے۔یہاں پر تو بالخصوص 1861 کا کالا قانون جو غلاموں کے لئے تھا بحال کیا جا رہا ہے۔ ہم ایک آزاد قوم ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جدوجہد کر کے یہ ملک تو حاصل کر لیا گیا لیکن شاید ہم نے اپنی سوچ، ideas and ideology کو تبدیل نہیں کیا۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ عوام اور عوامی نمائندوں کو empower کیا جائے۔ میں معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ ہمیں اپنی ذات سے نکل کر عوام کے لئے سوچنا چاہئے۔اگر ہم اچھے کام کریں گے تو عوام ہمارا انتخاب کریں گے۔ ہم سب سے پہلے پاکستانی ہیں۔ ہم نے پاکستان اور اس کے عوام کے لئے سوچنا ہے۔ ہم نے اپنی ممبر شپ کا تحفظ نہیں کرنا۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس صوبے کے عوام کے rights کو protect کریں گے۔ ہمارا اس اسمبلی کی تنخواہ سے کوئی سروکار

نہیں۔ ہم یہاں اپنے عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے آئے ہیں۔ We are responsible before our constituents. وہ ہمارے محتسب ہیں اور ہم قابل احتساب ہیں۔ ہم نے ان کے سامنے اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کرنا ہے کیونکہ وہ ہمارے محتسب ہیں۔ ہم اسی spirit کے ساتھ اسمبلی میں آئے ہیں اور انشاء اللہ جب تک اس اسمبلی میں ہیں اسی spirit کے تحت عوام کے ذہنوں کی ترجمانی کرتے رہے گے۔ اسی کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا۔ وماعلینا الاالبلاغ۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! آج اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے صدارتی الیکشن کے حوالے سے ہدایت نامہ جاری کیا گیا ہے۔ اس میں درج ہے کہ ووٹ ڈالنے کے لئے ممبر صوبائی اسمبلی کا کارڈ ہونا لازمی ہے تو براہ مہربانی رولنگ دیں کہ جن ممبران کے کارڈ ابھی تک نہیں بن پائے وہ فوری طور پر بن جائیں تاکہ کوئی معزز ممبر ووٹ ڈالنے سے محروم نہ رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ میں پہلے ہی یہ ہدایات جاری کر چکا ہوں۔ جن معزز ممبران کے ابھی تک کارڈز نہیں بن سکے ان سے فون پر رابطہ کیا جا رہا ہے اور میں یہاں پر بھی معزز ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر کسی کا اسمبلی کارڈ نہیں بنا تو وہ آج ہی اپنا کارڈ بنوا لیں تاکہ صحیح ووٹ کاسٹ کر سکیں۔

جناب آصف محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت لوگ نماز کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ آج Local Bodies Bill پر عام بحث ہو رہی ہے اور اس میں بھی آپ نے کورم point out کر دیا ہے۔ بہر حال کورم point out ہو گیا ہے لہذا گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔اب میں محمد الیاس چنیوٹی صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ جس جذبے اور spirit کے تحت ہم نے لوکل باڈیز ایکٹ پر عام بحث رکھی ہے اپوزیشن کی طرف سے کورم point out کرکے اس کی نفی کی گئی ہے۔ایک تو ویسے ہی روایت ہے کہ عام بحث کے دوران کورم point out نہیں ہوتا دوسرا اجلاس کے ساتھ ایک بجے کمیٹی کی میٹنگ بھی رکھی ہوئی ہے اور اس کی proceeding بھی ساتھ ساتھ ہو رہی ہے۔نہ صرف کمیٹی کے ممبران بلکہ جو معزز ممبران بھی چاہیں وہ وہاں جا کر اپنی input دے سکتے ہیں تو اپوزیشن کو بھی اس جذبے کا آگے سے مثبت طریقے سے respond کرنا چاہئے تھا۔یہ کورم point out کرنے والی بات انتہائی افسوسناک ہے اگر وہ اس پر بات نہیں کرنا چاہتے تو پھر ایوان کا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔کل پھر وہ یہ طعنہ نہیں دے سکیں گے یا ایسا نہیں کہہ سکیں گے کہ ہماری بات نہیں سنی گئی اور اکثریت کی بنیاد پر اس Bill کو bulldoze کیا گیا ہے۔ہم اکثریت کی بنیاد پر اس Bill کو پاس نہیں کروانا چاہتے ہم اس بل کو consensus کی بنیاد پر پاس کروانا چاہتے ہیں کیونکہ اس میں صوبے کے عوام کی بھلائی کا مسئلہ ہے،اس میں حکومت یا اپوزیشن کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لئے قائد حزب اختلاف ایوان میں تشریف لاتے ہیں تو میں اُن سے بھی بات کروں گا اور یہاں پر اس وقت جو معزز ممبران بیٹھے ہیں میں اُن سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک عام بحث ہے اس میں کبھی بھی کورم point out نہیں کیا جاتا۔اس میں آپ بھرپور طریقے سے حصہ لیں اور اس طرح سے وقت ضائع نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر عام بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا۔سب سے پہلے تو میں آپ کے ذریعے سے

حکومت کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ بلدیاتی نظام کو بحال کیا جارہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے ذریعے سے مقامی سطح کے چھوٹے چھوٹے مسائل یعنی گلی / نالی کی صفائی جن میں ممبران قومی وصوبائی اسمبلی کو مصروف رکھا جاتا تھااب وہ مسائل انشاء اللہ نچلی سطح پر ہی حل ہونے لگیں گے۔ چونکہ یہ بلدیاتی نظام ہے اس لئے میں اس حوالے سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ 2009 میں چنیوٹ کو پنجاب کا اڑتیسواں ضلع قرار دیا گیااُس کی دو نئی تحصیلیں بنیں اس کے علاوہ بھی پنجاب میں کچھ نئی تحصیلیں بنیں اور ایک بل کے ذریعے سے اُن نئی بننے والی تحصیلوں کا نوٹیفکیشن ہو گیا لیکن میرے خیال میں ابھی تک خصوصاً ہماری دو تحصیلوں بھوانہ اور لالیاں میں تحصیل کے setup کے لئے افسران تعینات نہیں کئے گئے۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ ان دو تحصیلوں میں مطلوبہ عملے کی بھرتی کو یقینی بنایا جائے تاکہ وہاں پر لوکل باڈی کے الیکشن ہو سکیں۔

جناب سپیکر! یہ جو بل پیش کیا گیا ہے اس میں میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کارپوریشن، میونسپل کمیٹی کی تعریف کی گئی ہے کہ اتنی اتنی آبادی پر یہ status دیا جائے گا لیکن حکومت کے پاس وہ کون سا طریقہ ہے یعنی حکومت نے کوئی مردم شماری وغیرہ کر لی ہے کہ اس شہر کو میٹروپولیٹن یا میٹرو کارپوریشن کا درجہ دیا جائے گا یا اس شہر کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دیا جائے گا، کیا اس وقت تک مردم شماری مکمل ہو چکی ہو گی؟ اس چیز کو یقینی بنانا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال میں نے اپنے ٹی ایم اے کے بارے میں ایک سوال کیا تھا کہ کیا ہمارے ٹی ایم اے کی آبادی کے مطابق سینٹری ورکر ہیں تو جواب دیا گیا تھا کہ سینٹری ورکر 170 ہیں جبکہ وہاں پر 520 سینٹری ورکر چاہئیں اور حکومت نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آئندہ بجٹ میں 520 سینٹری ورکر کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اُن کی بھرتی کو یقینی بنایا جائے گا۔ میری معلومات کے مطابق ابھی تک وہ بھرتی بھی پوری نہیں کی گئی اگر الیکشن سے پہلے پہلے وہ بھرتی پوری کر دی جاتی ہے تو ہمارا الیکشن بھی انشاء اللہ تعالیٰ اچھے طریقے سے ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ منسٹر صاحب کے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر ان چیزوں کو discuss کر لیجئے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد سبطین خان صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ حاجی خالد سعید صاحب!

حاجی خالد سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اُس کے بعد بات یہ ہے کہ پنجاب مقامی حکومت بل 2013 لایا گیا ہے جس پر بڑی سیر حاصل بحث ہو رہی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر قانون و بلدیات رانا ثناء اللہ خان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ جو ابہام پیش کیا گیا تھا کہ شاید یہ حکومت لوکل باڈی الیکشن نہ کروائے لیکن اس بل کو لا کر پنجاب حکومت نے یہ ثابت کر دیا کہ ہم بنیادی جمہوریت پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں۔ بنیادی جمہوریت ہی ایک ایسا ذریعہ ہوتا ہے جو عوام کے مسائل کو حل کرنے کا سبب بنتا ہے۔ یہی نظام عوام کے درمیان مسائل کے حل اور coordination کا ذریعہ ہوتا ہے۔ پنجاب کے اندر جس طرح سے اس بل کو بنا کر پیش کیا گیا اور اس کی division کی گئی اپوزیشن کی طرف سے بہت سارے خدشات سامنے آئے کہ اس بل کے اندر بہت ساری خامیاں ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے یہ بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ اس بل پر عام بحث کے حوالے سے جتنے بھی دن لگ جائیں ایک سیر حاصل بحث کی جائے گی اور اس بل کا ایک جامع مسودہ تیار کیا جائے گا جو کہ عوام کے مسائل کو حل کرنے کا ایک ذریعہ بنے گا تو مجھے امید ہے کہ یقیناً یہ نظام عوامی مسائل حل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ بنے گا۔ پچھلا بل جو ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے دور میں آیا تھا جس کے مطابق تعداد کو بہت حد تک بڑھا دیا گیا تھا، اُس میں خواتین کی تعداد کو بھی بے ہنگم طور پر بڑھا دیا گیا تھا آج اگر ہم نے اُس کو سمیٹ کر کم کر دیا ہے تو یقیناً یہ چیز اس بات کے پیش نظر ہے کہ اس میں جو خامیاں تھیں اُن کو دور کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میئر اور چیئر مین کی جگہ ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیئے جائیں گے، یہ کبھی نہیں ہوا کہ عوامی نمائندوں کی تذلیل کر دی جائے یعنی اگر کوئی عوامی حکومت رولز کی violation نہ کرے تو اُس کو اُتار دیا جائے۔ عوامی نمائندوں کے اندر اتنی قوت اور اتنا جذبہ ضرور ہوتا ہے کہ اگر وہ کوئی violation نہ کریں تو کوئی مائی کا لال، کوئی ایڈمنسٹریٹر یا کوئی بھی اُن کو نہیں ہٹا سکتا۔ جمہوریت ایک قوت ہوتی ہے، جمہوریت حکومتوں کا حسن ہوتا ہے، جمہوریت کسی قوم کا حسن ہوتا ہے اور یہ خدشات کہ کوئی مائی کا لال آ کر اُن کو اُتار دے گا اور عوامی نمائندوں کا mandate چھین لے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی کمزوری کی بات ہے، جو قومیں اپنے حق کو لینا جانتی ہیں، اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتی ہیں تو کبھی یہ نہیں ہوا کہ اُن کے تحفظات کو ختم کر دیا جائے اور رہی بات کہ اس میں ترامیم لائی جائیں تو جو ترامیم حکومت اور اپوزیشن کے باہمی تعاون سے لائی جائیں گی جیسا کہ وزیر قانون نے کہا ہے تو مجھے امید ہے کہ ہم سب مل

کر انشاء اللہ تعالیٰ اس بل کو اچھے طریقے سے آگے لائیں گے تاکہ متفقہ طور پر ہم آگے بڑھ سکیں اور جمہوریت کو اچھے انداز سے آگے بڑھا سکیں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ جی۔ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حاجی محمد الیاس انصاری صاحب!

حاجی محمد الیاس انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس معزز ایوان میں پیش کردہ پنجاب لوکل گورنمنٹ بل2013 کچھ ترامیم کا متقاضی ہے۔ سیکشن نمبر (3)14 جو ضلع کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کے متعلق ہے کہ جب کوئی ممبر چیئرمین منتخب ہوگا تو اس کی سیٹ خالی تصور کی جائے گی اور اس کے برعکس جہاں پر میونسپل کارپوریشن یا میٹروپولیٹن کارپوریشن کا میئر یا لارڈ میئر یا ڈپٹی میئر جو بھی منتخب ہوگا اس کی سیٹ خالی نہیں ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ شہری اور دیہاتی تفریق کی نشاندہی ہے۔اس کو برابر ہونا چاہئے اور ان دیہات کے لوگوں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ شہروں کے لوگوں کا حق ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ سیکشن نمبر (5)17 میں کہا گیا ہے کہ جتنی ڈسٹرکٹ اتھارٹیز جو ایجوکیشن اور ہیلتھ کے متعلق ہیں اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ اس کا چیئرمین یا وائس چیئرمین جو بھی گورنمنٹ بنائے گی میری تجویز ہے کہ وہ منتخب نمائندہ ہونا چاہئے۔اس ملک میں بیورو کریسی جواب تک غالب رہی ہے آج ان عوامی نمائندوں کو بھی حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ بھی عوام کے لئے صحت اور تعلیم کے حوالے سے اس میں share کر سکیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح سیکشن (2)71 میں وائس چیئرمین کا یونین کونسل level پر اور نہ ہی ڈسٹرکٹ level پر کوئی role رکھا گیا ہے سوائے اس کے کہ جب چیئرمین غیر حاضر ہوگا تو وہ صرف اور صرف اس کی نمائندگی کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یونین کونسل میں تو اس کو کسی قسم کا کوئی اختیار حاصل ہی نہ ہے۔ میری تجویز ہے کہ یونین کونسل کا چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر ہونا چاہئے اور وائس چیئرمین کو یونین کونسل level پر تمام اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں یونین کونسل کے وائس چیئرمین کی کوئی بھی ذمہ داری نہیں ہے لہذا اسے یہ ذمہ داری دینی چاہئے تاکہ اختیارات میں توازن پیدا ہو سکے اور grass roots level پر حکومت کا اور ہماری جماعت کا قد و قامت بڑھ سکے اور نیچے کی سطح پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ ہو سکے۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر:بہت شکریہ۔ ڈاکٹر نوشین حامد!۔۔موجود نہیں ہیں۔ محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ میں اپنی بات کو اس طرح شروع کروں گا کہ یہ مسودہ قانون جو ہمیں دو دن پہلے دیا گیا ہے جس کے تحت بلدیات کے الیکشن کرانے ہیں۔ اگر اس قانون سازی کا مقصد سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد ہے یا آئین کے آرٹیکل 32اور 140-A پر عملدرآمد ہے تو یہ مسودہ قانون کم از کم ان کی منشاء پوری نہیں کر سکتا۔ اگر ہم یہ قانون اس ایوان میں پاس کریں تو جس منشاء کے لئے جو حکم سپریم کورٹ نے دیا ہے تو ہم یہ قانون سازی کر کے اس پر پورا نہیں اتر سکتے۔ سپریم کورٹ نے جو حکم دیا تھا جس کے لئے ہم روزوں میں بھاگ دوڑ کر رہے ہیں، سپیشل کمیٹی بنائی گئی ہے، اجلاس بھی چل رہا ہے، کمیٹی میں تجاویز بھی آ رہی ہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے حکم پر within the due course عملدرآمد کریں۔

جناب سپیکر!اس مسودہ میں ہم لوکل گورنمنٹ کی طرف نہیں جا رہے، لوکل گورنمنٹ جس کا مقصد تین چیزیں grass roots level پر عوام کو دینی ہیں جس کی assurance آئین پاکستان کے آرٹیکل 140-A کے ذریعے دی گئی ہے کہ انتظامی اختیارات، سیاسی اختیارات اور مالیاتی اختیارات ان لوگوں کو دیں گے۔ اگر ہم یہ اختیارات grass roots level پر ان لوگوں کو دیں گے تو وہ منشاء جو آئین پاکستان میں ہے اور وہ حکم جو سپریم کورٹ نے دیا ہے ہم اس کو پورا کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اس مسودہ قانون کے ذریعے ہم جو قانون سازی کر رہے ہیں اس میں ہم ایک میونسپل کمیٹی بنا رہے ہیں جو لوکل level پر ایک چھوٹی کمیٹی بنا رہے ہیں ہم اس کو گورنمنٹ کا نام نہیں دے سکتے۔ اس میں جو تقسیم کی گئی ہے کہ دیہی اور شہری علاقوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!کوئی بھی قانون سازی عوام کی بہتری کے لئے ہوتی ہے، عوام کو درپیش مسائل اور مشکلات کے حل یا ان میں کمی لانے کے لئے ہوتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پنجاب اسمبلی میں پہلی دفعہ ایسا ہو رہا ہے کہ عوام کے حقوق چھینے جا رہے ہیں۔ عوام کو جو حقوق اور اختیارات 2002 کے آرڈیننس میں لوکل گورنمنٹ کے ذریعے دیئے گئے تھے وہ واپس لئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!2002 کے آرڈیننس میں کچھ خامیاں ضرور تھیں بجائے اس کے کہ ان خامیوں کو دور کر کے اور اس آرڈیننس کو بہتر کر کے اچھے طریقے سے نافذ کیا جاتا ہم دوبارہ اسی 1979 کے قانون کی طرف جا رہے ہیں جو ایک ڈکٹیٹر کی ایجاد تھی جس میں پٹواری، تھانیدار، ڈپٹی کمشنر اور کمشنر

کے ذریعے لوگوں کو کنٹرول کیا جاتا تھا۔ آپ نے جو مسودہ ہمیں دیا ہے اس میں بھی آپ نے عوامی نمائندے بلکہ میں ان کو so called عوامی نمائندے کہوں گا کہ ان کو وہ اختیارات نہیں دیئے گئے جو توہین ہے کہ اس کے ذریعے وہ عوام کی خدمت کریں گے تو ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ آپ نے تمام authorities وزیر اعلیٰ کے پاس رکھی ہیں۔ آپ نے ڈپٹی کمشنر کے ذریعے سارے انتظامات اور اختیارات اپنے پاس رکھے ہیں، مالیاتی اختیارات ان کو نہیں دیئے، ان کو بجٹ بنانے کا اختیار تو دیا ہے لیکن وزیر اعلیٰ کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ ان کے بجٹ پر نظر ثانی کرے یا ان کے بجٹ کو مسترد کر دے۔ اس طرح کے معاملات میں جب دنیا decentralization کی طرف جا رہی ہے آپ اپنے لوگوں پر اعتبار کریں تاکہ وہ اپنے مسائل خود حل کر سکیں اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کو فیصل آباد کا گھنٹہ گھر نہ بنائیں کہ ہر راستہ اسی کی طرف نکلے، ہر مسئلے کا حل وہی ہو، ہر پریشانی کا حل وہی ہو اور ہر چیز کا کنٹرول وہی ہو۔ اس طرح معاملات کبھی چلے ہیں اور نہ چلیں گے۔ میری یہ درخواست ہے کہ یہ قانون دیہی اور شہری علاقوں کے لئے ایک جیسا ہونا چاہئے اگر شہروں میں یونین کونسل ہے تو دیہاتوں میں بھی یونین کونسل ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یہ بڑا clear ہے کہ یہ الیکشن پارٹی کی بنیادوں پر ہونا چاہئے، ایک نظریے اور ایک سوچ کے مطابق ہونا چاہئے کیونکہ 1985 میں ایک ڈکٹیٹر نے اس قوم کو غیر جماعتی الیکشن کی بنیاد پر تقسیم کیا اور ہم برادریوں اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ اب ہم grass roots level پر، گلی محلوں میں لوگوں کو برادریوں میں تقسیم کریں اور نہ ہی مختلف گروہوں میں تقسیم کریں بلکہ انہیں ایک سوچ کے اندر رکھیں۔ میں بھرپور طریقے سے کہتا ہوں کہ یہ الیکشن grass roots level پر، initial level پر پارٹی کی بنیاد پر ہونا چاہئے اور پارٹی کے نشان کے تحت ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے بعد ہیلتھ اور ایجوکیشن جو کسی بھی معاشرے کے لئے نہایت اہم ہیں وہ آپ نے ان لوگوں سے واپس لے لی ہیں۔ اس کے لئے آپ نے کمیشن بنا لیا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک بندہ جو عوام کا منتخب نمائندہ ہو جو grass roots level پر daily عوام کو جوابدہ ہو اور اس کے پاس ہسپتال کو چیک کرنے کے اختیارات اور ہسپتالوں کی مشکلات کو آسان کرنے کے اختیارات نہ ہوں۔ وہ سکول کالج کے مسائل حل نہ کر سکتا ہو تو وہ کس طرح اپنے آپ کو لوکل باڈیز کا نمائندہ یا grass roots level پر عوام کا نمائندہ کہلائے گا۔ ایم پی ایز اور ایم این ایز کے بڑے حلقے ہوتے ہیں ان کا

احتساب مشکل ہوتا ہے لیکن ایک بات میں آپ کو بتاتا ہوں کہ لوکل نمائندوں، ناظمین اور کونسلروں کا انتہائی کڑا احتساب ہوتا ہے۔ وہ گھر سے باہر نکلتے ہیں تو لوگ ان کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں کہ فلاں کام آپ نے کیا ہے، فلاں کام نہیں کیا، فلاں کام غلط کیا ہے اور فلاں کام ٹھیک کیا ہے۔ اگر آپ نے لوگوں کے مسائل حل کرنے ہیں تو ان لوگوں کو آپ لازمی بااختیار بنائیں اور وہی سسٹم جو 2002 کا تھا اسی کو آپ modify کریں اور اس میں سے کرپشن دور کریں اور مشکلات آسان کریں لیکن 2002 والا قانون لاگو کریں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آپ نے ایجوکیشن اور ہیلتھ میں سرکاری لوگوں کو ڈال دیا ہے میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ سرکاری افسر جتنا بھی ایماندار اور efficient ہو لیکن وہ منتخب نمائندے کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے سرکاری افسر جن علاقوں میں رہتے ہیں اور جہاں ہم بے شمار مسائل میں رہتے ہیں ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپ اُن کو GOR سے نکال کر پانچ پانچ مرلہ کے گھروں اور ان آبادیوں میں رکھیں کہ سرکاری افسر جب باہر نکلیں تو ان کو پتا چلے کہ عوام کس حال میں رہ رہے ہیں، عوام کے مسائل کیا ہیں اور ان کو حل کس طرح کرنا ہے؟ ان کے دفتر اتنے دُور بنائے جا چکے ہیں، ان کے دربان اور اتنے hurdles ہیں کہ عام آدمی کیا بلکہ میرے جیسا ایم پی اے بھی شاید ان کو نہ مل سکتا ہو۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ جتنا مرضی ایماندار ہو لیکن وہ ایک منتخب نمائندے کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ منتخب نمائندہ جو بھی ہو اس نے روزانہ باہر نکلنا ہے، اپنے لوگوں سے ملنا ہے اور اپنے کاموں کا حساب دینا ہے جبکہ سرکاری افسر اس چیز سے مبرا ہے۔ یہ تین چیزیں بڑی اہم ہیں کہ انتظامی، سیاسی اور مالیاتی اختیارات نیچے دیئے جائیں، الیکشن پارٹی بنیاد پر کرایا جائے اور اس الیکشن کو grass roots level پر اتنا fair کیا جائے کہ جو الزامات لگتے رہے ہیں وہ دوبارہ نہ لگیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ ذوالفقار غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ مقامی حکومت پنجاب بل 2013 پر میں کچھ کہنا چاہوں گا جس میں میری تجاویز بھی شامل ہیں اور کچھ ترمیم بھی چاہوں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ یونین کونسل کا نظام جو یہاں پر واضح کیا گیا ہے اس میں ایک چیئرمین، ایک وائس چیئرمین اور پانچ elected ممبران کے ساتھ سات ہو جائیں گے اور اس کے بعد تین ممبر ایک عورت، ایک کسان اور ایک غیر مسلم ہوں گے۔ میرا focus غیر مسلم پر ہے کہ آپ نے غیر مسلم کی تجویز دی ہے کہ وہ elected نہیں بلکہ indirect ہو گا۔ مثال کے طور پر میں سیالکوٹ کی بات کروں تو شہر کی سولہ یونین کونسلیں ہیں اور ان

سولہ یونین کونسلوں میں سے ہی ایک ایک ممبر مسیحی لیا گیا ہے۔اسی طرح اگر پورے ضلع کی بات کی جائے تو124یونین کونسلیں ہیں اور وہاں سے بھی ایک ایک نمائندے کی بات ہوئی ہے لیکن یہاں پر اگر میونسپل کارپوریشن کی بات کی جائے تو پانچ سے زیادہ اشخاص ممبر نہیں بن سکتے تو یہ تضاد کیوں ہے ؟میں جس حلقے میں رہتا ہوں وہاں پر پندرہ سو سے زیادہ ووٹر ہیں اور وہاں پر اگر پندرہ سو ووٹر ہیں لیکن نمائندگی ایک بندہ کرے گا تو پھر کیا نمائندگی ہوگی ؟اگر شہر کی یونین کونسلیں سولہ ہیں اور وارڈ سسٹم بنا دیا گیا تو نمائندگی کا صحیح حق ادا نہیں ہوگا۔میں یہ بھی تجویز دوں گا کہ یہاں پنجاب اسمبلی میں آٹھ اقلیتی ممبران ہیں اور تین ہماری بہنیں ہیں۔یہاں پر جیسے سپیشل کمیٹیannounceکی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بھی موقع دیا جائے کہ ہم گیارہ لوگ ہی بیٹھیں اور بیٹھ کر فیصلہ کریں کہ ہم میں سے کون سا بندہ سپیشل کمیٹی کا ممبر ہوگا جو ہماری نمائندگی وہاں کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: غوری صاحب!آپ پر کسی نے پابندی تو نہیں لگائی بے شک آپ سارے ممبران اس میٹنگ میں بیٹھ جائیں اور اپنی تجاویز دیں۔لاء منسٹر صاحب نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ جو ممبر بھی کمیٹی میں جاکر تجویز دینا چاہے ہم وہاںwelcomeکریں گے اور تجاویز بھیnoteکریں گے۔اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر!اس کے بعد میں یہ بھی چاہوں گا کہ جب اس پر غور کیا جائے تو میری اس مقامی حکومت پنجاب بل 2013 میں یہ تجویز ہے کہ ہماری نمائندگی کو ضرور دیکھا جائے، ہمارے ووٹر کو بھی دیکھا جائے اور ہم سے تجاویز بھی لی جائیں کہ ہم اس ایوان میں اپنا کیاroleادا کر سکتے ہیں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: احسن ریاض فتیانہ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ابوحفص محمد غیاث الدین صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔محمد آصف باجوہ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔اب آدھ گھنٹہ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے اس کے بعد اجلاس دوبارہ شروع کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 2 بج کر 43 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اعلانات

صدارتی انتخابات کے حوالے سے اعلانات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo آج لوکل گورنمنٹ بل پر جتنے بھی ممبران نے بات کرنی تھی وہ اپنی بات کر چکے ہیں۔ باقی جن لوگوں نے نام لکھوائے ہیں ان کو بدھ والے دن بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

صدارتی انتخابات کے حوالے سے کچھ اعلانات ہیں جو میں یہاں پر پڑھ دیتا ہوں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کل یعنی منگل مورخہ 30۔ جولائی 2013 کو صدر پاکستان کے عہدے کے لئے انتخاب ہو رہا ہے۔ اس بارے میں چند ضروری اعلانات کرنا چاہتا ہوں۔

صدر پاکستان کے انتخاب کا طریق کار اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے گوشوارہ دوم میں دیا گیا ہے اور اس کی وضاحت قواعد صدارتی انتخابات بابت 1988 میں کر دی گئی ہے۔ یہ انتخاب خفیہ رائے دہی کے ذریعے کیا جائے گا۔ صدارتی انتخابات میں ممبران پنجاب اسمبلی کی طرف سے ووٹ ڈالنے کے لئے الیکشن کمیشن آف پاکستان نے پنجاب اسمبلی بلڈنگ کو پولنگ سٹیشن قرار دیا ہے۔ پنجاب اسمبلی نے بھی ایک تحریک کے ذریعے اسمبلی چیمبر کو بطور پولنگ سٹیشن استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں نے قواعد صدارتی انتخابات بابت 1988 کے قاعدہ 9 کے تحت صدارتی انتخابات کے لئے صوبائی اسمبلی پنجاب کا خصوصی اجلاس طلب کر لیا ہے اور اس کا نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے۔ چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ مسٹر جسٹس عمر عطا بندیال اس پولنگ سٹیشن کے پریذائیڈنگ آفیسر ہوں گے اور ان کی معاونت کے لئے چار پولنگ افسران بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ جناب چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ اسمبلی کے اس خصوصی اجلاس کی صدارت کریں گے اور سپیکر کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے جس کے فوری بعد قومی ترانہ بجایا جائے گا اور پھر تلاوت قرآن حکیم، نعت رسول مقبول ﷺ ہو گی۔ اس کے بعد جناب پریذائیڈنگ آفیسر پولنگ کا آغاز کریں گے اور ووٹنگ کے طریق کار کے بارے میں مختصر تشریح بھی بیان فرمائیں گے۔ ووٹنگ کے طریق کار کے بارے میں الیکشن کمیشن سے موصول ہونے والا ہدایت نامہ آپ کی نشستوں پر رکھ دیا گیا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس ہدایت نامہ میں درج ہدایات کو بغور پڑھ کر ان پر عمل کو یقینی بنائیں تاکہ آپ کا قیمتی ووٹ ضائع نہ ہو۔ پولنگ صبح 10 بجے شروع ہو کر 3 بجے سہ پہر تک جاری رہے گی۔ پولنگ مکمل ہو جانے کے بعد صدارتی انتخابات کے سلسلے میں بلایا جانے والا خصوصی اجلاس ختم ہو جائے گا۔

میں چند امور کی مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ پولنگ والے دن کے لئے ہم نے seating free کر دی ہے کیونکہ انگریزی حروف تہجی کے حساب سے نام پکارے جائیں گے اور معزز ممبران اپنی باری پر آتے جائیں گے۔ میں یہ بھی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ پولنگ کے دوران ممبران کی طرف سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر، کوئی سوال، کوئی نکتہ ذاتی وضاحت اٹھانے یا کوئی بھی statement دینے کی اجازت نہیں ہو گی۔

صدارتی انتخابات بابت 1988 کے مطابق ووٹ ڈالنے کے لئے ہر ممبر کے پاس اسمبلی سیکرٹریٹ کا جاری کردہ اسمبلی کارڈ ہونا ضروری ہے اگر کسی معزز ممبر کے پاس شناختی کارڈ اور اسمبلی کارڈ نہیں ہے تو وہ آج ہی بنوالیں۔ اعلان ختم ہوا۔ شکریہ

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 31۔ جولائی 2013 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

161

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 31۔ جولائی 2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

عام بحث

"مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث"

163

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسرا اجلاس

بدھ، 31۔جولائی 2013

(یوم الاربعاء، 21۔رمضان المبارک 1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 14 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

سُوْرَۃُ البَقَرَۃ آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجئو۔اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔(286)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مجھے در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے
مئے عشق بھی پلانا مدنی مدینے والے
تیری جبکہ دید ہو گی تبھی میری عید ہو گی
میرے خواب میں تم آنا مدنی مدینے والے
ہمیں در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے
یہ کرم بڑا کرم ہے تیرے ہاتھ میں بھرم ہے
سرِ حشر بخشوانا مدنی مدینے والے
ہمیں در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے
میری آنے والی نسلیں تیرے عشق میں ہی مچلیں
انہیں نیک تم بنانا مدنی مدینے والے
ہمیں در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا محمد ارشد!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں آج آپ کو اور اس معزز ایوان کو جناب ممنون حسین صاحب کے الیکشن جیتنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کا تسلسل ہے کہ پہلے صدر نے پانچ سال کا وقت پورا کیا ہے اور نئے صدر کا جمہوری طریقے سے process ہوا ہے۔ میں PTI کے candidates کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس جمہوری عمل میں حصہ لیا اور اچھی activity دکھائی۔انہوں نے مسلم لیگ (ن) کی بنیادی رکنیت سے resign کر دیا ہے۔وہ مسلم لیگ سے بالاتر ہو کر پاکستان کی اٹھارہ کروڑ عوام کے حقوق کی ترجمانی کرنے والے صدر بنیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا کہ آج کے اجلاس میں بھی مقامی حکومت کے نظام پر عام بحث ہو گی اس کے علاوہ کوئی اور کارروائی نہیں ہو گی لہذا اس سے پہلے کہ عام بحث شروع کی جائے قواعد کے تقاضے پورے کرنے کے لئے میں لاء منسٹر سے گزارش کروں گا کہ وہ قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں۔

مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ42، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہوا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

لاہور: ہوٹلوں میں شراب کا کوٹا و دیگر تفصیلات

*354: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں موجود بڑے ہوٹلوں میں شراب کا کوٹا مقرر ہوتا ہے اگر ہاں تو لاہور کے ان ہوٹلوں کے نام اور ان کے کوٹا کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوٹلوں میں serve کی جانے والی شراب کا لیبارٹری ٹیسٹ بھی کیا جاتا ہے اگر ہاں تو کس لیبارٹری میں کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوٹلوں میں شراب کوٹا کے مطابق آتی ہے اور امپورٹڈ شراب غیر قانونی طریقے سے آتی ہے اور حکومت پنجاب کو ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو امپورٹڈ شراب کی غیر قانونی درآمد کو کس طرح روکا جاتا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے اگر نہیں روکا جاتا تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور میں صرف چار ہوٹلوں یعنی پرل کانٹینینٹل ہوٹل، آواری ہوٹل، ہاسپیٹیبلٹی ان اور ایمبیسیڈر ہوٹل کے پاس شراب کی فروخت کا لائسنس موجود ہے لیکن شراب کا کوئی کوٹا مقرر نہ ہے۔ بلکہ پرمٹ ہولڈرز کی تعداد اور مقرر کردہ مقدار کے مطابق شراب منگواتے ہیں۔

(ب) جس بریوری یا ڈسٹلری میں شراب تیار ہوتی ہے وہاں اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔

(ج) لائسنس یافتہ ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے لئے کوئی کوٹا مقرر نہ ہے۔ ان ہوٹلوں میں صرف ملکی تیار شدہ برانڈز (PMFL/BEER) ہی فروخت کی جاتی ہے ان کی فروخت پر (Still Head Duty) اور ایکسائز ڈیوٹی (Vend Fee) کی صورت میں وصول کی جاتی ہے۔ امپورٹڈ شراب مذکورہ ہوٹلوں میں فروخت نہ ہوتی ہے۔ ایکسائز ڈیوٹی شراب کی فروخت کے مطابق وصول کی جاتی ہے لہذا اس میں نقصان کا کوئی سوال نہ ہے۔

(د) جز (ج) کا جواب مثبت نہ ہے جیسا کہ جز (ج) کے جواب میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

لاہور: جم خانہ میں دی جانے والی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی و دیگر تفصیلات

*357: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جم خانہ لاہور میں serve کی جانے والی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جم خانہ لاہور میں لوکل اور امپورٹڈ شراب serve کی جاتی ہے؟

(ج) جم خانہ لاہور میں لوکل شراب اور امپورٹڈ شراب کا کوٹا کتنا ہے نیز لوکل شراب اور امپورٹڈ شراب پر کس تناسب سے ایکسائز ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور جم خانہ کلب کے پاس چونکہ شراب کی فروخت کا لائسنس (L-2) ہے اور نہ ہی اسے شراب فروخت کرنے کی اجازت ہے لہذا ایکسائز ڈیوٹی وصول کرنے کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

(ب) محکمہ کے علم کے مطابق یہ درست نہ ہے۔

(ج) جز(الف)اور(ب)میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ تاہم لوکل شراب پر -/225 روپے فی بوتل (کوارٹ"(775 ml)اور بیئر کے ڈبہ پر32.50روپےvend fee وصول کی جاتی ہے۔ نیز امپورٹڈ شراب چونکہ بیچنے کی اجازت نہ ہے لہذا اس پر ڈیوٹی کی وصولی خارج از امکان ہے۔

ضلع شیخوپورہ: پراپرٹی ٹیکس کی وصولی ودیگر تفصیلات

*474:جناب فیضان خالد ورک: کیاوزیرآبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان ملازمین میں سے کن کن کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) کن کن ملازمین کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی زیادہ وصولی یاناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کی شکایات ہیں، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیرآبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع شیخورہ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے 1ای ٹی او،2اے ای ٹی او،14انسپکٹران، 9جونیئر کلرک اور14کانسٹیبل کام کر رہے ہیں۔

(ب) کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو رہی ہے۔

(ج) کسی کے خلاف کوئی کارروائی ہو رہی ہے اور نہ ہی کوئی شکایت ہے۔

ضلع شیخوپورہ: ملازمین کی تعداد ودیگر تفصیلات

*475:جناب فیضان خالد ورک: کیاوزیرآبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ضلع شیخوپورہ محکمہ ایکسائز موٹر رجسٹریشن برانچ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف جعل سازی سے گاڑیاں رجسٹرڈ کرنے کی شکایات ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ ایکسائز موٹر برانچ میں2انسپکٹران،2ڈیٹا انٹری آپریٹر،2جونیئر کلرک/ایم ٹی سی اور ایک کانسٹیبل کام کر رہے ہیں۔

(ب) رضا احمد ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف لائف ٹائم ٹوکن ٹیکس پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے جس میں ای ٹی او ننکانہ انکوائری آفیسر ہیں۔

(ج) کسی کے خلاف کوئی شکایت نہ ہے۔

ضلع راولپنڈی: پراپرٹی ٹیکس کی مد میں وصولی و دیگر تفصیلات

*575: جناب اعجاز خان: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں مالی سال13۔2012کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو رقم اکٹھی ہوئی اس کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ضلع راولپنڈی کو پراپرٹی ٹیکس کے لئے کتنے زونز میں تقسیم کیا گیا ہے ان کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) اس سال کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ کتنا تھا اور کیا ٹارگٹ سے کم آمدن ہوئی یا زیادہ؟

(د) ان سالوں کے دوران کن کن ملازمین کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی غلط وصولی پر کارروائی ہوئی، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) مذکورہ سال کے دوران پراپرٹی ٹیکس کس شرح سے فی مرلہ وصولی کی گئی، کم از کم کتنے مرلے پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں مالی سال13۔2012کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں 52,56,61,426/-روپے وصول کئے گئے۔

(ب) ضلع راولپنڈی کو پراپرٹی ٹیکس کے لئے چار زونز میں تقسیم کیا گیا جن کے دفاتر مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس 22سول لائنز راولپنڈی

2۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سب آفس مین بازار گوجر خان

3۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سب آفس فیصل شہید روڈ ٹیکسلا
4۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سب آفس جھیکا گلی مری

(ج) پراپرٹی ٹیکس کا ٹارگٹ مبلغ۔/84,16,60,753روپے تھا اس ٹارگٹ سے مبلغ ۔/3,15,999,327روپے کم وصول ہوئے۔ٹوٹل وصولی ٹارگٹ کا62.5فیصد ہے۔

(د) اس سال کے دوران کسی بھی ملازم کے خلاف پراپرٹی ٹیکس غلط وصول کرنے پر کوئی کارروائی نہ ہوئی۔

(ہ) اس سال کے دوران پراپرٹی ٹیکس گورنمنٹ کے منظور شدہ شرح کے مطابق وصول کیا گیا۔ رہائشی مکانات 5مرلے سے زیادہ اور تمام کمرشل جائیدادوں پر وصول کیا گیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کیٹیگری	کمرشل مربع گز+مربع فٹ	رہائشی مربع گز+مربع فٹ
A	۔/12روپے	۔/4روپے
B	۔/8روپے	۔/3روپے
C	۔/7روپے	۔/2.50روپے
D	۔/5روپے	۔/2روپے
E	۔/4روپے	۔/1.50روپے

راولپنڈی:ڈائریکٹر ایکسائز کو فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*576: جناب اعجاز خان: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دفتر ڈائریکٹر ایکسائز راولپنڈی میں مالی سال13۔2012 کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے /ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ب) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم ڈائریکٹر کے دفتر کی تزئین وآرائش پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر خرچ ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز راولپنڈی نے مالی سال13۔2012 کے دوران ملازمین کی تنخواہوں میں مبلغ۔/310,5120روپے اور ٹی اے /ڈی اے کی مد میں مبلغ۔/68,072روپے خرچ ہوئے۔

(ب) ڈائریکٹر آفس کے ٹیلی فون بل کی مد میں مبلغ۔/82,693روپے اور فیکس کی مد میں ۔/32,586روپے خرچ ہوئے بجلی اور گیس کے میٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس اور ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس ایک ہی بلڈنگ ہونے کی وجہ سے ایک ہی میٹر استعمال ہو رہا ہے۔

(ج) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس کی تزئین و آرائش میں فرنیچر کی مرمت میں مبلغ ۔/24,450روپے خرچ ہوئے محکمہ بلڈنگ تمام بلڈنگ کی ریپئرنگ اور دیکھ بھال کا کام خود کرتی ہے اور ان کا عملہ جس میں ان کا عملہ فورمین پلمبر، الیکٹریشن دفتر اوقات میں دفتر میں موجود رہتے ہیں۔

(د) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے زیر استعمال ایک ہی گاڑی ہے جس کی ریپئرنگ پر مبلغ ۔/60,000روپے خرچ آئے اور پٹرول کی مد میں مبلغ۔/184,000روپے خرچ ہوئے۔

سرکاری کارروائی

بحث

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ بحث کا آغاز 29۔جولائی 2013 کو ہوا تھا آج بھی بحث جاری رہے گی۔ جو ممبران بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔ محترمہ! کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! مجھے نہیں پتا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا تحریک التوائے کار ہے یہ صرف انسانیت کا بہت اہم issue ہے جو میرے خیال میں یہاں بیٹھا ہوا کوئی بھی شخص اس سے اختلاف نہیں کرے گا اور نہ ہی یہ اس معزز ایوان کے وقت کا ضیاع ہے۔ ہم سب یہاں آتے ہیں ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر فیصلے کرتے ہیں لیکن ہمارا ذاتی سٹاف ہمارے ڈرائیور اس شدید گرمی میں میدان حشر کی طرح کے میدان میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے وہاں پر proper بیٹھنے کی جگہ ہے اور نہ ہوا کا انتظام ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! گزارش یہ ہے کہ ان کے لئے وہاں پر ٹینٹ بھی لگا دیئے گئے ہیں، کرسیاں بھی دی گئی ہیں۔۔۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر سے ایک request کرنا چاہتی ہوں کہ اگر ہم وہاں مستقل کمرہ بنا دیں اور موسم کے حساب سے ان کو facilities دے دیں تو یہ انسانیت کی ہی بھلائی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ ہم نے ایک کمیٹی کے ذمہ لگایا ہوا ہے وہ اس کی proposal بنا رہی ہے اور اس پر انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد فیصلہ کیا جائے گا۔ اب میں محترمہ حنا بٹ صاحبہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کریں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو I want to congratulate Mamnoon Hussain on becoming the President of Pakistan. لوکل گورنمنٹ 2013 کا بل بہت important ہے کیونکہ اس کے ذریعے first power is dissolved into the masses میں اس کو highlight کرنا بہت important سمجھتی ہوں اور اس وجہ سے اسمبلی کی چار دن کی کارروائی کو ختم کر کے اس پر عام بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سپیشل کمیٹی جو چار دن سے بیٹھ رہی ہے اور وہاں open House ہے وہاں اپوزیشن ممبران نے بھی اپنی تجاویز دی ہیں۔ اس سے جو جو چیزیں نکلی ہیں وہ میں آپ کے سامنے highlight کروں گی۔ سب سے پہلے یہ ہے کہ ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ رہی ہے کہ جو بھی ڈکٹیٹر آتا ہے وہ سب سے پہلے لوکل گورنمنٹ سسٹم کو ختم کر دیتا ہے۔ جب مشرف آیا تو اس نے پہلی دفعہ Think Tank was dissolved قوم کو تقسیم کر دیا، fragmentation of power اور اس نے political parties کو damage کیا۔ For example کہ انہوں نے ناظم اور نائب ناظم کو اتنے زیادہ اختیارات دے دیئے جس کی وجہ سے بہت زیادہ کرپشن ہوئی۔ تحصیل اور ڈسٹرکٹ اتھارٹیوں کو above the capabilities and above the capacities powers دی گئیں جس کی وجہ سے Schemes like the housing schemes they came into power after nine years۔ نو سال کے بعد جب ان کا آڈٹ ہوا تو پھر پتا چلا کہ کیا کیا کرپشن ہوئی ہے۔ یونین کونسل جس کو power دینی چاہئے تھی اس کو کم سے کم power دی گئی۔ Now the things which have been proposed by the committee اور جو ڈرافٹ میں آئی ہیں اس نے make sure کیا ہے کہ all the clauses جو

پہلے تھیں ان کو ختم کیا جائے۔ سب سے اچھی چیز یہ ہے کہ اس میں accountability بہت زیادہ ہے اور چیک اینڈ بیلنس ہے۔

For that purpose the Auditor General of Pakistan will do the audit regularly which will be presented to the Punjab Public Accounts Committee and in the Punjab Assembly

اس سے بڑا اچھا چیک اینڈ بیلنس ہو گا۔

Not only that the Provincial Government Commission is established there was the missing link between the Government and Local Body. This Provincial Government Commission will act as the link. It will do regular inspections and it will do the audit of the Local Government and it will provide reports to the Government.

اس کے through جو missing channel تھا وہ resume ہو گا۔ ایک بات جو ہم نے سپیشل کمیٹی میں بہت زیادہ کی وہ تھی۔

Composition of the Union Council. So initially it was like the five members of the Union Council.

لیکن اب جو proposition ہے

That at least eight members should be part of the Union Council.

اس سے سب کی صحیح representation ہو گی۔ اس کے علاوہ ہماری suggestion تھی کہ جنرل سیٹ پر زیادہ سے زیادہ خواتین آئیں یا at least two special seats women کو دی جائیں تاکہ خواتین کی appropriate representation ہو۔ Minorities کی ایک سیٹ جو initially پہلے پانچ سو کی population پر تھی 150 now it has been cut to کہ اگر 150 کی population ہو گی تو Minority کو ایک سیٹ ملے گی۔ یہ بڑی اچھی recommendation ہے اور اس کو consider کیا جارہا ہے۔ ایک اہم چیز یہ ہے کہ جتنا powerful یونین کونسل ہو گا اتنا ہی زیادہ عوام کے مسائل حل ہوں گے اس وجہ سے Union Council کو social welfare کا کام دیا جارہا ہے۔ جیسے measles کا outbreak ہے یا last year ڈینگی آیا اس کے علاوہ بچوں اور عورتوں کی صحت کے تمام معاملات will be done۔ سوشل ویلفیئر کا کام یونین کونسل کی سطح پر ہو گا اور ڈویلپمنٹ کا کام upper level پر ہو گا۔ فنانس کمیشن جو establish کیا گیا ہے It will make sure کہ

adequate fund کی allocation between the urban and rural areas ہو اس کے علاوہ ایک اور suggestion یہ تھی کہ:

Like Union Councils which are established in the villages there should be City Councils which should be established here.

اور ان کو power دی جائے تاکہ لوگوں کے مسئلے حل ہو سکیں۔

Another very important thing which is a part of the draft of the Local Government Bill 2013 is the "Punchayat System"

کیونکہ رورل ایریا میں لوگوں کو یہی پریشانی ہوتی ہے کہ پولیس والے رپورٹ درج نہیں کر رہے ہوتے یا جو کورٹس میں pending cases ہیں ان پر فیصلہ نہیں ہو رہا ہوتا، so جو پنچایت سسٹم ہے۔

That will provide speedy justice to the people of the villages.

لاہور کے علاوہ باقی بڑے شہروں کو بھی میٹروپولیٹن کا درجہ مل رہا ہے۔ ٹاؤن کمیٹی ابھی under consideration ہے۔ Most probably the tiers of the Town Committee will be cancelled. اور میونسپل کمیٹی forty thousand population سے اوپر start ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ

The one thing which I personally recommend is that on the lower level the election should be on non-party basis because at the lower level the person who is there for the welfare of the society he should be chosen. No matter which party he belongs to. A person who is there to work for the people he should be chosen. At the upper level, party basis is important because they need to know the manifesto and agenda of the party. Lastly, I would like to thank Rana Sana Ullah who has been giving so much time that yesterday he continuously sat for 5 hours. He welcomed the Opposition, women and every member. There was a participation of about 40-50 members to give their consent. This is the first time that

suggestions are being sought from every one and that's how the work is being done on the draft. Thank you.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایوان کے معزز ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے سپیشل کمیٹی کی میٹنگ میں participate کیا اور جو معزز ممبران اب تک وقت نہیں نکال سکے میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ آج یا کل ٹائم نکالیں کیونکہ کافی دوستوں کی یہ رائے ہے کہ کل اجلاس next week کو adjourn کر دیا جائے یا پھر prorogue کر دیا جائے کیونکہ پرسوں جمعۃ المبارک کا دن ہے اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ جمعۃ الوداع یہی جمعہ ہوگا۔ اس Bill کے حوالے سے دو دن سپیشل کمیٹی کی میٹنگ ہوئی ہے اور پرسوں کی میٹنگ میں تقریباً 43 معزز ممبران نے کمیٹی کے ممبران کے علاوہ شرکت کی اور کل تقریباً 52 معزز ممبران نے وہاں آکر میٹنگ میں participate کیا اور اپنی تجاویز دیں۔ اس میں جو گفتگو ہوئی ہے یا معاملہ جس طرف consensus ہونے جارہا ہے میں اس کے متعلق ایوان کو تھوڑا سا brief کر دوں تاکہ معزز ممبران کی آراء اس کے مطابق آئیں اور ہمیں اس سے زیادہ سے زیادہ رہنمائی ملے۔ وہاں پر دیہات میں village council اور شہروں میں city council کا نام دینے کی بھی تجویز ہے، اس وقت وہاں بات ہو رہی ہے کہ جو ایک یونین کونسل کا tier ہے اس tier کو ڈسٹرکٹ کونسل، کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کی جگہ پر برقرار رکھا جائے کیونکہ میونسپل کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں شہروں کی آبادی اتنی زیادہ ہے کہ اگر آپ سنگل وارڈ حلقہ بنائیں گے تو پھر پورے شہر کو بہتر انداز میں cover کرنے کے لئے ایوان اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ ایوان کے ممبران کی تعداد ساڑھے تین سو یا چار سو کے قریب پہنچ جاتی ہے جو کہ معزز ممبران کی اکثریت کا خیال ہے کہ وہ unmanageable ہے۔ اس لئے شہروں اور دیہات میں villages council کا جو tier ہے اُسے برقرار رکھا جائے۔ اسی طرح سے میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی ایک بڑی یونین کونسل کی مانند ہوتی ہیں کیونکہ بعض میونسپل کمیٹیز ایسی ہیں جن کا دو یا تین یونین کونسل کے برابر کا ایریا ہے اس لئے وہاں پر سنگل وارڈ حلقہ رکھا جائے۔ ان کو نمائندگی اسی طرح سے دی جائے کیونکہ اگر وہ دو یونین کونسل یا چار یونین کونسل کا شہر ہے اور ایک یونین کونسل میں دس ممبران ہیں تو وہاں پر چالیس ممبران کا ایوان بن جائے اور وہ اپنا چیئرمین اور وائس چیئرمین منتخب کر لیں۔ مزید

یونین کونسل کے متعلق یہ رائے ہے کہ وہاں پر کم از کم 7یا9ممبران براہ راستelectہوں اور اس کے بعد ایک سیٹ خواتین، ایک سیٹminority، ایک سیٹ کسان یا شہروں میں لیبرز کلاس کے لئے ہو۔ جب بعد میں ہماری معزز خواتین ممبران نے وہاں پر شرکت کی تو ان کی طرف سے یہ بڑا مطالبہ تھا اور عورت فاؤنڈیشن والوں نے بھی لیٹر بھیجا ہے کہ خواتین ممبران کی تعداد ایک سے بڑھا کر دو کر دیں بہر حال ابھی اس پر کوئی فیصلہ تو نہیں ہوا۔ یہ تجویز ہے کہ یونین کونسل میں 7یا9لوگ براہ راستelect ہوں اور اس کے بعد یہ لوگ ایک خاتون، ایک کسان اور ایک minority کوelect کریں۔ اسی طرح ایک یونین کونسل کا11یا13ممبران کا ایوان بن جائے۔ اس کے بعد پھر یونین کونسل کے13ممبران کا ایوان اپنا چیئرمین اور وائس چیئرمین منتخب کر لیں۔ اس طرح ایک تجویز یہ بھی ہے کہ ایک ممبر اس پوری council villages یا یونین کونسل سے ڈسٹرکٹ کونسل کے لئے براہ راست ووٹوں سے electہو اور اسی طرح سٹی کونسل یا یونین کونسل سے براہ راست ایک ممبر کارپوریشن یا میٹروپولیٹن کے لئےelectہو۔

جناب سپیکر!دوسری تجویز یہ ہے کہ یونین کونسل کا چیئرمین اور وائس چیئرمین joint candidate کے طور پر براہ راست ووٹ لے اور وہ ڈسٹرکٹ کونسل یا میونسپل کارپوریشن یا میٹروپولیٹن کارپوریشن کا ex-officio ممبر بنے۔ اس میں کچھ لوگوں کی رائے یہ بھی ہے کہ یونین کونسل کے دس کے دس ممبران جن میں دو خواتین، ایک لیبر یا کسان، ایکminorityاور 7یا9جنرل ممبران کو پوری یونین کونسل سے ووٹ لینے چاہئیں اور ان کو براہ راست ایک ساتھelect کیا جائے۔ یہ بھی تجویز ہے کہ یہ 13لوگ براہ راست elect ہوں، ان میں جو سب سے زیادہ ووٹ لے وہ اوپر ڈسٹرکٹ کونسل یا میونسپل کارپوریشن یا میٹروپولیٹن کارپوریشن میں چلا جائے جوsecond numberپر ہو وہ یونین کونسل کا چیئرمین ہو جو تیسرے نمبر پر ہو وہ یونین کونسل کا وائس چیئرمین ہو اور اسی طرح پوری یونین کونسل ایک حلقہ ہو۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ یونین کونسل میں براہ راست elect ہونے والے 7یا9ممبران ہیں تو یونین کونسل کو بھی اتنے وارڈز میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ ہر جگہ سے ایک نمائندہelectہو۔ اس کےagainstبھی ایکviewآیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اس طرح سے حلقہ بہت چھوٹا ہو جائے گا، لوگوں کا لڑائی جھگڑا ہو گا اور اس سے دشمنیاں بڑھیں گی۔ بہر حال یہ چیزunder discussion ہے اس کے علاوہ 50ہزار سے لے کر5لاکھ افراد تک مشتمل میونسپل کمیٹی ہے اور

اگر 50ہزار سے نیچے 30ہزار کی ایک compact unit ہے تو وہ villages council نہیں ہو گی بلکہ وہ ٹاؤن کمیٹی ہو گی۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ آپ اس تعداد کو 30ہزار کے بجائے 40ہزار کر دیں اور ٹاؤن کمیٹی کا tier ختم کر دیں، میونسپل کمیٹی کو 40ہزار سے شروع کر کے اس کو 5لاکھ تک لے جائیں اور جو 5لاکھ سے زیادہ آبادی ہو گی وہ پھر میونسپل کارپوریشن ہو گی اور اس سے آگے میٹروپولیٹن کارپوریشن ہو گی۔ یہ وہ گفتگو یا discussion ہے جو اب تک وہاں پر ہوئی ہے اس میں اپوزیشن کے معزز ممبران نے بھرپور حصہ لیا ہے۔ یہ وہ تجاویز یا proposals ہیں جو وہاں پر discuss ہوئی ہیں اور میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں۔ ان میں سے کافی تجاویز ایسی ہیں جو کہ اپوزیشن کے ممبران نے ان کو پیش کیا ہے اور ان پر ایک consensus کے ساتھ discussion ہوئی۔ اس تجویز کے مطابق بڑے شہر یا بڑے ڈسٹرکٹ میں ایوان چار یا پانچ سو ممبران کا ہو گا۔ اب اگر آپ سنگل وارڈ حلقہ لاہور میں قائم کریں اور ایک حلقہ ایسا بنائیں جو کہ manageable ہو تو ایوان کی تعداد تقریباً 4سو سے اوپر چلی جاتی ہے جب آپ سپیشل سیٹوں کو شامل کریں تو پھر تعداد unmanageable ہو جاتی ہے۔ یہ تجویز اپوزیشن کی طرف سے آئی تھی کہ آپ سٹی کونسل یا یونین کونسل کے tier کو بڑے شہروں یعنی کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں بھی برقرار رکھیں جیسا کہ آپ نے ڈسٹرکٹ کونسل میں رکھا ہے اور اس پر تمام دوستوں کا ایک مثبت روّیہ پایہ جا رہا ہے۔ میں نے یہ تمام proposals آپ کے سامنے رکھی ہیں، یہ discuss ہوئی ہیں لیکن ابھی اس میں کچھ فائنل نہیں ہوا۔ میں نے جو تمام proposals آپ کے سامنے رکھی ہیں ان کے اوپر بات ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ لوکل باڈی نظام اس معزز ایوان کا prerogative ہے، اس کا right ہے یا اس کا mandate ہے، اس صوبے کے دس کروڑ عوام نے ایوان کو یہ اختیار دیا ہے کہ یہ legislation کریں اور اس صوبہ کے لئے نظام بنائیں اور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ جو کمیٹی کی meetings ہوئی ہیں اس میں کوئی تفریق نہیں کی گئی کہ کون کس جماعت سے ہے، اپوزیشن سے ہے یا treasury side سے ہے۔ اس حوالے سے دو دِن تقریباً نو، دس گھنٹے discussion ہوئی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ آج بھی ہم بیٹھیں گے، کل بھی بیٹھیں گے اور عید تک اس پر discussion کمیٹی میں بھی اور یہاں پر بھی جاری رہے گی اور ہمارا یہ خیال ہے کہ عید کے بعد 12، 13۔ اگست کو ہم اس کو legislate کرنے کے لئے دوبارہ اجلاس convene کریں گے جیسا کہ سپریم کورٹ کی طرف سے direction ہے کہ 15۔ اگست سے پہلے پہلے اس کو legislate کیا جائے۔ یونین کونسل یا Village Council کی آبادی پر بھی کافی بحث ہو رہی ہے کچھ دوستوں کا خیال

ہے کہ اسے 15ہزار سے لے کر 25ہزار تک رکھا جائے، کچھ دوستوں کا خیال ہے کہ 15ہزار آبادی بہت کم ہے اسے 20ہزار سے 30ہزار تک رکھا جائے۔ آبادی کے حوالے سے ہمارے پاس پرانا census ہے کوئی update نہیں ہے لیکن جو projected figures ہیں وہ تقریباً انیس بیس کے فرق سے ٹھیک ہی ہیں تو ان کو بنیاد بنا کر آبادی کی ratio کے حوالے سے کام کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ اس پر بھرپور طریقے سے discussion ہو رہی ہے اور ممبران اس میں بھرپور دلچسپی لے رہے ہیں جن معزز ممبران نے اس میں دلچسپی لی ہے میں ان کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ باقی ممبران سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اس میں حصہ لیں خاص طور پر جو کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کارپوریشن پر بات ہو رہی ہے، میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور میں تقریباً 9ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہیں وہ تمام کے تمام میٹروپولیٹن کارپوریشن کی حدود میں آتے ہیں تو جن دوستوں کا تعلق لاہور یا سٹی کارپوریشن سے ہے انہیں چاہئے کہ وہ اس میں بھرپور دلچسپی لیں اور اس بارے میں اپنی قیمتی تجاویز دیں۔ یہ بحث composition سے متعلق ہے باقی functions یا powers کے متعلق گورنمنٹ کا open stand ہے ہم اس میں ایک ایسی شق رکھ رہے ہیں کہ گورنمنٹ اپنا کوئی بھی function devolve کر کے ان اداروں کو دے سکتی ہے اس کو ہم ڈسٹرکٹ کی سطح پر بھی رکھیں گے کیونکہ جو ڈسٹرکٹ کونسل ہے وہ اپنا کوئی بھی function devolve کر کے Village Council or City Council کو یونین کونسل کی سطح پر دے سکتی ہے۔ ہمارا یہ پروگرام ہے کہ ہم ان کی capacity building کریں گے۔ پچھلے نظام میں جو خرابی آئی تھی اس خرابی کی وجہ یہ تھی کہ ان کی capacity building نہیں کی گئی تھی، ان کی capacity ہی نہیں تھی اور ان کو سارا کچھ دے دیا گیا۔ مثال کے طور پر جو ٹاؤن پلاننگ کی تحصیل کی سطح پر کوئی capacity نہیں تھی لیکن اٹھا کر ساری کی ساری ٹاؤن پلاننگ کو دے دی گئی اس سے کالونیز کی mushroom growth ہوئی اور جس طرح سے کمرشلائزیشن کا مذاق اُڑایا گیا بلکہ اس کو misuse کیا گیا اس میں کرپشن ہوئی تو یہ سارے issues وہ ہیں جہاں without capacity building functions دیئے گئے۔ ہماری موجودہ حکومت کا یہ پروگرام ہے اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا یہ vision ہے کہ ہم ان کی capacity کو بتدریج /village council city council/ union council level پر increase کریں گے، ڈسٹرکٹ کونسل، میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن، میٹروپولیٹن کارپوریشن کی capacity کو increase کریں گے اور اس کے بعد صوبائی حکومت gradually اپنے functions devolve کرتی جائے تاکہ پھر union council, village council, municipal committee or municipal corporation

آہستہ آہستہ اپنے معاملات پر آگے بڑھیں اور اپنے معاملات کو کنٹرول کریں۔ میں معزز ممبران سے یہی گزارش کروں گا کہ جو discussion ہوئی ہے اس میں composition سب سے اہم مسئلہ ہے، اختیارات آگے پیچھے ہو سکتے ہیں، جو آج نہیں ہیں وہ کل دیئے جا سکتے ہیں، جو کل نہیں ہوں گے وہ پرسوں devolve کر دیئے جائیں گے لیکن جو composition ہے جب یہ بن جائے گی تو اس کے مطابق الیکشن ہو جائیں گے اور پھر پانچ سال تک یہی سسٹم چلے گا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ممبران اس پر اپنی قیمتی آراء دیں تاکہ ہم بہتر سے بہتر بلدیاتی نظام اس صوبہ کے عوام کو دے سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، آپ نے لاء منسٹر صاحب کی بات سنی ہے؟

(نعرہ ہائے تحسین)

اب میں جناب احسن ریاض فتیانہ کو مقامی حکومت پر بحث کی دعوت دیتا ہوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ رانا ثناء اللہ، میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف نے ایک open platform دیا ہے کہ ہم سب عوام کے نمائندے جو عوام کا منشور لے کر آئے ہیں ہم لوگ بتا سکیں کہ ہماری عوام کی کیا ضروریات ہیں، ان کے کیا مسائل ہیں؟ لوکل باڈی سسٹم ایک ایسا سسٹم ہے جو پوری دنیا میں رائج ہے۔ لوکل باڈی سسٹم اس لئے ہوتا ہے کہ جو چھوٹا طبقہ یا غریب عوام ہے ان کو اپنے مسائل کا حل اپنے دروازے پر مل سکے، ان میں سے ایسے لوگ اٹھیں جو اِن کی ہر ضرورت اور مسئلہ کو سمجھیں اور اس کے مطابق مسائل حل کریں۔ ہر جگہ، ہر گاؤں کی different demographics ہوتی ہیں، وہاں مختلف حالات ہوتے ہیں اس لئے بہت ضروری ہے کہ جو لوگ آئیں وہ اس مسئلہ کو سمجھیں۔ ہمارا آخری جو population census ہوا تھا وہ 1999 میں ہوا تھا جس کو تقریباً چودہ سال بیت چکے ہیں۔ چودہ سالوں میں ہماری آبادی جتنی بڑھی ہے اس کا آپ کو بھی علم ہے اور مجھے بھی علم ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ۔۔۔ (شور و غل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

جناب احسن ریاض فتیانہ: حکومت اگر نئے census کا انتظار نہیں کر سکتی اور نئے census نہیں کروا سکتی تو پھر بھی ہمارے پاس ماشاء اللہ بہت qualified and capable officers کی ٹیم ہے، ہمارے پاس ماشاء اللہ اتنی اچھی ایڈمنسٹریشن اور سیاست دان ہیں یہ اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے اس کے area of jurisdiction کو control کریں کہ آبادی کو پورے تناسب سے بانٹا جا سکے اگر یونین کونسلوں کی تعداد بڑھانے کی ضرورت ہے تو یونین کونسلوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے یہ نہیں کہ

ممبران کی تعداد میں اضافہ کیا جائے، ممبران کی تعداد بڑھانے سے کیا ہو گا؟ایک ایسا نظام ہو جو فعال ہو اور لوگوں کو صحیح طرح سے cater کر سکے بجائے اس کے کہ ایک بندے پر اتنا بوجھ ڈال دیا جائے کہ اس نے ہزاروں بندوں کا مسئلہ solve کرنا ہے اور وہ نہ کر سکے اس کے بجائے بے شک دو تین لوگوں پر یہ ذمہ داری ڈالی جائے تاکہ عوام کے مسائل حل ہو سکیں اور وہ در در کی ٹھوکریں نہ کھائیں۔آرٹیکل 140(A) کے تحت حکومت پاکستان bound ہے کہ وہ ان یونین کونسلوں اور کمیٹیوں تک powers devolve کرے۔صرف زبانی کلامی نہیں کہ ہم نے یہ کونسل بنادی،لوکل باڈی سسٹم لے آئے ہم نے اپنے الیکشن کے منشور میں کہا تھا اس لئے ضروری ہے اور یہ ضرورتِ وقت ہے اگر یہ powers آج نہ devolve کی گئیں تو پھر کب کی جائیں گی ؟ پاکستان میں لوکل باڈی سسٹم ہمیشہ آمریت لے کر آئی ہے۔ہم سب لوگ آمریت کے خلاف بولتے آئے ہیں اور ہم لوگوں نے ہمیشہ اس پر تنقید کی ہے۔چیز کوئی بھی لے کر آئے بے شک کوئی آمر لے کر آئے اگر وہ صحیح چیز لے کر آیا ہے تو ہمیں اس سے کوئی اچھی چیز نکالنی چاہئے صرف تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہئے۔ہمیں یہ چاہئے کہ ہم لوگ اس سسٹم کو اس طرح بنائیں کہ جو پہلی legislation ہم کر رہے ہیں اس کو آنے والی نسلیں سمجھ سکیں اور اس کو آگے لے کر چل سکیں اس وقت یہ ملک انتہائی مشکل حالات سے گزر رہا ہے ہم سب کو اکٹھے رہنے کی ضرورت ہے اگر یہ اچھی طرح سے لوکل باڈی سسٹم بنا سکیں اور اس کو implement کر سکیں صرف black and white کی حد تک نہیں practical حد تک تو میں اُمید کرتا ہوں کہ ایک اچھا سسٹم بن سکے گا اور عوام کی مشکلات حل ہو سکیں گی ہماری مشکل صرف بجلی، پانی نہیں ہے ہماری روزمرہ زندگی میں بھی کئی مسائل ہیں جن کو کئی بڑے بڑے سیاستدان اور افسران حل نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے پاس ٹائم نہیں ہوتا یا ان کے پاس کرنے کو اور بہت سی چیزیں ہوتی ہیں یہ جو کمیٹیاں بن رہی ہیں ان کو ہم صرف نالیوں اور سولنگ کے مسائل حل کرنے تک نہ سمجھیں کہ یہ یونین کونسل بنیں گی اور نالیوں اور سولنگ کے مسائل حل کریں گی آپ ان کو اس طرح سے empower کریں کہ اس یونین کونسل کے لوگ وہاں کی یونین کونسل کے ممبران یا چیئرمین کے پاس جا کر اپنے مسائل حل کر سکیں ان یونین کونسل کے جو چیئرمین یا ممبران ہیں ان کو اتنا اختیار دیا جائے کہ اگر ان کو کوئی power devolve نہیں بھی کی گئی تو ان کو اتنا ٹائم دیا جائے کہ سرکاری افسران یا جو بڑے سیاستدان اور عہدے داران ہیں وہ ان کو سُنیں اور cater کریں تاکہ جو مسائل ہیں وہ جلد از جلد پائپ لائن میں آ سکیں اور solve ہوں۔صرف یہ نہیں کہ ہم پلندے پر پلندے بناتے جائیں اور بیٹھے رہیں۔اس کے علاوہ یہاں پر ہمیشہ ایک issue

criticize ہوتا رہا ہے اور پچھلے پانچ سال میں ٹی وی پر یہ دیکھتا رہا کہ پچھلی حکومت کے ناظمین نے بہت کرپشن کی، اگر انہوں نے اتنی ہی کرپشن کی، ان میں اتنی خرابیاں تھیں تو پھر ان کا آڈٹ کیوں نہیں کیا گیا؟ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کا آڈٹ کر کے اس کی رپورٹ عوام کے سامنے لائی جائے تاکہ ہمارے صوبہ پنجاب کی جو دس کروڑ عوام ہے وہ یہ جان سکے کہ کن لوگوں نے ان کا خون چوسا، کن لوگوں نے ان کی tax money کو غلط طریقے سے استعمال کیا؟ اس کے مطابق ان کی scrutiny کی جائے تاکہ اس ملک کے اندر اچھے لوگ آگے آ سکیں اور اس ملک کو بہتر راستے کی طرف لے کر جا سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ بھی اپنی تجاویز سپیشل کمیٹی میں جا کر رانا ثناء اللہ خان صاحب کے ساتھ بیٹھ کر discuss کر لیں تو بہتر ہو گا۔ جی، محمود الحسن صاحب!

جناب محمود الحسن: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے میں اس ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جو وعدہ میاں محمد نواز شریف نے اپنے election manifesto میں کیا تھا کہ ہم منتخب ہونے کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر لوکل باڈیز الیکشن کرائیں گے۔ شکر الحمدللہ کہ ہماری جماعت نے اس پر عمل کرتے ہوئے لوکل باڈیز کا قانون پاس کرنے کے لئے اسمبلی میں بل پیش کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپوزیشن اور حکومتی ممبران کی مشاورت کے ساتھ اس بل کو پاس کریں گے۔ جس تفصیل کے ساتھ یہ بات ہو رہی ہے اس میں ہر کسی کی رائے بھی سامنے آئے گی اور ان کے مشورے سے یہ بل پاس ہو گا۔ یونین کونسلیں، ڈسٹرکٹ کونسلیں، میونسپل کمیٹیاں، اور میونسپل کارپوریشن لوکل گورنمنٹ کے وہ ادارے ہیں جن کا عوام کے ساتھ grass-root level پر رابطہ رہتا ہے۔ ان کا مکمل ہونا اور ان کو powers دینا انتہائی ضروری ہے۔ اس وقت عوام کا سارا بوجھ عوام کے منتخب کردہ ایم پی ایز اور ایم این ایز پر ہے۔ اس وقت گلیوں، نالیوں اور اس کے علاوہ بھی ہر قسم کی ڈیمانڈ ان ایم پی ایز اور ایم این ایز سے کی جاتی ہے۔ جب یہ لوگ grass-root level پر منتخب ہو جائیں گے، اپنا کام شروع کریں گے تو یہ نظام بھی عوام کی سہولت کا باعث بنے گا۔ سب سے پہلے میں یونین کونسل کے متعلق عرض کروں گا جس پر بات کرتے ہوئے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ اس کے ممبران کا تعین کیا جا رہا ہے۔ میری اس سلسلے میں یہ رائے ہو گی کہ یونین کونسل سے نو ممبران منتخب کئے جائیں۔ تین ممبران خواتین، اقلیتیں، کسان یا شہروں سے لیبر کو لیا جائے اور اس کے ساتھ ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر کے لئے یونین کونسل میں علیحدہ سے الیکشن کروایا جائے۔ یونین کونسل کا چیئرمین منتخب ممبران کے ذریعے

منتخب کیا جائے تاکہ یونین کونسل کا چیئر مین اپنی یونین کونسل کو دیکھے، ممبر ڈسٹرکٹ کونسل، ڈسٹرکٹ کونسل میں جا کر اپنی یونین کونسل کے مسائل کو پیش کرے اور ان کے حل کے لئے کوشش کرے۔ اسی طرح شہروں کے اندر خاص طور پر ٹاؤن کمیٹیوں کے متعلق ایک مسئلہ بار بار سامنے آرہا ہے کہ ان کو یونین کونسل میں رکھا جائے یا ان کو ٹاؤن کمیٹی کی شکل دی جائے۔ ٹاؤن کمیٹیوں کے مسائل بھی وہی ہوتے ہیں جو کسی میونسپل کمیٹی کے ہوتے ہیں جیسے سیوریج کے مسائل ہیں، واٹر سپلائی کے مسائل ہیں دونوں ایک جیسے ہوتے ہیں اس لئے میری یہ رائے ہوگی کہ ٹاؤن کمیٹیوں کو آپ ان کی جو نزدیک ترین میونسپل کمیٹی بنتی ہے اس کے ساتھ attach کریں۔ میونسپل کمیٹیوں کا ایک infrastructure پہلے ہی موجود ہے ان کے پاس اپنی تمام مشینری موجود ہے، ان کے پاس اپنا سٹاف بھی موجود ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ وہی سٹاف اور وہی لوگ ہی ان کی گلیوں اور نالیوں کے مسائل حل کر سکیں گے، اس کے علاوہ ان کے سیوریج، واٹر سپلائی کے مسائل کو دیکھیں اور ٹاؤن کمیٹیوں اور میونسپل کمیٹیوں کو اگر ایک دوسرے میں merge کیا جائے گا تو وہ مسائل کے حل کے لئے ایک بہترین طریقہ بن جائے گا۔

جناب والا! ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئر مین کے لئے ہمیشہ یہ problem رہی ہے کہ ان کے پاس پورے ڈسٹرکٹ کے اندر اپنا کوئی infrastructure نہیں ہوتا ماسوائے ایک آفس اور یونین کونسلوں کے تھوڑے بہت فنڈز کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس دفعہ چیئر مین ڈسٹرکٹ کونسل کو بھی empower کیا جائے اور ان کے لئے جو صوبوں سے ڈویلپمنٹ کے لئے فنڈز جاتے ہیں وہ بھی براہ راست ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئر مین کو دیئے جائیں تاکہ پورے ڈسٹرکٹ کے اندر proper طریقے سے ڈویلپمنٹ ہو سکے۔ چونکہ ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئر مین کے پاس اپنے funds generate کرنے کے لئے کوئی طریق کار نہیں ہوتا۔ شہروں کے اندر پراپرٹی ٹیکس اور اس کے علاوہ بہت سارے ٹیکس ہیں جن سے میونسپل کمیٹیوں کے funds raise ہو جاتے ہیں لیکن ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئر مین کے پاس ایسے وسائل نہیں ہیں۔ میونسپل کمیٹیوں میں چیف آفیسر کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کو بہت زیادہ empower کیا گیا ہے تو جہاں کہیں بھی چیئر مین ایمانداری سے کام کریں گے، اپنی powers کو utilize کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ چیئر مین کے لئے کوئی مسئلہ نہیں رہے گا کہ انہوں نے اپنی powers کو کس طرح سے impose کرنا ہے اور کس طرح سے چیف آفیسر کو صحیح راستے پر چلانا ہے۔ میں ایک اور گزارش بھی کروں گا کہ اس بل پر بحث کو اگر عید کے بعد بھی جاری

رکھیں تو مناسب ہوگا تاکہ اس بل پر کافی تفصیلی بحث ہو جائے اور تمام ممبران کو اس پر اپنی رائے دینے کا موقع مل سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں جو بل پیش ہوا ہے اس کا مقصد تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ grass-root level تک لوگوں کو empower کیا جاتا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجائے grass-root level پر لوگوں کو empower کرنے کے ان سے ساری powers لی جا رہی ہیں۔ آپ خود دیکھیں کہ ایک ڈکٹیٹر نے ایک نظام بنایا ہم لوگ چاہتے تھے اور ہمیں نئی حکومت سے یہ اُمید تھی کہ وہ جب آئیں گے تو ڈکٹیٹر کی نسبت ایک بہت بہتر نظام لے کر آئیں گے مگر کیا ہوا، بجائے اس کے کہ ایک ڈکٹیٹر کے کام کو لوگ بُرا کہتے اور یہ کہتے کہ ڈکٹیٹر، ڈکٹیٹر ہوتا ہے جو ایسا نظام لے کر آیا لیکن یہ تو اسی نظام کے اوپر وہ نظام لا رہے ہیں جو کہ اس سے بھی worst ہے۔ ڈکٹیٹر کے لائے ہوئے قانون کو آئین کے آرٹیکل 58(2)(b) کو یہ لوگ کالا قانون کہتے ہیں جس میں صدر صاحب کو اختیار تھا کہ وہ وزیر اعظم صاحب کو dismiss کر سکتے تھے۔ اب یہاں دیکھیں کیا ہو رہا ہے، یہاں پر بھی توڑ مروڑ کر وہی بات لائی جا رہی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ جس وقت چاہیں میئرز اور چیئرمینوں کو dismiss کر سکتے ہیں تو پھر کیا وزیر اعلیٰ میئرز کے لئے، چیئرمینوں کے لئے ڈکٹیٹر نہ ہوئے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کیسا نظام ہے کہ اپنی مرضی کے لوگ لائے جائیں اور اگر اپنی مرضی کے لوگ نہیں ہیں تو ان کو ہٹا دیا جائے۔ یہ تو وہ حساب ہے کہ "میٹھا میٹھا ہپ، کڑوا کڑوا تھو۔" یہ چارٹر آف ڈیموکریسی، میثاق جمہوریت کا بڑے فخر کے ساتھ نام لیتے ہیں جس میں آپ نے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ ہم جماعتی بنیادوں پر الیکشن کروائیں گے اور آپ اس کو اپنا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ وہاں تو آپ فخر کرتے ہیں اور یہاں پر کہتے ہیں کہ غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہوں گے، غیر جماعتی الیکشن کروانے کا آپ مجھے ایک تو فائدہ بتا دیں۔ کیا فائدہ ہوگا جب غیر جماعتی الیکشن ہوں گے؟ جماعتیں تو وہیں پر رہیں گی، لوگ تو وہی ہوں گے، کیا اس سسٹم کے ساتھ چلنا اچھا ہے؟ جہاں پر کچھ پتا ہی نہ ہو کہ کون کس کے ساتھ کھڑا ہے اور جب چاہا horse trading کر لی، جب چاہا تڑی دے کر کسی کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ پھر یہاں پر کہا گیا کہ دو نظام ہوں گے، urban and rural ان کے لئے دو different نظام ہوں گے۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ urban تو پہلے ہی بہت سے benefits لے رہا ہے، میں rural

areas کی بات کروں گی کیونکہ میں خود بھی وہاں سے belong کرتی ہوں۔ مجھے بتایا جائے کہ rural areas کا کیا قصور ہے ،آج تک ان کو کیوں پیچھے رکھا گیا ہے ؟ان کے لئے اگر آج کوئی موقع تھا تو آپ لوگ ان کو بھی برابر لے کر آتے اور ان کو بھی وہ سارا کچھ دیتے جو urban areas کے لئے سوچ رہے ہیں۔ عورتوں کی سیٹوں پر بہت باتیں ہوئی ہیں، میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ ٹھیک ہے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے consider کیا کہ عورتوں کی سیٹیں زیادہ ہونی چاہئیں لیکن میری وزیر صاحب سے یہ request ہے کہ آپ ان کو بھی direct election میں لے کر آئیں۔ میں نے خود یہ سب experience کیا ہوا ہے، میری فیملی کا تعلق pre partition سے politics سے ہے وہاں عورتوں کو ایک مہرے کے طور پر use کیا جاتا ہے، ممبر حضرات اپنی مرضی سے وہ عورتیں لاتے ہیں جنہوں نے کل کلاں ان کے لئے work کرنا ہو۔ کیوں نہ وہ عورتیں elect ہو کر آئیں جن کی اپنی بھی کوئی مرضی ہو، جن کی اپنی بھی کوئی saving ہو، جن کو یہ پتا ہو کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا؟ وزیر صاحب سے میری گزارش ہے کہ ہم reserve seats پر بہت بیٹھ چکے kindly اب ہمیں بھی اس stream میں لے کر آئیں۔ ہمارا ابھی دل چاہتا ہے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو کر اس ملک کی ترقی کے لئے کام کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں کہنا چاہتی ہوں کہ اگر ہم انہیں یونین کونسل level پر empower کریں گے تو اس میں ہمارے ملک کا فائدہ ہے اور ہمارا فائدہ ہے۔یونین کونسل کے ممبر کو سب پتا ہوتا ہے کہ کون کس وقت وہاں آیا یا کوئی نیا بندہ اس گاؤں میں enter ہوا یا وہاں پر کیا حالات ہیں ؟ وہ ایک ایک چیز سے واقف ہوتا ہے کیونکہ وہ اس گاؤں کا رہنے والا ہوتا ہے وہ اس یونین کونسل کو اچھی طرح جانتا پہچانتا ہے اگر خدانخواستہ وہاں پر کوئی دہشت گرد آ جائے تو وہ فوراً point out کر سکتا ہے۔ براہ مہربانی اس سسٹم کو empower کیجئے، اس سے powers نہ لیجئے یہ نہ ہو کہ خدانخواستہ خدانخواستہ کل لوگ ڈکٹیٹر کو یاد کرنا شروع کر دیں۔پتا نہیں ہم نے تو اپنے رب کا کتنا شکر ادا کیا تھا کہ اس ملک میں ڈیموکریسی آئی لیکن جب غریب پستا ہے، جب ان کے مسائل solve نہیں ہوتے تو وہ مڑ کر پیچھے دیکھنے لگتا ہے تو میری آپ سے یہی استدعا ہے کہ kindly ایسا نظام لائیے جو سب کو قابل قبول ہو جو لوگوں کے لئے ہو، جو لوگوں کی powers کو empower کرے اور devolve نہ کرے۔ شاید منسٹر صاحب interested نہیں ہیں اور انہوں نے decide کر لیا ہے کہ بل پاس ہونا ہی ہونا ہے اور مرضی کا ہونا ہے۔ چلیں کوئی بات نہیں ہم لوگ اپنی تجاویز دیں گے اگر انہیں اچھی لگیں تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تسلی رکھیں۔ انہوں نے ابھی بھی بات کی ہے کہ آپ کی جتنی بھی جائز اور مثبت تجاویز ہیں ان کو consider کیا جائے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: انہیں یہاں بیٹھ کر ہر ممبر کی بات کا notice لینا چاہئے کہ کون کیا کہہ رہا ہے۔ آج ہم لوگ صرف اپنے لئے نہیں بول رہے بلکہ ان کے behalf پر بھی بول رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی جتنی بھی مثبت تجاویز ہیں وہ note کی جا رہی ہیں، آپ تسلی کے ساتھ اپنی تجاویز بتائیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اس کمیٹی کا کنوینر ہوں اور میں ان کی ساری بات note کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے بتا دیا ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھئے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آخر میں وزیر صاحب سے میری درخواست ہے کہ ہم عورتوں کو neglect نہ کیا جائے، ہمیں بھی حق دیا جائے۔ چاہے جس بھی سطح پر ہو ہم بھی direct elect ہو کر آپ کے ساتھ یہاں اور وہاں بیٹھنا چاہتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حق دیا ہے، یہ ہم سے چھینا نہ جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ!

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ پر جو discussion ہو رہی ہے انشاء اللہ fruitful ثابت ہو گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یونین کونسل سطح پر traditional پنچایتی اور مصالحتی انجمن کی جو تجویز ہے وہ بہت ہی قابل تعریف ہے چونکہ اس سے لوگوں کو speedy justice، سستا انصاف ملے گا۔ ابھی ہماری ڈیموکریسی اتنی mature نہیں ہوئی، ایک پرانا امریکن comparative research paper ہے جس میں انہوں نے basic democracies اور ہندوستان کے پنچایتی سسٹم کو compare کیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ basic democracies جو گورنمنٹ ملازمین کے ساتھ مل کر چلائی جا رہی تھی وہ زیادہ efficient اور less wasteful ثابت ہوئی۔ میں اس معاملے میں یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ ڈی سی او صاحب کا جو traditional role بطور مجسٹریٹ اینڈ کلکٹر ہے اس کے علاوہ انہیں ڈویلپمنٹ کا انچارج بنانا چاہئے اور ان کے عہدے کو ڈسٹرکٹ کونسل میں ex-officio voting member کا ہونا چاہئے تاکہ ڈسٹرکٹ کونسل میں check and balance رہ سکے۔

ڈویلپمنٹ پراجیکٹس یہ خود implement کریں، ڈسٹرکٹ ریونیو، ہیلتھ اور ایجوکیشن کے جو افسران ہیں ان کو non voting members بنا کر ان کے ساتھ شامل کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی کی تجویز innovative ہے یہ کتنی کامیاب ہوگی یہ تو depend کرتا ہے کہ کس طرح implement کی جائے لیکن شاید یہ expensive ثابت ہوگی کیونکہ یہ ایک totally نیا ادارہ بن جائے گا۔

جہاں تک ڈسٹرکٹ کونسل میں چیف آفیسر کی standing ہے وہ اسی طرح monitor کی جا سکتی ہے کہ ان کی ACRs ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین لکھیں تاکہ وہ As the officer of the Government چیئرمین کو صحیح قسم کی رائے دے سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سب سے پہلے رانا ثناء اللہ خان صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بل کو پیش کرنے کے بعد جو طریق کار اختیار کیا وہ قابل ستائش ہے۔ اپوزیشن کو دعوت دی کہ وہ اس میں مثبت تجاویز دیں، سول سوسائٹی کو دعوت دی، میڈیا کو دعوت دی اور ہر ممبر سے گزارش کی کہ وہ اپنی اپنی suggestions دیں اور ہم proud feel کر رہے ہیں کہ first time ایسا ہو رہا ہے۔ ایک ایسی روایت قائم کی جارہی ہے کہ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ ہمارا یہاں پر کوئی مقصد ہے اور ہر بندہ اپنی تجاویز دے سکتا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایک ایسا بل ہو گا جو نقائص سے پاک ہو گا اور یہ ہماری دیہی ترقی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھے گا۔ میں دو تین باتیں عرض کروں گا کہ جو سابقہ بلدیاتی نظام تھا اگر اس میں کوئی خوبصورت چیز تھی تو وہ یہ تھی کہ انہوں نے وارڈ سسٹم ختم کیا تھا۔ اگر ہمارے دیہات میں دھڑے بندی کا آغاز ہوا تو وہ اسی وارڈ بندی سے ہوا تھا تو میری تجویز ہے کہ اس وارڈ سسٹم کو ختم ہی رہنے دیں اور پوری یونین کونسل میں بالترتیب جو بھی زیادہ ووٹ لے وہ منتخب ہو۔

جناب سپیکر! میں دوسرا یہ عرض کروں گا کہ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا direct الیکشن ہونا چاہئے اور ممبر ضلع کونسل کا علیحدہ direct الیکشن ہونا چاہئے۔ جس طرح رانا صاحب نے کہا کہ یہ suggestion آئی ہے اور میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں کہ خواتین کی دو سیٹیں ہو جائیں اور اگر دوسری سیٹیں بھی بڑھا دی جائیں تو اُس کا فائدہ ہے کوئی نقصان نہیں کیونکہ ہمیں اُن ممبران کو کوئی اعزازیہ نہیں دینا پڑتا البتہ اس سے یہ ہو گا کہ ہمارے mostly دیہات کی نمائندگی ہو جائے گی۔ اگر ہم یہ

سیٹیں کم کریں گے تو وہ نمائندگی کم ہوگی۔ میں عرض کروں گا کہ خواتین، کسان اور اقلیتی سیٹوں کے لئے direct elections نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ دیہات میں ان کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے اور ہمارے کئی علاقے ایسے ہیں کہ جہاں پر قدامت پرستی بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے ہماری کئی بہنیں الیکشن میں حصہ نہیں لینا چاہتیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اُن کو نمائندگی دینے کے لئے یہ بہتر ہے کہ اُن کو indirectly elect کیا جائے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ بلدیاتی الیکشن غیر جماعتی ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعتی الیکشن نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ اس سے ہمارے rural areas میں کوئی تفریق نہیں ہوگی تو یہ بہتر نتائج دے سکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں check and balance پر خاص توجہ دی گئی ہے اور سابقہ مقامی حکومت میں ہم ناظم تھے تو ہم بھی دیکھتے رہے کہ کس طرح کرپشن کی جاتی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ ایسی مثال پہلے کبھی تھی نہ آئندہ ہوگی۔ کوئی بھی سسٹم بُرا نہیں ہوتا بلکہ اُس سسٹم کے چلانے والوں پر زیادہ depend کرتا ہے تو سابقہ دور میں کرپشن کے جو ریکارڈ قائم ہوئے تو اس بل میں اس پر مزید اگر کچھ ہو سکتا ہے تو وہ ضرور کرنا چاہئے تاکہ یہ کرپشن سے پاک ہو۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ راجہ راشد حفیظ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید اعجاز بخاری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری اشرف علی انصاری صاحب!

چودھری اشرف علی انصاری: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ والصلٰوۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جیسا کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 اس معزز ایوان میں پہلے بحث اور پھر منظوری کے لئے پیش کر دیا گیا ہے۔ اس بل کا پیش کیا جانا میں سمجھتا ہوں کہ مقامی حکومتوں کے قیام کی جانب ایک مثبت پیشرفت ہے جس پر میں پنجاب حکومت کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! پہلے ہم delimitation and composition کی بات کریں گے۔ جیسا کہ یہاں پر بار بار یہ نکتہ اُٹھایا گیا کہ census بہت پرانا ہے کیونکہ مردم شماری کو بہت عرصہ بیت گیا ہے تو ہم آبادی کا تعین کس طرح کر سکیں گے؟ اس میں میری یہ تجویز ہوگی کیونکہ recently general election ہوئے ہیں، ووٹر لسٹیں نئی ہیں تو جب ہم یونین کونسل کی حد بندی کریں تو یونین کونسل کی حد بندی آبادی کی بجائے ووٹروں کے حساب سے کر دی جائے اور اس پر اعتراض بھی نہیں ہوگا چونکہ

ووٹر لسٹیں تو بالکل نئی اور تازہ ہیں۔ اس میں میری تجویز ہو گی کہ ایک یونین کونسل آٹھ سے دس ہزار ووٹرز پر مشتمل ہونی چاہئے اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ یونین کونسل کے اندر جو وارڈ ز بنی ہیں تو جیسا کہ اس بل میں ذکر کیا گیا ہے کہ یونین کونسل ابھی صرف دیہات میں ہو گی تو میری گزارش ہو گی کہ دیہات کے اندر چونکہ کوئی دیہہ بڑا ہوتا ہے اور کوئی دیہہ چھوٹا ہے تو دیہاتی ایریا میں وارڈ بندی کرنا ویسے ہی بڑا مشکل کام ہے۔ پھر اگر وارڈ بندی کر بھی دی جاتی ہے تو وارڈ چھوٹے ہونے کی وجہ سے ایک ایک ووٹ کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ جب ووٹ کی اہمیت بڑھتی ہے تو پھر دشمنیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور یہ بلدیاتی سلسلہ ایسا ہے کہ یہ دشمنیاں پھر نسل در نسل آگے چلتی ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ہم تو یہ سارا سلسلہ in good faith کر رہے ہیں تو پبلک کے مفاد میں یہی ہے کہ یونین کونسل کے اندر وارڈ بندی نہ کی جائے اور یونین کونسل کے اندر جو کونسلر ہوں گے اُن کی تعداد جن کا ذکر پانچ تک کیا گیا ہے میری گزارش ہو گی کہ اس تعداد کو بڑھا کر نو کر دیا جائے اور پھر تین جو مخصوص نشستیں ہیں اُن میں ایک ایک woman member, peasant member and minority member ہو گا تو اس طرح یہ ملا کر بارہ ممبران ہو جائیں گے تو پھر ان سے آگے یو سی کا چیئرمین اور وائس چیئرمین منتخب کروایا جائے۔ ایک اور بڑی اہم بات جس کا یہاں پر بار بار ذکر کیا گیا ہے کہ یونین کونسل کے اندر صرف ایک woman member ہے تو اس طرح خواتین کی نمائندگی بہت کم ہے۔ میونسپل کمیٹی اور کارپوریشن میں تو یہ مسئلہ رہتا ہی نہیں کیونکہ وہاں پر خواتین ممبر تعداد میں زیادہ ہوں گی۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ This perception is totally wrong. کہ یو سی میں خواتین کی نمائندگی بہت کم ہے۔ میں یہ بات اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ جب میں بھی خواتین کا نمائندہ ہوں، آپ بھی خواتین کے نمائندے ہیں، اس معزز ایوان میں بیٹھا ایک ایک معزز ممبر خواتین کا نمائندہ ہے اور میں یہ بات اس لئے کرتا ہوں کہ جب ہم election campaign میں تھے تو ہم خواتین کے پاس جاتے تھے، خواتین نے ہماری corner meetings کروائیں، خواتین ہماری polling agents بنیں، خواتین نے ہمیں ووٹ کاسٹ کیا ہے تو اگر خواتین نے ہمارے الیکشن میں یہ سارے کام کئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنا نمائندہ منتخب کیا ہے۔ تو یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے کہ خواتین کی نمائندگی کم ہے۔ اسی طرح اقلیتوں کی نمائندگی کی بات ہے کہ میرے حلقہ کے اندر اقلیتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ میں election campaign میں اُن کے پاس گیا انہوں نے میری corner meetings کروائی ہیں، وہ بھی میرے polling agents بنے ہیں، انہوں نے

بھی مجھے ووٹ کاسٹ کیا ہے تو اس لحاظ سے میں بیک وقت پورے حلقے کا نمائندہ ہوں، خواتین کا نمائندہ ہوں، اقلیتوں کا نمائندہ ہوں اور پورے حلقے کا نمائندہ ہوں تو یہ بات درست نہیں ہے کہ خواتین کی نمائندگی کم ہے یا اقلیتوں کی نمائندگی کم ہے اور اسی طرح آپ سارے خواتین اور اقلیتوں کے نمائندے بھی ہیں۔ ایک اور اہم بات جو کہا جاتا ہے کہ دیہات اور شہروں کو اکٹھا ہونا چاہئے یہ تجربہ تو ماضی میں بری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ ماضی میں علاقوں کو ٹاؤنوں اور اضلاع کی شکل میں divide کر دیا گیا تو جن علاقوں میں ٹاؤن ناظم دیہات سے آ گئے انہوں نے صرف اور صرف دیہات پر focus کیا اور شہری علاقوں کو یکسر نظر انداز کر دیا جس سے شہری علاقوں کی حق تلفی ہوئی۔ اسی طرح جن ٹاؤنوں یا اضلاع میں ٹاؤن ناظم شہری علاقہ کے منتخب ہو گئے انہوں نے صرف اور صرف شہر پر توجہ دی اور دیہاتی علاقہ کو انہوں نے بھی یکسر نظر انداز کر دیا جس کی وجہ سے احساس محرومی بڑھا اور مسائل کم ہونے کی بجائے مسائل اور زیادہ پیدا ہو گئے اس لئے میری گزارش ہے کہ سسٹم جو بھی ہو شہر علیحدہ رہنے چاہئیں، دیہات علیحدہ رہنے چاہئیں۔ میری گزارش ہو گی کہ جس طرح دیہات کے اندر یونین کونسل ہو گی اسی طرح شہر کے اندر بھی یونین کونسل ہونی چاہئے لیکن نام علیحدہ علیحدہ ہونا چاہئے تاکہ فرق واضح رہے کہ دیہاتی ایریا کون سا ہے اور شہری ایریا کون سا ہے۔ اگر ہم یہ بات کرتے ہیں کہ شہروں میں زیادہ revenue generate ہوتا ہے اور دیہات میں کم revenue generate ہوتا ہے تو یہ بات بھی درست نہیں ہے کیونکہ revenue collect کرنے والی اتھارٹی اور ہے، revenue allocate کرنے والی اتھارٹی اور ہے تو جنہوں نے revenue allocate کرنا ہے تو وہ دیکھیں گے کہ کہاں کس چیز کی زیادہ ضرورت ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم کس طرح revenue allocate کرتے ہیں اس لئے دیہات اور شہروں کو علیحدہ علیحدہ ہی رہنا چاہئے ان کو اکٹھے نہیں ہونا چاہئے اور پھر جس چیز کو یہاں بڑا criticize کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی خوبصورتی ہی یہی ہے کہ اگر کوئی چیئرمین، وائس چیئرمین یا چیف ایگزیکٹو misconduct کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی جواب طلبی کی جا سکتی ہے جس کو criticize کیا جا سکتا ہے۔ ہم جب misconduct کی بات کرتے ہیں تو اس طرح کوزے میں دریا کو بند کر دیا گیا ہے۔ Misconduct میں کرپشن، بدانتظامی، لوٹ مار اور abuse of powers آتی ہیں تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک چیئرمین، وائس چیئرمین یا ایک چیف ایگزیکٹو لوٹ مار کرتا پھرے، اختیارات کا ناجائز استعمال کرتا رہے، وہ بدانتظامی کا ارتکاب بھی کرے اور اسے کھلی چھٹی دے دی جائے کہ آپ کے اوپر کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے۔ ہم نے آپ کو blank cheque دے دیا ہے جس

طرح تمھاری مرضی ہو عوام کے مفادات سے کھیلتے رہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیک اینڈ بیلنس ہی اس نظام کی خوبصورتی ہے۔

جناب سپیکر! بار بار ذکر کیا جاتا ہے کہ بلدیاتی نمائندوں کے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ ہم بلدیاتی نمائندوں کے اختیارات کی بات کرتے ہیں لیکن اپنے اختیارات کی بات نہیں کرتے۔ ایک ایم پی اے کے پاس کیا اختیار ہے، ایک ایم پی اے ایک سکول ٹیچر کی ٹرانسفر اور پوسٹنگ نہیں کرا سکتا ایک پٹواری ایم پی اے سے زیادہ طاقتور ہے۔ اس کے برعکس ہم ایک یونین کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کو دیکھتے ہیں تو وہ ایک ایم پی اے سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ اس لئے طاقتور ہے کہ ہمارے پاس تو کوئی اختیار نہیں ہے، ہمارا اپنا کوئی دفتر نہیں ہے لیکن یونین کونسل کے چیئرمین کے پاس اپنا دفتر ہے۔ ہماری کوئی ٹیم نہیں ہے یونین کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کی ٹیم ہے ہم نے اگر کسی بیوروکریٹ کے پاس جانا ہوتا ہے یا کسی کام کی غرض سے کسی کے پاس جانا ہے تو ہم نے اکیلے جانا ہے انہوں نے ایک ٹیم کی شکل میں جانا ہے اس لئے وہ ہم سے زیادہ طاقتور ہیں۔ ان کے پاس اپنے فنڈز ہیں جن کو وہ اپنی مرضی سے خرچ کریں گے ہمارے پاس اپنے کوئی فنڈز نہیں ہیں اس لئے یہ بات کی جائے کہ بلدیاتی نمائندوں کے پاس اختیارات نہیں ہیں تو یہ بات بھی درست نہیں ہے۔ میری تجویز یہی ہے کہ ایم پی ایز کو زیادہ empower کرنے کی ضرورت ہے ان کو اپنی طرف بھی ذرا توجہ دینی چاہئے۔ میری یہی گزارشات ہیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ

ملک محمد احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ایوان کی کارروائی ساری کی ساری ریکارڈ ہوتی ہے اور یہ path بنتی ہے۔ یہ بہت اہم بحث ہے۔ لوکل گورنمنٹ کا قانون اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ ہم اس کو out of nowhere لے کر آ گئے ہیں اور بنانے لگے ہیں۔ یہاں ابھی معزز ممبر انصاری صاحب بات کر رہے تھے تو اس سے تھوڑی بہت ambiguity پیدا ہو گئی کیونکہ یہ recorded path ہو گا۔ ان کی تقریر ایوان کی کارروائی کا حصہ بن جائے گی۔ پوائنٹ آف آرڈر کا صرف یہ مقصد نہیں ہے کہ میں نے کوئی تنقید کرنی ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی چیز جو unnoticed by the Chair چلی گئی ہو۔ جناب! آپ کا فرض تھا کہ آپ نے اس کا notice لینا تھا۔ ان کا موقف یہ ہو کہ خواتین کی نمائندگی کے متعلق اگر

میں خواتین کے پاس جا کر کارنر میٹنگز کرتا ہوں تو میں ان کا نمائندہ ہوں تو یہ اس کی vires to the Constitution درست نہیں ہے۔ آئین پاکستان کا آرٹیکل 32 جو ہے یہ clearly stipulate کی special seats for peasant, workers and women ہیں۔ یہ تو آرٹیکل 32 کی compliance ہے، جب یہ ایوان کوئی law پاس کرے in accordance to the vires of the Constitution کرے تو اس ایوان پر یہ پابندی ہو گی کہ آپ نے جو بھی بل پاس کرنا ہے تو خواتین کی سپیشل سیٹیں اس کا حصہ ہوں گی اور جتنی زیادہ ہوں گی آئین کی اصل تشریح اور رُو کے مطابق وہ بات ہو گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صلاح الدین صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد توفیق بٹ صاحب!

جناب محمد توفیق بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ **اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ**۔ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بے شک۔ محمد توفیق بٹ صاحب! تجاویز بھی دینی ہیں۔

جناب محمد توفیق بٹ: جناب سپیکر! انشاء اللہ تجاویز بھی دیں گے۔ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ میں اس ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں، میں پورے وثوق سے حلفاً کہنا چاہتا ہوں کہ صاف اور اچھی نیت سے حکومت پنجاب نے اس بل کو پیش کیا ہے۔ وہ ممبران جو یہاں کھڑے ہو کر صرف تنقید کرتے ہیں میں ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت اور رانا ثناء اللہ خان نے ہمیں بھی کھلی اجازت دی ہوئی ہے اور ہم اپنی تمام تر تجاویز کھلے دل سے پیش کر سکتے ہیں اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ قانون ابھی پاس بھی نہیں ہوا، جو ممبران جماعتی اور غیر جماعتی الیکشن کی بات کر رہے ہیں تو اس کے لئے واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ یہ فیصلہ اسمبلی کرے گی کہ الیکشن جماعتی بنیاد پر ہو گا یا غیر جماعتی بنیاد پر ہو گا۔

جناب سپیکر! آپ سب کو پتا ہے کہ آج سے پہلے جتنے بھی بلدیاتی نظام آئے ہیں، اس نظام کو حکومتوں نے اپنے اختیارات کو بڑھانے کے لئے استعمال کیا ہے۔ کبھی کسی نے ریفرنڈم میں کامیاب ہونے کے لئے اس نظام کو بنایا اور کبھی کسی نے اپنی صدارت کو لمبا کرنے کے لئے اس نظام کو بنایا۔ یہ پنجاب کی تاریخ میں پہلا بل ہے کہ حکومت اور اسمبلی اختیارات لینے کے لئے نہیں بلکہ اختیارات دینے کے لئے قانون بنا رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں اس پر فخر ہے۔ میں اپنے فخر پنجاب خادم اعلیٰ پنجاب کو اور راناثناء اللہ صاحب کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہ اختیارات دینے کا credit ہمیں یعنی مسلم لیگ (ن) کو مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کے حکم کے مطابق بات کو مختصر کرتے ہوئے تجاویز کی طرف آتا ہوں۔ یونین کونسل کی سطح پر غیر جماعتی الیکشن ہونا ضروری ہیں۔ اپوزیشن کے بھائی اور بہنیں جس طرح تجاویز دے رہے ہیں وہ قابل تحسین ہے۔ یہ اچھے طریقے سے میٹنگز میں آتے ہیں اور ہم بھی بات کر رہے ہیں تو یہاں بہت اچھا ماحول ہے۔ میں غیر جماعتی الیکشن کے حوالے سے تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یونین کونسل level پر کیوں الیکشن غیر جماعتی ہونے چاہئیں۔ اس میں ground reality یہ ہے کہ جب کسی امیدوار کو کسی جماعت کا ٹکٹ جاری کر دیا جاتا ہے تو نہ چاہتے ہوئے بھی لوگ اس کو ووٹ دیتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ یونین کونسل level پر الیکشن غیر جماعتی ہو تاکہ اچھے سماجی رہنما اور نیک نام لوگ منتخب ہو کر یونین کونسل کے ممبر بن سکیں۔ یہ جس طرح میثاق جمہوریت کا کہہ رہے ہیں تو اس پر بھی میری تجویز ہے کہ جب میئر اور ڈپٹی میئر کے الیکشن ہوں تو ان کونسلروں اور چیئرمینوں کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ جماعتی بنیادوں پر اپنے نمائندوں کو منتخب کر سکیں، نیچے غیر جماعتی اور اوپر جماعتی بنیادوں پر نمائندے منتخب کئے جائیں تاکہ میثاق جمہوریت کا ہمارا وعدہ بھی پورا ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ village کونسل اور سٹی کونسل کا نظام پیش کیا گیا ہے یہ بھی بڑی اچھی نیت سے پیش کیا گیا ہے۔ میرے خیال کے مطابق یہ تفریق نہیں ہونی چاہئے کہ ضلع میں یونین کونسل ہو اور شہروں میں یونین کونسل نہ ہو تو میری تجویز ہے کہ شہروں میں بھی یونین کونسلیں ہوں، ضلع میں بھی یونین کونسلیں ہی ہوں اور نیچے نمائندگان کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے۔ اگر ہو سکے تو خواتین کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے اور ایک کی بجائے دو ہونی چاہئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کے متعلق پابندی ہے کہ جس علاقے میں پانچ سو ووٹ ہوں گے وہاں ہی اقلیت کا نمائندہ ہو گا جبکہ میرے خیال میں اس کو پانچ سو سے کم کر کے کم از کم دو سو یا اڑھائی سو ووٹروں تک ہونا چاہئے یعنی جہاں دو سو ووٹ ہوں وہاں اقلیتوں کا نمائندہ ہونا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ Bill میں ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی بنانے کی تجویز دی گئی ہے جو بہت اچھا اقدام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری تھا بلکہ اس کو ضرور شامل ہونا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ہم یہ Bill پاس کریں گے تو ایوان کے تمام ممبران اگر اس

کو اتفاق رائے سے پاس کریں گے تو پنجاب کی تاریخ میں یہ ایک سنہرا Bill ہو گا جس کا تاریخ میں نام رہے گا۔ میری حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ممبران سے اپیل ہے کہ کیا ہی اچھا ہو کہ اس Bill کو اتفاق رائے سے پاس کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب سبطین خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری علی اصغر منڈا! صاحب۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد ارشد صاحب!

رانا محمد ارشد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ یہاں پر بڑی اچھی باتیں ہوئیں اور میثاقِ جمہوریت کا نام بھی میرے کانوں نے سنا تو الحمدُللہ ہمیں میثاقِ جمہوریت پر فخر ہے کہ وہ میثاقِ جمہوریت جو ہم نے پاکستان کے اندر جمہوریت کی مضبوطی کے لئے کیا تھا، ایک ڈکٹیٹر کی آمریت کے خلاف کیا تھا اور پاکستان کے آئین کو توڑنے والوں کے خلاف کیا تھا کیونکہ یہ پاکستان جمہوریت کی بنیاد پر ہی بنا تھا۔ یہ پاکستان کسی کی بندوق کی نوک پر نہیں بنا تھا اور کسی ڈکٹیٹر نے نہیں بنایا تھا بلکہ یہ ہم سب کے آباؤاجداد نے بنایا تھا۔ یہاں پر 1960 میں ایک ایکٹ پاس ہوتا ہے جس کے کالے کرتوت بھی سب کے سامنے ہیں کہ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کو کس طرح ہروایا گیا اور وہ تاریخ میں لکھا جا چکا ہے۔ اگر مادرِ ملت کو B.D ممبران اور چار ہزار ووٹروں کے ذریعے نہ ہروایا جاتا تو وہ ملک کی صدر بنتیں اور آج پاکستان کے حالات مختلف ہوتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں تاریخ کی اوراق گردانی کرنا ہو گی۔ اگر 1979 والا ایکٹ ہے تو وہ بھی ہمیں دیکھنا ہو گا لیکن 2001 میں کون سی خوبیوں والا نظام ہمیں لا کر دیا گیا اور یونین کونسلوں میں کون سی دُودھ کی نہریں بہہ گئی تھیں؟ میں 1997 میں ممبر ڈسٹرکٹ کونسل تھا اور 2001 میں بھی ناظم یونین کونسل بنا تھا۔ کہا یہ گیا تھا کہ ناظم کے بغیر تھانے میں ایف آئی آر درج نہیں ہو گی اور وہ فیصلے کریں گے لیکن جب ناظمین کے الیکشن ہو گئے تو ناظم پیچھے پیچھے پھرتا تھا کہ مجھے تھانے میں ایف آئی آر کی کوئی نقل دے دے کیونکہ ناظم کو بھی اس کی نقل 200 روپے کے بغیر نہیں ملتی تھی۔ ناظمین کے نیچے جو خواتین کی سیٹیں تھیں وہ بھی پوری یونین کونسل سے ووٹ لے رہی تھیں اور ناظم، نائب ناظم بھی یونین کونسل سے ووٹ لے رہے تھے۔ یونین کونسل کا ناظم elect ہونے کے بعد ضلع کونسل اور کارپوریشن کا ممبر بھی بن گیا۔ جن کے پاس بڑی بڑی گاڑیاں ہوتی ہیں وہی آٹھ دس دیہاتوں کا الیکشن contest کر سکتے ہیں۔ میرا point of view یہ ہے کہ اگر ایک بڑے گاؤں میں کوئی سید، راجپوت یا آرائیں ہے تو وہ برادری کی بنیاد پر ووٹ لے لے گا لیکن وہ مسلمان جو پاکستانی ہے، غریب ہے وہ کیسے ووٹ لے گا، وہ

میرے عفاریوں اور رحمانیوں کی نمائندگی کیسے کرے گا؟ وارڈ سسٹم ہونا چاہئے اور اگر اس میں قباحتیں ہیں تو اس پر بھی discussion ہونی چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 1991 میں میاں محمد نواز شریف کے دَور میں ہی بلدیاتی الیکشن ہوئے پھر 1997 میں ہوئے اور انشاء اللہ اب بھی پنجاب سمیت پورے پاکستان میں بلدیاتی الیکشن ہوں گے کیونکہ یہ مسلم لیگ (ن) کے دَور میں ہی ہوتا ہے کہ grass-root level پر لوگوں کو اختیارات دیئے جاتے ہیں۔ ہم نے سپریم کورٹ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے 15۔اگست تک اس Bill کو پاس کر کے بھیجنا ہے۔یہاں پنجاب اسمبلی میں بھی discussion ہو رہی ہے لیکن معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ باقی اسمبلیوں میں ابھی تک discussion شروع نہیں ہوئی۔ پنجاب اسمبلی میں ہی daily سپیشل کمیٹی بیٹھتی ہے، کل پانچ گھنٹے لگا تار یعنی سوا دو بجے سے لے کر سات بج کر دو منٹ تک کمیٹی کام کرتی رہی اور پرسوں بھی بیٹھی رہی۔ ہمارے لئے اپوزیشن کے ممبران بڑے ہی قابل احترام ہیں کیونکہ ہماری بہنوں اور بھائیوں نے اچھی اچھی تجاویز دیں جن کو منسٹر لوکل گورنمنٹ نے بہت سراہا اور ہم سمجھتے ہیں کہ حکومتی بنچ اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتے جب تک اپوزیشن کی رائے نہ آ جائے۔ ہم اپنے بھائیوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور ایک ایسا نظام چاہتے ہیں جس میں غریب کو اختیارات ملیں اور غریب کے گھر کی دہلیز تک انصاف مہیا ہو۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 2001 میں ناظمین بن گئے اور 2002 میں پولیس کا ایک نیا ایکٹ آ گیا جس میں انوسٹی گیشن اور آپریشن ونگ علیحدہ علیحدہ ہو گئے لیکن ہم اس میں بھی amendments لا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹی بنا رہے ہیں۔ ہم ہیلتھ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو جیسے promote کرنا چاہتے ہیں اور نچلی سطح تک power دینا چاہتے ہیں وہ اسی صورت ممکن ہو سکتا ہے جب تک ہم یہ Bill پاس نہ کروالیں۔ یہ ایک healthy discussion ہو رہی ہے، ہمارے میڈیا کے دو ممبر بھی کمیٹی کا حصہ ہیں جو اپنے مشورے دے رہے ہیں اور انشاء اللہ جو تجاویز آئیں گی ان کی روشنی میں یہ ایکٹ بنے گا۔اب ممنون حسین صاحب بارہویں صدر elect ہوئے ہیں لیکن مجھے معذرت کے ساتھ یہ بھی کہنا ہے کہ تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان کے پچھلے تیس بتیس سال کے عرصہ میں وہ چار مختلف لوگ صدر رہے جنہوں نے آئین کو توڑا، اپنی مرضی سے amendment کی اور خود ہی ملک کے صدر بن گئے۔ یہ جمہوریت ہمیں سبق سکھاتی ہے، جمہوریت کا تسلسل ہی پاکستان کی عوام کے حقوق کی ترجمانی ہے، یہی قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے افکار کی ترویج ہے

اور یہی مضبوطی ہے۔ بیرونی طاقتور لوگ چاہے وہ امریکن ہوں یا انڈین ہوں ہم اُن کا ڈٹ کر مقابلہ بھی اسی صورت کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! آپ مہربانی کریں اور تجاویز بھی دیں۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ ایکٹ کی مضبوطی غریب عوام کی مضبوطی ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ empower کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کا صرف ایک منٹ مزید لوں گا۔ جب میں 2001 میں ناظم تھا تو ہی فنڈ ناظم یونین کونسل لگا رہا تھا، وہی فنڈ تحصیل ناظم لگا رہا تھا اور وہی فنڈ ضلع کونسل کا ناظم لگا رہا تھا۔ اس کا check and balance ہونا چاہئے کیونکہ یہ کرپشن کا منبع تھا۔ پرویز مشرف نے جو آئین دیا تھا وہ اصل میں کرپشن کی ایک آماجگاہ بنا ہوا تھا لہذا ہمیں کرپشن سے پاک نظام چاہئے اور وہ نظام چاہئے جس میں غریب عوام کے حقوق کی ترجمانی کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بہنوں کا جو کوٹا ہے، اگر وہ ایک سیٹ ہے تو اسے بڑھایا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جنرل سیٹوں پر بھی ہماری بہنیں الیکشن میں حصہ لے سکتی ہیں اور اگر وہ ان سیٹوں پر حصہ لیں گی تو ان میں power بھی زیادہ آئے گی اور ہماری بہنوں میں سے بھی کوئی یونین کونسل کی چیئرپرسن بن سکے گی اور اقلیتی سیٹوں سے بھی کونسلر چیئرمین بن سکیں گے۔ اسی طرح کسان یا لیبر کی سیٹ سے آنے والے کونسلر بھی چیئرمین بن سکیں گے اور یہی اس نظام کی خوبصورتی ہو گی اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نظام میاں محمد شہباز شریف صاحب کا وہ وژن ہے جسے انہوں نے عوام کی نبض کو سمجھتے ہوئے حقیقت میں لاگو کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نظام بہتر ہو گا اور اپوزیشن والے ساتھی مزید تجاویز دیں تاکہ ایک اچھا نظام بنے اور وہ نظام بنے جو پاکستان کے عوام کے حقوق کی ترجمانی کر سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ راناصاحب! ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اٹھارہویں ترمیم کے بعد پنجاب کے عوام کو بہت امید تھی اور وہ بہت optimistic تھے کہ اب یہ جو Province powers کو devolve کی گئی ہیں آئندہ آنے والے وقت میں لوکل گورنمنٹ کو بھی یہ powers اس level تک دی جائیں گی۔ ہمیں بہت امید تھی کہ autonomous bodies بنائی جائیں گی مگر ہم لوگ دیکھ رہے ہیں کہ اس کے اندر پارلیمنٹیرین اور بیوروکریسی کا بہت بڑا role رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان لوگوں کی duties تو پہلے ہی Constitution میں defined ہیں اور ان پر پہلے بھی بہت ساری ذمہ داریاں ہیں اس لئے انہیں ان چیزوں میں involve کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں تھوڑی سی بات indirect

الیکشن کی کروں گا کہ اگر آپ مسودے میں الیکشن کے طریق کار کو دیکھیں تو ئیں جگہوں پر indirect election کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ صرف چھ جگہوں پر direct election کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ Indirect election کو بہت سے لوگ defend کر رہے تھے مگر میں سمجھتی ہوں کہ اس کے کچھ drawbacks ہیں جن میں سب سے بڑا drawback جو ہے وہ pressure of the ruling party ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہارس ٹریڈنگ اور کرپشن کے chances بھی اس میں بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہاں پر non party basis کے متعلق ہو رہی تھی تو میرا خیال ہے کہ ہم لوگ 1985 کے الیکشن میں non party basis کا کافی خمیازہ بھگت چکے ہیں اور اس کا سب سے بڑا disadvantage یہ ہوتا ہے کہ جب اس level پر non party basis الیکشن ہوتا ہے تو اس کا کوئی ایجنڈا نہیں ہوتا اور سیاسی جماعتیں جن کے بارے میں ہم چاہتے ہیں کہ وہ grass roots level سے flourish کریں تو انہیں اس کا موقع نہیں ملتا۔ اس کے علاوہ برادری اور پیری مریدی کا سسٹم بھی بہت بڑی رکاوٹ ہوتی ہے کہ honest اور competent لوگ اوپر آئیں۔

جناب سپیکر! Representation کی بھی بہت بات ہوئی ہے اور خواتین کی نمائندگی کا بھی بہت ذکر ہو چکا ہے لیکن میں تھوڑی سی بات کروں گی کہ وہ بہت زیادہ reduce کر دی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ قائداعظمؒ کا فرمان ہم سب کو یاد ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "کوئی بھی قوم اور ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس کی خواتین ان کے مردوں کے شانہ بشانہ نہ چلیں"۔ میرا خیال ہے کہ مجھے قائداعظمؒ کے فرمان کی کوئی جھلک اس بل میں نظر نہیں آ رہی۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال آپ اگر صرف لاہور کو دیکھ لیں تو یہاں پہلے 150 یونین کونسلوں میں 700 خواتین تھیں جو کہ 33 فیصد representation تھی مگر موجودہ بل میں صرف 25 کی تعداد کر کے ان کی نمائندگی 12 فیصد پر لائی گئی ہے۔ میرے خیال میں gender equality کے دعوے ہماری موجودہ حکومت کرتی ہے مگر اس پر ایک بہت بڑا question mark ہے۔ ویسے بھی reserve seats کے متعلق ہم روز اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ آئے دن لوگ اسے چیلنج کر رہے ہیں اور پہلے ہی عدالتوں میں لوگ اس حوالے سے case کر رہے ہیں کہ یہ نہیں ہونی چاہئیں تو اس کی موجودگی میں دوبارہ سے خواتین کو reserve سیٹوں پر لایا جا رہا ہے جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری خواتین capable ہیں کہ وہ الیکشن لڑ کر آ سکیں اور ویسے بھی nominated seats پر جیسا کہ میری بہن نے ذکر کیا کہ

favouritism بہت کام کرتا ہے اور میرٹ اس میں کم consider کیا جاتا ہے۔ پنچایت اور مصالحت انجمن بنانے کا کہا گیا ہے تو اس حوالے سے میری تجویز ہے کہ اس میں جو composition بن رہی ہے اس میں خواتین کی شرکت کو ایک لازمی جز قرار دیا جائے کہ وہاں خواتین کی percentage یا ایک دو خواتین کی نمائندگی کو لازمی کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک پوائنٹ اور ہے کہ جو revival of magistracy system کیا جارہا ہے تو یہ independent judiciary کے اوپر ایک بہت بڑا question mark ہے اور ویسے بھی اس بل کے اندر کہیں بھی واضح نہیں ہو رہا ہے کہ Law & Order situation کی ذمہ داری کس کے پاس ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ اس بل کے مسودے میں community participation کہیں بھی نظر نہیں آ رہی حالانکہ اس سے پہلے Citizen Community Boards ہوتے تھے، village councils ہوتی تھیں اور neighbourhood councils ہوتی تھیں جن کے ذریعے community کی participation ہوا کرتی تھی مگر یہاں کہیں پر بھی community participation نظر نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! ایک Provincial Local Government Commission بنانے کے بارے میں اس بل میں بتایا گیا ہے جو کہ لوکل گورنمنٹ کی کارکردگی کو دیکھے گا۔ اس کی composition کچھ fair نہیں لگ رہی اس لئے کہ اس کے سارے ممبر صوبائی حکومت خود appoint کرے گی اور صرف ایک ممبر اپوزیشن لیڈر کی طرف سے ہوگا۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کے appointed نمائندوں کی موجودگی میں یہ کمیشن freely and fairly کام نہیں کر سکے گا۔ اس کی Clause-8(h) میں کہا گیا ہے کہ یہ کمیشن وقتاً فوقتاً Provincial اور National legislators کے ساتھ meetings رکھے گا۔ Ensure participation in development works تو legislators کا کام policy making اور legislation ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ انہیں development کے کاموں میں involve کرنا اور فنڈز کو ان کی discretion پر چھوڑنا مناسب نہیں ہے اس لئے اسے بھی review کیا جائے۔

جناب سپیکر! Local Governments کے functions جو ہمیں بتائے جا رہے ہیں جو اس مسودے میں موجود ہیں تو اس حساب سے یہ ہمیں بہت weak form میں نظر آ رہے ہیں۔ یونین کونسل اور ڈسٹرکٹ level پر ان کے functions بہت reduce کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے functions میں کوئی ایسے plans نہیں ہیں جن میں غربت، بے روزگاری، صحت، تعلیم، اکنامک

ڈویلپمنٹ اور دہشت گردی جیسی ساری چیزوں کو local level پر address کرنے کے لئے بھی کوئی تجویز نہیں دی گئی ہے اور rural areas کی یونین کونسلوں اور ضلع کونسلوں کو municipal facility کی کوئی بھی ذمہ داری اس کے اندر mention نہیں کی گئی مثلاً سیوریج، سیوریج ٹریٹمنٹ ڈسپوزل، سینی ٹیشن، solid waste collection اور sanitary disposal of solid liquid industrial and hospital waste وغیرہ کا بھی کہیں ذکر نہیں ہے۔ کیا یہ سمجھا جائے کہ ہمارے policy makers کو یہ احساس نہیں کہ 70 فیصد آبادی municipal facilities سے deprive ہو رہی ہے اور اس کا نتیجہ پھر یہ ہوتا ہے کہ جب یہ سہولیات نہیں ملتیں تو پھر rural urban migration کو فروغ ملتا ہے۔ لوگ ان چیزوں کی عدم موجودگی میں پھر شہروں کی طرف رُخ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹیز جو بنائی جا رہی ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ نئی اتھارٹیز بنانے کی ہمیں ضرورت نہیں تھی کیونکہ ان چیزوں پر کام کرنے کے لئے پہلے ہی ہمارے پاس بہت ساری اتھارٹیز موجود ہیں جو کہ ان فیلڈز میں کام کر رہی ہیں۔ اگر انہی کو ہم لوگ کسی طرح سے ان کے ساتھ incorporate کر دیتے یا ان کے ساتھ کسی قسم کا same page پر لے آتے تو شاید یہ کام زیادہ effective ہوتا۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ انہوں نے بہت ساری ایسی شقیں رکھی ہوئی ہیں جن میں جب بھی ضروت پڑے گی تو powers یونین کونسلوں کو devolve کی جائیں گی تو میرا صرف یہ سوال ہے کہ وہ آئندہ کیوں، ابھی کیوں نہیں، وہ اس چیز کو clarify کر رہے ہیں کہ یہ powers انہیں ابھی کیوں نہیں دی جا رہیں؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب طارق مسیح گل صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آج صبح چار بجے سے شام چھ بجے تک موبائل فون بند کر دیئے گئے ہیں تو مجھے انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ جب ہم جان بوجھ کر عوام کے مسائل اور دکھوں میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری یہ روایت بنتی جا رہی ہے کہ جو کام ہم سے نہ ہو سکے اس کا عوام پر وزن ڈال کر عوام سے سہولیات چھین لی جائیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! یہ وفاقی حکومت کا فیصلہ ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: نہیں، جناب! Suffer ہمارے لوگ کر رہے ہیں اور ہمیں سوچنا چاہئے۔ یہ "نظریہ رحمٰن ملک" ہے کہ موبائل فون بند کر دیں۔ آپ کے پاس پولیس ہے اور دوسری سکیورٹی ایجنسیاں ہیں جن پر لاکھوں اور کروڑوں روپے ہم لگا رہے ہیں تو ان سے کیوں یہ معاملات ٹھیک نہیں ہوتے۔ امن و امان، دہشت گردی کے مسئلے کو ٹیکنالوجی سے کنٹرول کریں اور ہم اسے اپنے law intelligence سے کنٹرول کریں۔ ہمارے پاس آسان حل ہے کہ موبائل فون بند کر دو۔ آپ کو اندازہ ہے کہ موبائل فون بند کرنے سے ماہ رمضان میں کاروبار کو کتنا نقصان ہوتا ہے اور لوگوں کا ایک دوسرے سے رابطہ ختم ہو جاتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ یہ وفاقی حکومت کا فیصلہ ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جو ہمارے پاس وسائل available ہیں ان میں رہتے ہوئے ان مسائل کو حل کریں نہ کہ عوام کو یہ روز روز تکلیف دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب طارق مسیح گل صاحب!

جناب طارق مسیح گل: شکریہ۔ جناب سپیکر! شروع کرتا ہوں اس نام سے جس نے کہا I am the way, the truth and the life کہ راحت اور زندگی میں ہوں۔ آج اس ایوان میں جس بل پر بحث ہو رہی ہے اس میں پہلا پوائنٹ یہ ہے کہ بلدیاتی الیکشن جماعتی ہونے چاہئیں یا غیر جماعتی؟ میری تجویز یہ ہے کہ ہمارے الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں کیونکہ بنیادی طور پر بلدیاتی ادارے پرائمری سکول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسے ماں اپنے بچے کو پرائمری سکول میں اس لئے داخل کرواتی ہے کہ کل کو وہ ہائی سکول جائے گا، کالج جائے گا اور پھر یونیورسٹی جائے گا۔ وہاں سے علم حاصل کر کے اپنے ملک، قوم، والدین اور معاشرے کی خدمت کرے گا۔ اسی طرح جس جس انسان کو خدا نے ماں کے پیٹ میں لیڈر کی خوبیاں ڈال دی ہیں تو خدا یہ چاہے گا کہ اسے ایک ایسے نظام میں trained کیا جائے۔ بلدیاتی نظام ہمارا سب سے پہلا نظام ہے جو پرائمری سکول کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب ہم ہائی سکول جاتے ہیں یعنی صوبائی اسمبلیوں میں جاتے ہیں، وفاق اور سینیٹ میں جاتے ہیں تو ہم جماعتی بنیادوں پر جاتے ہیں اسی طرح ہمیں یہاں پر بھی پارٹی کے پلیٹ فارم پر الیکشن لڑنا ہوگا تاکہ ہماری تربیت ہو اور ہمیں سکھایا

جائے کہ پارٹی کا ڈسپلن کیا ہوتا ہے، ملک میں کیا ہے، کیا پریشانی اور کیا ہلچل ہے ؟ اگر ہم پارٹی بنیادوں پر الیکشن کرواتے ہیں تو اس میں ہمارا فائدہ یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کی بہتری کے لئے سوچ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جو لوگ قائد محترم کو یہ تجاویز دے رہے ہیں کہ غیر جماعتی الیکشن اس لئے کروایا جائے کہ پارٹی کے کارکنان ناراض ہو جاتے ہیں اور ناراض ہو کر دھڑا بندی بنا لیتے ہیں۔ میں ان پارٹی کے عہدیداران اور کارکنان سے یہ التماس کرتا ہوں کہ ناراض ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ میرے قائد نے جو بھی فیصلہ کیا ہے پہلے اس پر نکتہ چینی ہوتی تھی لیکن بعد میں انہی لوگوں نے کہا کہ قائد کا یہ فیصلہ بالکل ٹھیک تھا جیسا کہ جب پاکستان ایٹمی طاقت بنا تو میرے قائد میاں محمد نواز شریف کو اُس وقت کے امریکی صدر کلنٹن نے پانچ بار فون کیا اور کہا کہ تم ایٹمی دھماکا نہ کرنا اس میں نقصان ہے۔ میرے قائد نے کہا کہ نہیں پاکستان کی عزت کے لئے، پاکستان کی بہتری کے لئے اور پاکستان کی ترقی کے لئے تُو مجھے پانچ بار فون کرے گا میں چھ بار ایٹمی دھماکا کر کے پاکستان کو ایٹمی قوت بناؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح خادم اعلیٰ پنجاب جب میٹرو بس کا سسٹم لا رہے تھے تو کئی پارٹی ورکروں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے یہ وقت کا زیاں ہے۔ اس وقت لوگوں نے کہا کہ یہ جنگلا بس ہے، کوئی کچھ کہنے لگا اور کوئی کچھ کہنے لگا لیکن میرے قائد نے میٹرو بس کا پروگرام چلا کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ فیصلہ بالکل ٹھیک تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لوکل گورنمنٹ بل پر آ جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ آپ ایجنڈے پر آ جائیں۔

جناب طارق مسیح گل: میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ الیکشن پارٹی بنیاد پر ہونا چاہئے میری اس تجویز کو note کر لیا جائے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر خواتین کی نشستوں کا مسئلہ ہے تو اس میں اضافہ بہت ضروری ہے۔ یہ نشستیں بہت کم ہیں ان میں اضافہ ہونا بہت ضروری ہے۔ میں آخر میں اپنی Minority کی بات کروں گا جس کی دعا سے مجھے میرے خدا نے یہاں بھیجا ہے۔ Minority کی نشستیں بہت کم ہیں۔ مجھے اس معزز ایوان میں کافی سارے بھائیوں خصوصاً اپوزیشن کے لوگوں نے یہ کہا کہ پہلی حکومت نے 150 یونین کونسل میں 150 ممبران کو elect کروایا تھا۔ 150 وہ تھے، 8 ڈسٹرکٹ میں تھے، 9 ممبران ٹاؤن میں تھے اور یہ کل 167 کی تعداد تھی۔ آج صرف 10 سیٹیں reserve پر ہیں۔ اتنا بڑا خلا ضرور ہے لیکن میں یہ ضرور بتاؤں گا کہ وہ 167 ممبران بااختیار نہیں بلکہ بے اختیار تھے۔ یونین کونسل میں میرے Minority کے ممبر کے پاس کوئی اختیار نہیں تھا بلکہ وہ اختیارات سے بالاتر ہو کر یونین کونسل

میں صرف حاضری لگانے جاتا تھا۔ مجھے ایسی نمائندگی اور ایسے electedلوگ نہیں چاہئیں۔ میری قوم چاہتی ہے کہ چاہے ہماری تعداد کم کر دی جائے لیکن ہمارا نمائندہ بااختیار ہو۔اس کے پاس اختیارات ہوں، اس کے پاس ثالثی اور مصالحتی عدالت کے اختیارات ہونے چاہئیں اس لئے جو حکومت گئی ہے اس میں Minority کے ممبران کے پاس کوئی ثالثی و مصالحتی عدالت نہیں تھی۔ وہ اپنی community کا فیصلہ کرنے سے بالاتر تھا اس کے پاس کوئی اختیار نہیں تھا کہ وہ اپنی community کے لئے کوئی فیصلہ کر سکے۔ میری community کا جو کرسچیئن لاء ہے، جو بائبل ہے اس کے مطابق میرا مسلمان بھائی فیصلہ کرنے سے بے خبر ہے۔ اس کو نہیں پتا کہ ہمارے مذہب میں divorce کا کھاتا نہیں ہے اس لئے جو minority کا elected member ہوگا اس کو اگر مصالحتی اور ثالثی عدالت کے تمام تر اختیارات دے دیئے جائیں گے تو وہ اپنی قوم، اپنی minority، اپنے لوگوں اور اپنی سوسائٹی کے تمام problems کو حل کرنے کی اہلیت رکھے گا۔ میں اپنے قائدین کو یہ تجویز دوں گا کہ خدا کے لئے یہ مخصوص نشستوں والے مسئلے کو ختم کیا جائے اور میری قوم کے elected members لئے جائیں۔ چاہے ہمیں دس ممبران ہی دے دیئے جائیں۔ میں ایک شہر لاہور کی بات کروں گا پھر آپ پورے پنجاب کو اس طرح divide کر سکتے ہیں۔ پورے لاہور میں اگر آپ ہمیں دس ممبران دیتے ہیں تو ہم agree ہیں لیکن ان کو الیکشن لڑنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اپنی community سے ووٹ لیں۔ جس community کے پاس ووٹ دینے کا حق نہ ہو، وہ اپنی قوم کے لیڈر کو ووٹ نہ دے سکے تو اس قوم کا کیا پُرسان حال ہو گا؟ میرے بھائی نے ابھی یہاں کہا کہ minority کے لوگ ہمارے ایجنٹ بنتے ہیں، ہمیں ووٹ دیتے ہیں اور ہماری campaign چلاتے ہیں۔ یہ تو ہو گیا میرے بھائی، ہم پاکستانی ہیں یہ ہم کریں گے، ہم چلیں گے، ہم door to door جا کر campaign چلائیں گے، اپنی پارٹی اور اپنے قائد کے لئے دن رات محنت بھی کریں گے لیکن ہمیں اپنے لیڈر کو ووٹ دینے کا حق دے دیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اپنے ممبران elect کروائیں تاکہ اس ایوان میں آ کر ان کو بھی ڈر ہو، ان کو بھی خطرہ ہو کہ ہم اپنی قوم کی بات کریں گے۔ جو selected member ہوتا ہے وہ پارٹی کی بنیاد پر کام کرتا ہے لیکن جب وہ elect ہو کر آئے گا تو وہ اپنی قوم کی بات کرے گا۔ اس کے ذہن میں یہ بات ہو گی کہ میں نے کل کو اپنی قوم کے پاس ووٹ لینے کے لئے جانا ہے۔ میری اپنے قائدین سے humble request ہے کہ آپ ہمیں اس بلدیاتی نظام میں ووٹ کا حق دیں ہمارے نمائندے elect ہو کر بلدیہ کے ایوان میں جائیں تاکہ اپنی community کی بات کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ نبیلہ حاکم علی خان!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں، جناب محمد وحید گل!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے، چودھری محمد اشرف وڑائچ!

چودھری محمد اشرف وڑائچ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔ بڑی لمبی بحث اور بات بلدیات کے اس Bill پر ہوئی جو کہ ہم پاس کرنا چاہ رہے ہیں ہمارے وزیر قانون صاحب نے کھلے دل سے اپوزیشن اور ایوان کے تمام معزز ممبران کو یہ دعوت دی ہے کہ آپ اپنی تجاویز دیں ہم انشاءاللہ ان کو consider کریں گے اور ان میں سے جو اچھی تجاویز ہوں گی ان پر عمل کریں گے ۔ اس پر میں وزیر قانون صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ انہوں نے بہت اچھے طریقے سے اس Bill کو handle کرنے کی کوشش کی ہے اور میرا خیال ہے کہ انشاءاللہ یہ Bill unanimously pass ہوگا کیونکہ اس Bill کے پیچھے کوئی ڈکٹیٹر ہے اور نہ ہی کسی اور کا ہاتھ ہے بلکہ اس کے پیچھے اگر کوئی ہاتھ ہے تو وہ عوام کے منتخب نمائندوں کا ہے۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف اور ہم انشاءاللہ عوام کو بنیادی حقوق اور بنیادی طاقت دینا چاہتے ہیں۔ عملی طور پر اس سلسلے میں باقاعدگی سے رانا ثناءاللہ خان کی موجودگی میں کمیٹی کی meeting ہو رہی ہیں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ بہت اچھا قدم اٹھایا ہے اور اپوزیشن سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ بے جا تنقید نہ کریں اور انشاءاللہ ہم اس Bill کو متفقہ طور پر پاس کریں گے۔ باقی اس سلسلے میں proposals مانگی گئی ہیں۔ میرا ایریا دیہاتی ہے اور میں رورل ایریا سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یونین کونسل کی تعداد پانچ کی بجائے اگر سات یا نو کر دی جائے تو اس میں زیادہ بہتری آجائے گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ ممبران کی تعداد کی بات کر رہے ہیں؟

چودھری محمد اشرف وڑائچ: جناب سپیکر! اگر ممبران کی تعداد پانچ کی بجائے سات یا نو کر دی جائے تو میرے خیال میں تمام آبادی کی نمائندگی بھی ہو جائے گی اور دیہاتوں کا ایریا جو کہ چھوٹے چھوٹے گاؤں پر مشتمل ہوتا ہے تو اس طرح ہر گاؤں سے تقریباً ایک نمائندہ آجائے گا۔ اگر ممبران کی تعداد نو کر دی جائے تو سب سے بہتر ہے لیکن اگر ممبران کی تعداد سات بھی ہو تو بھی feasible ہے باقی جہاں تک وارڈ سسٹم ہے تو میرے خیال میں دیہاتی ایریا میں لڑائی کی بنیاد چھوٹا وارڈ سسٹم ہے ان کی لڑائیاں مستقل نسل در نسل چلتی ہیں۔ ان لڑائیوں کو ختم کرنے کے لئے متناسب نمائندگی والے سات یا نو ممبران ہوں۔ ان میں سے پہلے سات ممبران کو منتخب ممبران سمجھا جائے۔ اس طرح جھگڑے کم از کم ہوں گے۔ باقی اگر

آپ چیئر مین اور وائس چیئر مین کا بھی براہ راست انتخاب کروالیں تو اس میں بھی جھگڑے کا بہت کم چانس رہ جائے گا، جو بھی ووٹ لے کر آئے گا وہ چیئر مین یا وائس چیئر مین بن جائے گا اور ممبران بھی اسی طرح آ جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ کونسل کے لئے ایک علیحدہ حلقہ ہو، اس میں سے ایک علیحدہ ممبر منتخب ہو جو پورے ڈسٹرکٹ کے لئے کام کرے اور براہ راست عوام کے ووٹ سے منتخب ہو۔ میرے خیال میں یہ ساری تجاویز ہمارے لوکل سسٹم کو مضبوط کریں گی اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی پر عمل کرکے بہتر سے بہتر طور پر یہ Bill بنایا جاسکتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ شروع کرتی ہوں یسوع المسیح کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا قادر ہے

جناب سپیکر! یہ بحث جو دو تین دن سے on the Punjab Local Government Bill چل رہی ہے میں آپ کی توجہ اس Bill کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ جب ہم کسی بھی کتاب یا کسی بھی document یا کسی بھی کہانی کو پڑھتے ہیں تو سب سے پہلے جو پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ اس کا Preamble پڑھتے ہیں یا Introduction پڑھتے ہیں اور پھر اس کے آخری دو تین pages پڑھتے ہیں پھر اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کتاب اور اس document میں کیا ہے۔ جب میں اس Bill کو دیکھ رہی تھی تو شروع میں جو Preamble ہے اس کو آپ نے بڑا hotchpotch کر دیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ شروع میں آرٹیکل (A)140 کا اور (B)32 کا ذکر کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ آپ نے ضرور آرٹیکل کا بھی ذکر کیا ہے اور اس کے الفاظ تو دیئے ہیں لیکن اس کو تھوڑا mix up کر دیا ہے۔

The opening sentence should have been read as in pursuance of the Article 140(A) & (B) of the Constitution of Pakistan.

اور پھر وہ quote آنی چاہئے تھی اس کے بعد elected representatives of the local government یہاں پر ختم ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ Article یہاں پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے purpose اور goal کو clarify کرنے کی کوشش کی اور اس کے اندر ہم نے equality of all citizens کا بالکل ذکر نہیں کیا۔ To promote good governance میں یہاں پر ایک phrase add کرنا چاہوں گی اور جو recommend کرنا چاہوں گی وہ یہ ہے کہ:

> "Equality of all citizens including women and non Muslims."

یہ ایسا سیکشن ہے جن کو اکثر ہم بھول جاتے ہیں اور اس کے بعد اس کو اس طرح کرنے سے اس کی زیادہ clarification---

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہی تھی کہ:

Second para should clarify the purpose and goals for creating local body government.

اس میں

"Equality of all citizens including women and non Muslims."

اس بات کو مدنظر رکھا جائے اور ان کو بھی include کیا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ وہ بہت دانشمند اور سینئر وزیر ہیں، لاء میں ان کا بہت تجربہ ہے، جب ہم سکول میں پڑھتے تھے، میں نے کیتھڈرل سکول اور کنیئرڈ کالج سے پڑھا اور ایف سی کالج سے ماسٹرز کیا تو ہمیں ہمارے استاد یہ سکھاتے تھے کہ جو چیز آپ produce کرنے جا رہے ہیں that should be perfect. کسی کو موقع نہیں ملنا چاہئے کہ اس میں یہ غلطی ہے۔ منسٹر صاحب نے جو بل پیش کیا ہے ایسے لگتا ہے کہ اس بل کے کچھ حصے ادھر سے لے لئے ہیں، کچھ ادھر سے لے لئے ہیں۔ یہ بڑا ہی disjointed سا بل ہے کوئی چیز کسی سے connect نہیں ہو رہی۔ مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ ایسا ہونا نہیں چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! ہمارے minorities کے منسٹر جناب خلیل طاہر سندھو اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں، بڑے ہی ہونہار، لائق اور محنتی وزیر ہیں انہوں نے کمیٹی میں ایک بات کہی کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تو non-Muslims exist ہی نہیں کرتے میں آپ کی وساطت سے ان کو بتانا چاہتی ہوں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 18 سے 20 ہزار رجسٹرڈ غیر مسلم ووٹر ہیں وہ ذرا اس کو correct کر لیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات ہم اس بل کو بار بار پڑھتے ہیں مگر اس میں devolution کا ذکر کہیں بھی نظر نہیں آتا، مقامی سطح پر اور نہ ہی ڈسٹرکٹ کی سطح پر۔ جب کہ آپ نے اس بل کے Preamble میں بھی ذکر کیا کہ ہم آرٹیکل 140 کو follow کر رہے ہیں اور Conclusion میں بھی

آپ نے آرٹیکل (A)140 اور (B)32 کا ذکر کیا ہے لیکن جب آپ بل کو درمیان سے پڑھیں تو اس میں یہ چیزیں نظر نہیں آتیں۔

There is too much interference and authority is to be seen by the Provincial Government.

اور پھر یہ جو آپ مجسٹریٹ سسٹم لے کر آنا چاہتے ہیں یہ بھی جوڈیشری کی نفی ہے اس کو بھی ختم کرنا چاہیئے اور میری تجویز یہ ہے کہ:

> All authorities and powers should be derived from the provincial government and bureaucrats and should be devolved to the elected members in the local government.

جناب سپیکر! دوسری بات میں Party based elections کی کرنا چاہتی ہوں، میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ party based elections کروائے جائیں۔ یہ پرائمری سکول نہیں بلکہ نرسری ہے اور نرسری میں ہی بچہ سیکھتا ہے اگر ہم ان کو party میں رہنے کا discipline، پارٹی کے ساتھ چلنے کا طریق کار نرسری level پر نہیں سکھائیں گے تو آگے جا کر یہ لوگ بہت un-disciplined ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب پارٹی کی بنیاد پر الیکشن ہوتا ہے تو سکریننگ ہو جاتی ہے اور اچھے لوگ سامنے آتے ہیں جو اس علاقہ یا یونین کونسل کے لئے بہتر ثابت ہوتے ہیں لہذا میں پُرزور حمایت کرتی ہوں کہ party based elections ہونے چاہئیں اور non-party based elections نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہ کرنا چاہتی ہوں کہ minority لفظ استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے ہمیں Non-Muslims کہیں کیونکہ جب آپ ہمیں minorities کہتے ہیں تو آپ ہمیں دیوار کے ساتھ دھکیل دیتے ہیں اور اس کے بعد ہمارے پاس نہ تو کوئی اختیار ہوتا ہے، ہمیں لگتا ہے کہ ہم foreigners ہیں، ہم باہر سے آئے ہوئے ہیں، We are non-Muslim citizens of Pakistan. ہم پاکستان کے باشندے ہیں، ہم یہاں پر پیدا ہوئے اور Indus civilization میں ہم اسلام سے پہلے یہاں موجود تھے اس لئے مہربانی کر کے ہمارے لئے minorities کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ اب میں خواتین اور غیر مسلم کونسلرز کی بات کروں گی۔

Women, non-Muslims and General Councilors, they all should come through direct elections not through indirect elections. We need to ensure full participation of non-Muslim citizens in all tiers of local body system. One seat should be allocated per ward or U.C, wherever they are in residence.

یہ number game نہ کریں، کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا کہ non-Muslims کا ایک گھر بھی نہ ہو، دس بارہ گھر ضرور ہوتے ہیں اس لئے یہ number game نہ کریں بلکہ جہاں پر بھی وہ رہ رہے ہیں وہاں پر ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! چوتھی بات یہ کروں گی کہ یہ جو urban and rural divide ہے،
Pakistan is a signatory to the international treaty which doesn't permit urban and rural divide.

اس لئے ہمیں اس سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور جو ہم نے international treaty sign کیا ہے ہمیں اس کی respect کرنی چاہئے۔اس کے علاوہ delimitation پر بات ہوئی، ہم سمجھتے ہیں کہ delimitation الیکشن کمیشن کے اختیار میں آتی ہے لہذا الیکشن کمیشن delimitation کرے۔ایک اور بات یہ کہ:

Gender balance has not been maintained in this Bill.

جناب سپیکر! ہمارا آئین کہتا ہے کہ خواتین کو ہر سطح پر نمائندگی دی جائے لہذا میری یہ تجویز ہے کہ خواتین کو 33 فیصد نمائندگی دی جائے اور اس 33 فیصد میں غیر مسلم خواتین کو بھی 3 فیصد نمائندگی دی جائے کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ ہماری غیر مسلم خواتین کو خواتین کی مخصوص نشست پر کوئی نشست نہیں دی جاتی، ہماری خواتین کے بھی بہت سے مسائل ہیں انہوں نے بھی اپنے علاقوں اور گلی محلوں کے مسائل حل کرنے ہوتے ہیں لہذا یہ بہت ضروری ہے کہ ہم ان کو بھی اس میں نمائندگی دیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ خواتین کو آپ جو بھی ذمہ داری دیں، جو بھی کام دے دیں وہ بہت دلچسپی، خوش اسلوبی، ایمانداری اور commitment کے ساتھ کرتی ہیں اس لئے اگر ہم نے ایک اچھا سسٹم لانا ہے تو خواتین کو بھرپور نمائندگی دی جائے ۔اس کے علاوہ اس بل میں لاء اینڈ آرڈر کی situation اور terrorism کے حوالے سے کوئی بھی بات نظر نہیں آئی، جس دور سے ہم گزر رہے ہیں روزانہ ہمارا اخبار لاء اینڈ آرڈر کی situation سے بھرا ہوتا ہے۔ کہیں نہ کہیں ایسے واقعات ہوتے ہیں اس کے علاوہ خاندانوں میں

گھروں میں عورتوں کے اتنے مسائل ہیں لہذا میں سمجھتی ہوں کہ اس بل میں اس issue کو لانا بھی بہت ضروری ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ اس کو بھی بل کا ایک important segment بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میرے بہت سے بھائیوں نے کرپشن کی بات کی کہ لوکل باڈی سسٹم میں اگر ہم ناظم کا عہدہ اور اختیارات دے دیں تو کرپشن کی جاتی ہے۔کرپشن کس ادارے میں نہیں ہے؟ مجھے گورنمنٹ کا ایک ادارہ بتا دیں،ایک ایسے ادارے کی نشاندہی کر دیں جہاں کرپشن نہیں ہو رہی۔چاہے وہ مرکزی حکومت ہے،صوبائی حکومت ہے،لوکل باڈیز ہیں،چاہے وہ کوئی بھی ادارہ ہے سرکاری،نیم سرکاری یا پرائیویٹ ادارہ ہے کرپشن ہمارے ملک کا وتیرہ بن چکی ہے۔لہذا اس کو روکنے کے لئے ہمیں اپنے attitudes change کرنے ہوں گے،ہمیں ایسے لوگ لے کر آنے پڑیں گے جو committed اور honest ہوں۔اس طریقے سے ان کو دھکیل کر ہم کرپشن کو نہیں روک سکتے۔اس کے علاوہ میں یہ کہوں گی کہ:

> All the authorities should be under the district and the direct control and authority of local government i.e. TEPA, PHA, Corporation, Slaughter House, LMC, LTC, Rescue 1122, Punjab Food Authority, Health, Education Authority, Price Control.

یہ ساری چیزیں لوکل باڈیز ایکٹ کے direct control میں ہونی بہت ضروری ہیں۔یہاں پر کارپوریشن کا بھی ذکر ہوا ہے،انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے یہ ترکی کی کمپنی کو دے دی ہے لیکن مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ہم نے یہ ان کو کیوں دے دی ہے؟لوگ جو وہاں کام کرتے ہیں ان کے ساتھ بہت زیادتی ہوتی ہے،ان کی تنخواہوں سے اتنی زیادہ کٹوتی ہو جاتی ہے،اس کے علاوہ ان کو چھٹی بھی نہیں دی جاتی اور گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں ان کو جو benefits ملتے تھے وہ benefits بھی ختم ہو گئے ہیں۔مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ہماری حکومت نے یہ ظلم کارپوریشن کے ملازمین کے ساتھ کیوں کیا ہے؟اس لئے میں چاہتی ہوں کہ گورنمنٹ اس کارپوریشن کا کنٹرول بھی اپنے پاس واپس لے۔اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گی کہ کارپوریشن کے ملازمین کی hiring and firing authority بھی چیف منسٹر یا بیوروکریٹس کی بجائے میئر کے پاس ہونی چاہئے بلکہ ساری اتھارٹی میئر کے پاس ہونی چاہئے۔اس کے بعد کمیٹیوں کے متعلق عرض کروں گی کہ ہم جو کمیٹیاں بنائیں گے۔

There should not be less than twelve members and they all should be elected members.

کیونکہ جو elected members ہوتے ہیں ان کو ہٹانا تھوڑا مشکل ہوتا ہے ہم جب pick and choose کرتے ہیں تو اس میں اپنی مرضی کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے ان کو ہٹا بھی دیتے ہیں اس لئے میری یہ proposal ہو گی کہ:

Members should not be less than twelve in committees.

Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ رائے منصب علی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد عارف عباسی!

رائے منصب علی خان: جناب والا! میں تو بیٹھا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں معذرت چاہتا ہوں. I am very sorry آپ بات کریں۔ جی، رائے صاحب!

رائے منصب علی خان: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں ساری باتیں to the point کروں گا اور آپ کا زیادہ وقت بھی نہیں لوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے یہ بہت اچھا کیا ہے کہ تمام معزز ممبران کی اس بل پر رائے لی ہے۔ جب اس رائے کا رزلٹ نکلے گا وہ تو بعد کی بات ہے لیکن ہمیں بڑی اُمید ہے کہ ہماری رائے کو اہمیت دی جائے گی۔ سب سے پہلی بات یونین کونسل کی ہے اور میں صرف دیہی آبادی کی بات کروں گا۔ یونین کونسلوں میں تیس ہزار آبادی کی شرط رکھی گئی ہے لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ مہربانی فرما کر اسے پندرہ سے بیس ہزار تک کر دیا جائے تاکہ ہر آدمی کی direct approach ہو جائے۔ چیئرمین اور وائس چیئرمین کو تیس ہزار آبادی کا الیکشن لڑنے کے لئے ایک ایم پی اے کا الیکشن لڑنا پڑ جائے گا لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کی زیادہ سے زیادہ آبادی بیس ہزار کر دی جائے۔ اس کے علاوہ اس میں ایک بہت بڑی شرط ہے جس پر حکومت نے غور کیا ہے اور نہ ہی کسی نے point out کیا ہے میں وہ point out کرنا چاہتا ہوں، وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے behalf پر ڈھلوں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ بھی یہاں پر موجود ہیں۔ آپ اپنی بات کریں۔

رائے منصب علی خان: جناب والا! میرا اہم point یہ ہے کہ حلقہ بندی دوبارہ ہو گی، حلقہ بندی میں پٹوار سرکل کی شرط لگا دی گئی ہے۔ شہروں میں تو It doesn't matter وہاں تو محلے ہوتے ہیں دیہاتوں کے متعلق عرض کروں گا، آپ بھی ماشاء اللہ بہت بڑے زمیندار ہیں۔ پٹوار سرکل 1906 سے لے کر 1924 تک بنتے رہے، اس کے بعد سوائے چک بندی کے ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اب اس وقت جو پٹوار سرکل بنے ہوئے ہیں وہ کہیں تو سات کلو میٹر لمبے ہیں اور آدھا کلو میٹر چوڑے ہیں۔ اس میں اگر ہم amendment نہیں کرتے تو پھر اس وقت کوئی یونین کونسل اِدھر جا رہی ہے، کوئی اُدھر جا رہی ہے۔ آپ اس میں یہ مہربانی کریں کہ پٹوار سرکل کی پابندی کو لازماً ختم کر دیا جائے اور جو نزدیکی areas ہیں، ان مواضعات کو شامل کر کے یونین کونسل بنائی جائے۔ میں اس پر کئی دفعہ پہلے بھی بات کر چکا ہوں آج رانا صاحب نے میٹنگ بھی بلائی ہے ان کو بھی request کروں گا اور آپ کے توسط سے یہ پیغام بھی پہنچا رہا ہوں کہ پٹوار سرکل پر ضرور غور فرمائیں۔

جناب سپیکر! تیسری میری گزارش یہ ہے کہ جہاں پر Christian population نہیں ہے یا پانچ سو سے کم ہے وہاں پر ان کا نمائندہ نہیں ہو گا۔ آپ یقین کیجئے کہ میرے حلقے کی آٹھ یونین کونسلوں میں Christian population ہے ہی نہیں۔ اب وہ کیا کریں گے باہر سے کوئی بندہ لے آئیں گے اور اس کو کھڑا کر دیں گے پھر اس کا کیا فائدہ ہو گا؟ گورنمنٹ کا یہ ایک احسن اقدام ہے، بے شک اس کی آبادی کو پانچ سو سے چار سو کر لیں لیکن کریں وہاں جہاں ان کی آبادی ہو۔ اس کے بعد اب میں ایک تکلیف دہ بات کرنا چاہتا ہوں، یہاں پر یہ فرما رہے ہے کہ یونین کونسل میں لیڈیز ایک کی بجائے دو ہوں یا کم از کم ایک تو ضرور ہو۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہو گی کہ ڈسٹرکٹ کونسلوں میں یا اوپر بے شک عورتوں کو میری بہنوں کو نمائندگی دی جائے مگر یونین کونسلوں میں نہ دی جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری یونین کونسلوں میں جو لیڈی منتخب ہوتی ہے اس بے چاری کو تو کچھ پتا بھی نہیں ہوتا، لوگ وہاں پر کمیوں کو آگے کر دیتے ہیں کیونکہ زمیندار اپنی بچیوں کو، بیٹیوں کو نہیں لاتے اگر ایسا ہے تو پھر اس کا فائدہ کیا ہے؟ سوائے اس کے کہ وہ اس کو چار، پانچ سو روپے دیں گے اور ووٹ لے لیں گے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کرپشن کو ہم شروع میں ہی ختم کر دیں تو بہتر ہو گا اور اگر آپ ضروری سمجھیں تو کسان کی سیٹ ایک کی بجائے دو کر دیں۔ خواہ مخواہ ان عورتوں کو بٹھانا جو بے چاری کپڑا اوڑھ کر ایک سائیڈ پر بیٹھ جائیں گی ان کو یہ بھی پتا نہیں ہو گا کہ کیا پاس ہو رہا ہے، کیا فیل ہو رہا ہے؟ اس وقت ہماری جو بہنیں صوبائی اسمبلی میں آئی ہوئی ہیں ماشاء اللہ قابل ہیں یہ یہاں پر بات کرتی ہیں، مشورے دیتی ہیں ان

کا یہاں ہونا ٹھیک ہے البتہ یونین کونسلوں میں، میں دعوے سے کہتا ہوں اور آپ بھی ماشاء اللہ زمیندار ہیں اس کے علاوہ بھی یہاں پر کافی دوست بیٹھے ہیں جن کا تعلق دیہاتوں سے ہے کوئی یہ بتادے کہ اس کی بہن ،بیٹی یا اس کی بیوی یونین کونسل کی ممبر ہو اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک خانہ پُری والی بات ہے جس کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آخری میری تجویز یہ ہے کہ ممبر ڈسٹرکٹ کونسل اور چیئرمین کا جو چناؤ ہو اس میں صرف منتخب لوگ ووٹ دیں۔ جس طریقے سے ہمارے پانچ یا سات ممبران یونین کونسل میں منتخب ہو جاتے ہیں۔ جب چیئرمین کا چناؤ ہو تو وہ ممبران جو indirect election کے ذریعے منتخب ہوں وہ چیئرمین کے چناؤ میں شامل نہ ہوں ورنہ وہ بے چارے بھی اسی طریقے سے ووٹ دے جائیں گے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اس لئے باقاعدہ منتخب لوگ چیئرمین کو منتخب کریں، اس طریقے سے ایک solid union council وجود میں آ جائے گی اور یہی طریقہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کے لئے بھی ہو۔ اس کے علاوہ یونین کونسل کا چناؤ ان ممبران سے نہ ہو اگر ہو تو وہاں پر ایک ممبر ڈسٹرکٹ کونسل direct سارے حلقے سے چنا جائے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہماری ڈسٹرکٹ کونسل کامیاب رہے گی۔ یہ میری چند ایک معروضات تھیں جو میں نے آپ کے گوش گزار کر دی ہیں۔ مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! بہت شکریہ۔ جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں لوکل گورنمنٹ کے بل میں میونسپل کمیٹیوں، ڈسٹرکٹ کونسلوں اور کارپوریشنوں کے الیکشن کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس لوکل باڈیز بل کی کلاز نمبر 13 ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ جب بھی ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کا الیکشن ہوگا اس وقت جو ممبران حاضر ہوں گے ان کی majority سے ہوگا۔ اپوزیشن کے لوگ ویسے بھی نظر انداز کئے جاتے ہیں generally ہمارا جو معاشرہ ہے، ہماری جو روایات چلی آ رہی ہیں، اس کے تحت ہم بلدیاتی اداروں کی سربراہی کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ میری یہ suggestion ہے کہ اس میں present majority کی بجائے total majority کو 51 فیصد کر دیا جائے۔ کسی بھی ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کے لئے، کارپوریشن کے میئر کے لئے اور میونسپل کمیٹیوں کے سربراہ کے لئے بھی یہ چیز ضروری قرار دی جائے کہ وہ elected members کی total strength کا 51 فیصد ووٹ لے کر اس ادارے کا سربراہ بنے اور یہ نہیں کہ present ممبران کی majority سے بنے۔ یہ بہت ضروری ہے اور اس سے ہم کافی ساری قباحتوں، پریشانیوں اور خرید و فروخت سے بچ جائیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ان کو ہٹانے کے لئے ہم نے two third majority کی شرط رکھی ہے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی اس میں totally contradiction ہے کہ آپ کو elect ہونے کے لئے تو present لوگوں کی majority چاہئے لیکن اسی شخص کو ہٹانے کے لئے آپ کو two third majority چاہئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے اس کو ہٹانے کے لئے بھی اگر وہ simple majority کا اعتماد کھو چکا ہے، چاہے وہ ادارہ میونسپل کمیٹی ہے، میونسپل کارپوریشن ہے یا ڈسٹرکٹ کونسل ہے۔ اگر وہ اپنے elected ممبران میں سے 51 فیصد لوگوں کا اعتماد کھو چکا ہے تو اس کے خلاف عدم اعتماد آ جانا چاہئے اور آپ لوگوں نے وہاں پر جو two third کی condition لگائی ہے میری تجویز ہے کہ two third کی بجائے simple majority سے select کیا جائے اور simple majority سے ہی ہٹایا جائے۔

جناب سپیکر! ایریا کی division کے لئے کلاز 6 ہے آپ نے اس میں عام پبلک سے suggestions اور objections مانگے ہیں اور اسے گورنمنٹ سنے گی۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ جب آپ ایریا divide کر رہے ہوتے ہیں یا حلقہ بندیاں کر رہے ہوتے ہیں تو یہ بڑا حساس نوعیت کا مسئلہ ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ اسے گورنمنٹ کے کسی افسر یا گورنمنٹ کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے میری تجویز ہے کہ at least ضلع کی سطح پر ایم پی ایز یا ایم این ایز رکھ لیں انہیں شامل کریں جب objections سنے جائیں یا objections پر فیصلہ کیا جائے تو اس تحصیل یا ضلع کے منتخب نمائندوں کو ضرور شامل رکھیں۔

جناب سپیکر! آپ نے جو ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹیز بنائی ہیں اس بل کے حساب سے تو یہ لگ رہا ہے کہ موجودہ حکومت کو شاید یہ احساس ہے کہ میونسپل، تحصیل یا ضلع level پر ہمارے جو نمائندے منتخب ہو کر آئیں گے ان میں اتنی قابلیت نہیں ہے کہ وہ ان اداروں کو handle کر سکیں یا یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ تعیناتیوں، تبادلوں اور مختلف معاملات پر کرپشن ہوتی ہے۔ اس میں میری گزارش ہے کہ اختیارات انہی اداروں کو دیئے جائیں جن کا حق بنتا ہے، ہم انتہائی ایمانداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ تمام services جن میں ایجوکیشن، ہیلتھ اور میونسپل یہ لوکل گورنمنٹ کا حق ہے۔ اگر ہم اسے لوکل گورنمنٹ کہتے ہیں تو فراخدلی کے ساتھ انہیں یہ دے دینے چاہئیں۔ اس میں کرپشن اور کسی قسم کی بد دیانتی کا جو خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے تو ضلع level پر سپروائزری کمیٹی بنائی جا سکتی ہے اور اس کمیٹی میں ضلع کے منتخب ایم پی ایز کے ساتھ ضلع کے چیئرمین کو شامل کر لیں، میونسپل کمیٹیز یا میونسپل کارپوریشنز

کے چیئرمین پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنادی جائے جو ہیلتھ اور ایجوکیشن کے معاملات کو supervise کرے لیکن ان کو چلانے کا اختیار صرف اور صرف لوکل گورنمنٹ کو دینا چاہئے۔ یہ ان کا حق ہے اور ہمیں یہ حق چھین کر بیوروکریسی کے حوالے نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے بعد clause-7 میں division and reconstitution of any local government ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اسے بھی دیکھنا چاہئے کہ اس میں totally صوابدیدی اختیار گورنمنٹ کو دے دیا ہے کہ وہ ایک گزٹ جاری کرے کہ وہ کسی بھی دو لوکل گورنمنٹ کو ملا دے یا کسی بھی ایک لوکل گورنمنٹ کو دو جگہ تقسیم کر دے اس کا بھی misuse ہونے کا احتمال ہے چونکہ اگر ان کی کسی ایک ایریا میں majority بنتی ہے تو وہ اس کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے کی لے لیں گے اور دوسرا حصہ دوسری طرف کر دیں گے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ reconstitution اور divide کرنے میں صوابدیدی اختیارات نہیں ہونے چاہئیں بلکہ اس علاقے کے جو منتخب نمائندے آئیں گے ان کی مرضی سے ان کی consensus سے اگر وہ چاہیں تو reconstitution اور division ہونی چاہئے otherwise یہ صوابدیدی اختیار گورنمنٹ کے پاس نہیں ہونا چاہئے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو اس بل میں ہیں اگر ہم انہیں دور کر دیں تو یہ کافی بہتر ہو جائے گا۔ دوستوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ ہم سارے لوگ مل کر اس بل کو مشترکہ طور پر پاس کر دیں تو اچھی بات ہو گی۔ خدا جانتا ہے کہ ہماری دلی خواہش ہے، ہم خلوص اور ایمانداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم متفقہ طور پر اس بل کو اسمبلی سے پاس کریں لیکن اس کے لئے ضرورت یہ ہے کہ ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ آیا یہ بل جس مقصد کے لئے پیش کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے پیش کیا گیا ہے کیا یہ اس مقصد کو پورا کرتا ہے یا نہیں؟ یہ بل آئین کی شق (A)140 جس کا ہم پچھلے دس دن سے رٹا لگائے ہوئے ہیں کیا یہ اس کی منشا پورا کرتا ہے یا نہیں؟ خدا گواہ ہے کہ اگر یہ بل اس کی روح کے مطابق اس کی منشا کو پورا کرتا ہو، اگر آپ لوگ انتظامی اختیارات، سیاسی اختیارات اور مالیاتی اختیارات ان منتخب نمائندوں کو دے دیں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ متفقہ رائے سے اس بل کو پاس بھی کریں گے اور اس کا سارا credit حکومت کو دیں گے لیکن ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ہم اسے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ بطور اپوزیشن ممبر ہمیں اس میں جو problem نظر آ رہی ہے کہ حکومت نے وہی ڈی سی او، اے سی، ڈی سی، تھانہ اور پٹواری کے ذریعے سارے انتظامی اختیارات اپنے پاس رکھ لئے ہیں اور اس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ عوام کو اسی تھانہ پٹواری کلچر میں رگڑا دیا جائے اور جو انتظامیہ کے معاملات ہیں وہ کسی صورت میں بھی grass roots level پر یا عام لوگوں کو نہ دیئے جائیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ حکومت کو یہ خوف ہے کہ شاید

ground پر جو رزلٹ ہے وہ ان کے حق میں نہ آئے اور وہ جنرل الیکشن جیسا کام نہ کر سکیں۔ہو سکتا ہے کہ اس level پر اگر منتخب نمائندے اپوزیشن سے یا ان کی سوچ کے نہ آئیں تو عوام ان کے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ خدا کے لئے ایسا نہیں ہے، ایسا کبھی نہیں ہے کہ آپ ڈنڈے کے ذریعے لوگوں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کریں۔آپ کب تک ایسا کریں گے، کب تک ایک تھانیدار، ایک پٹواری، ایک ڈی سی یا ڈی سی او کے ذریعے ان لوگوں کی لگامیں اپنے ہاتھ میں رکھنے کی کوشش کریں گے؟ ایسا نہیں ہو گا۔ ان کو اختیارات دو، ان کے جائز حقوق دو ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم آپ کے ساتھ مل کر اس بل کو پاس کریں گے صرف اور صرف اس صورت میں اگر آپ 140(A) کی منشا پوری کریں۔

جناب سپیکر! دوسری صورت میں آپ لوگ majority میں ہیں ایک گھنٹے میں بھی یہ بل پاس ہو سکتا ہے۔ ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ ہمیں پھر بھی موقع دے رہے ہیں لیکن اگر یہ بل bulldoze کرنے کی کوشش کی گئی، اس بل کو عوام کی خواہشات کے خلاف، عوام کو جو مسائل درپیش ہیں انہیں مد نظر نہ رکھتے ہوئے صرف اپنی صوابدید پر، اپنی مرضی سے، اپنی سہولت کے لئے پاس کیا گیا تو ہم اس کی لڑائی سپریم کورٹ میں بھی لڑیں گے، ہم اس کی لڑائی عوام کے ساتھ گلیوں میں بھی لڑیں گے، ہم اس کی لڑائی اسمبلی کے اندر بھی لڑیں گے اور اسمبلی کے باہر بھی لڑیں گے لیکن انشاء اللہ ہماری کوشش ہو گی کہ وہ نوبت نہ آئے۔ہم جو چاہتے ہیں، حکومت جو چاہتی ہے مقصد ہے عوام کی خدمت کرنا اگر یہ اس کے مطابق کریں تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ جی، مہر محمد فیاض صاحب!

مہر محمد فیاض: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا، وزیر بلدیات اور وزیر اعلیٰ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے یہ موقع دیا کہ ہم لوکل باڈیز سسٹم کے بل پر بحث کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاریخ میں پہلی منتخب گورنمنٹ ہے جو اپنے اختیارات نچلی سطح پر منتقل کر رہی ہے۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا میری چند تجاویز ہیں کہ یونین کونسل کے ممبران کی تعداد پانچ رکھی گئی ہے وہ کم از کم 9 ہونی چاہئے۔ وائس چیئرمین اور چیئرمین یونین کونسل کے ممبران میں سے منتخب ہوں اور جو ضلع کونسل کا ممبر ہے وہ علیحدہ سے ایک یا دو یونین کونسل سے منتخب ہو اور وہ ضلع میں جا کر اپنی نمائندگی کر سکے۔ ہمارے ہاں واٹر سپلائی کا بہت بڑا مسئلہ ہے کہ کروڑوں روپے کی واٹر سپلائی کی سکیمیں بناتے ہیں انہیں چلاتے ہیں لیکن اس کے بعد ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔اس بل میں بھی اس کا کوئی خاص ذکر نہیں ہے۔اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ واٹر سپلائی کا ایک علیحدہ ونگ بنا دیا جائے جو اس کی

اور اسے چلانے میں اور اس کی billing میں کردار ادا کر سکے۔ اس کے علاوہ ہر یونین maintenance کونسل میں سیوریج اور صفائی وغیرہ کا جو انتظام ہے اس کے ذمہ دار اس یونین کونسل کے چیئرمین اور ممبران ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ آج کل ہمارے ملک میں دہشت گردی کا بہت عنصر بڑھ گیا ہے۔ بی ڈی ممبر سے بہتر کوئی نہیں سمجھتا کہ ہمارے گاؤں، ہمارے محلے یا ہماری وارڈ میں کون بندہ باہر سے اجنبی آیا ہے، کدھر سے آیا ہے اور کس کے گھر رہ رہا ہے اس لئے ہمیں یہ ذمہ داری بھی اُن لوگوں کو سونپنی چاہئے جو اپنے ارد گرد نظر رکھیں۔ اس کے علاوہ بہت ضروری چیز یہ ہے کہ یہ الیکشن کروانے سے پہلے نئی حلقہ بندیاں ہونی چاہئیں اور ان حلقہ بندیوں کو پٹوار سرکل سے آزاد کرنا چاہئے کیونکہ آبادی کم ہوتی ہے اور پٹوار سرکل بہت دور تک جاتا ہے جس سے لوگوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں اس کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب نذر حسین!

جناب نذر حسین: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملک کا کوئی بھی آئین، قانون، آرڈیننس، ایکٹ، رولز و ریگولیشن یا کوئی ضابطہ ہو اُس کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ عام انسان تک اُس کے فوائد کس طرح پہنچتے ہیں یا عام آدمی کو اپنے معاشرے میں تحفظ کس طرح ملتا ہے یا ہماری سوسائٹی مجموعی یا انفرادی طور پر قواعد و ضوابط کے ساتھ آگے بڑھتی ہے اور ہمارے اندرونی اور بیرونی معاملات اُس قانون کے تحت اس طور پر deal ہوتے ہیں، پنپتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔ اس وقت لوکل گورنمنٹ بل 2013 جو زیر بحث ہے اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ مقامی حکومتوں کا ایک ایسا ضابطہ بنایا جائے کہ جس کے تحت عام لوگوں کو اس کے فائدے پہنچیں اور اُن کو سہولت اور انصاف اُن کے گھر کے نزدیک ترین بہم پہنچایا جائے اور عام آدمی چاہے وہ rural area میں یا urban area میں رہتا ہے اُس کے دو ہی مسائل ہیں کہ اُس کے حقوق کا تحفظ ہو اور اُس کو ایک ضابطے کے تحت سہولتیں فراہم کی جائیں۔ اس لوکل گورنمنٹ کا ایک حصہ لوگوں کو development دینا، سہولتیں بہم پہنچانا یہ تو بہت واضح ہے لیکن اس کا دوسرا حصہ لوگوں کو سہولتیں بہم پہنچانے کے ساتھ ساتھ امن و سکون ہو، اُن کے حقوق اور جائیداد کا تحفظ فراہم ہو تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے دیہی علاقوں میں خاص طور پر جو پرانا پنچایت سسٹم تھا جس کے تحت اُن کے چھوٹے چھوٹے مسائل جن کا تعلق گلی، نالی، کھڑکی، دروازے سے ہے اور اُس کا کوئی چھوٹا موٹا لین

دین ہے، اراضی کی حد بندی کا معاملہ ہے اور اُس حد بندی پر موجود درختوں کے جتنے بھی چھوٹے معاملات ہیں ان کو بہتر طریقے سے مقامی حکومتوں کے اپنے پنچایتی سسٹم کے ذریعے آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یونین کونسل کی جو formation ہے اس کے ممبر پانچ، سات، نو یا گیارہ ہوں اس کی ایک الگ بحث ہے کہ وہ ممبر کتنے ہونے چاہئیں لیکن ہر وارڈ میں ایک فعال پنچایتی سسٹم ہونا چاہئے تاکہ لوگ اپنے ان معاملات کے لئے اُن کو خود بھی approach کر سکیں یا اگر وہ پنچایت یہ سمجھتی ہے کہ کسی کے مابین کوئی تنازع یا جھگڑا ہے تو اُن کو اس کا از خود نوٹس لینے کا بھی اختیار ہونا چاہئے۔ یہی چھوٹے جھگڑے بڑے جرائم، بڑی وارداتوں اور معاشرے میں بدامنی کی وجوہات کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے دیہی لوگ گاؤں میں اور برادریوں میں بیٹھ کر حقائق پر بات کرتے ہیں اور حقائق تسلیم کرتے ہوئے فیصلے مانتے بھی ہیں البتہ جب وہی بات تھانوں یا کچہری میں جاتی ہے تو وہ صحیح حقائق بیان کرتے ہیں، نہ ہی وہ معاملہ ایک درست سمت میں جا سکتا ہے تو اُن کو امن وامان پہنچانے، اُن کی جائیداد، جان ومال کا تحفظ کرنے کے لئے انہی لوکل کونسلوں کے تحت پنچایتی سسٹم کو مؤثر اور فعال کیا جائے تاکہ ہمارے یہ مسائل حل ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی امن وامان کے جو دیگر مسائل ہیں، جو لوگ مجرمانہ ذہنیت رکھتے ہیں اور وہ اسی کے تحت معاشرے میں جرائم کرنے کی منصوبہ بندی کرتے ہیں تو یہی ہمارے پنچایتی ممبران اُن کی نشاندہی کریں، ان کا انتظامیہ اور انٹیلی جنس اداروں سے ڈائریکٹ رابطہ ہو تاکہ اُن کے منصوبے کو مکمل کرنے سے پہلے اُن کی آگاہی ہو جائے اور وہ واردات کرنے سے پہلے اُن کی نشاندہی ہو سکے اور معاشرے میں امن و سکون قائم ہو سکے۔ اگر ہم نے یہی پنچایتی سسٹم قائم کرنا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ چیئرمین اور وائس چیئرمین یونین کونسل سے نیچے کے الیکشن غیر جماعتی ہونے چاہئیں تاکہ اُن لوگوں کا تعلق کسی جماعت سے نہ ہو۔ وہ ایسے لوگ منتخب ہوں جو سب کے لئے قابل قبول اور اہل ہوں تاکہ وہ لوگوں کے مسائل حل کر سکیں۔ چیئرمین و وائس چیئرمین کا الیکشن چاہے یونین کونسل کا ہو، ضلع کونسل کا ہو، میٹروپولیٹن کارپوریشن ہو، میونسپل کارپوریشن ہو اُن کے الیکشن جماعتی بنیاد پر ہو جائیں تاکہ آگے چل کر وہ معاشرے کے لئے مؤثر افادیت پیدا کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس میں میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے کچھ دیہات ایسے ہیں جو پہلے ٹاؤن کمیٹی ہوا کرتے تھے۔ 1979 ایکٹ کے تحت بھی ٹاؤن کمیٹی تھی حتیٰ کہ 1962 میں بھی ٹاؤن کمیٹی تھی انہوں نے وہاں پر اپنے مکمل ضابطہ کار ترتیب دیئے ہوئے ہیں، وہاں گلیاں اور سڑکیں ایک نقشے اور

طریق کار کے مطابق ہیں۔ اس کے علاوہ اُن کے مکانوں، دکانوں، چھپر اور تھڑوں پر مکمل ٹیکس ہیں لیکن اگر ان کی آبادی 50 ہزار سے کم ہے تو گورنمنٹ نے ایک provision تو رکھی ہوئی ہے کہ اگر آبادی کم بھی ہو تو وہ گورنمنٹ کی صوابدید ہے کہ وہ اُسے میونسپل کمیٹی declare کر سکتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر اُن کی آبادی کم ہے تو as a rule جیسے 1962 یا 1979 میں جو ٹاؤن کمیٹیاں تھیں تو اُن کو لازمی طور پر ٹاؤن کمیٹی بنایا جائے چونکہ وہاں پر اُن کی ایک establishment ہے۔ آبادی کم ہے تو پھر بھی وہاں پر ٹاؤن کمیٹی بنائی جائے چونکہ وہاں اُن کے by laws ہیں، اُن کا طریق کار ہے، اُن کے نقشے ہیں اور وہ بڑی ترتیب سے چل رہے ہیں۔ اگر آج اُن کی آبادی کم ہونے کی وجہ سے ہم اُس کو یونین کونسل کر دیں گے تو گلی کی ترتیب رہے گی، وہاں پارکوں کی ترتیب رہے گی نہ ہی بازار اور راستے صحیح طریقے سے maintain ہو سکیں گے۔ اُن کا sanitation system، اُن کا صفائی اور واٹر سپلائی کا سسٹم ٹاؤن کمیٹی اور تحصیل میونسپل کمیٹی کی ایڈمنسٹریشن کنٹرول کر رہی ہے تو جو پہلے ٹاؤن کمیٹیاں تھیں اگر آبادی کم بھی ہو تو اُن کو لازمی ٹاؤن کمیٹیاں رہنا چاہئے تاکہ اُن کی جتنی بھی کارکردگی ہے وہ بہتر طریقے سے ہو سکے۔

جناب سپیکر! میری تیسری گزارش یہ ہے کہ ضلع کونسل میں ایجوکیشن اور ہیلتھ کی کمیٹیوں میں تجویز کیا گیا ہے کہ اُن کے سربراہان باہر سے نامزد ہو جائیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ کے چیئرمین بھی ایوان کے اندر سے الیکشن کے ذریعے منتخب ہوں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اگر وہ nomination ہی ہے تو پھر ایوان کے اندر کے ممبران چاہے وہ یونین کونسل کے ہیں یا ممبر ضلع کونسل ہیں اُن میں سے کسی کو نامزد کیا جائے تاکہ وہ ایجوکیشن یا ہیلتھ کمیٹی کا چیئرمین ہو۔ اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ادارے اتنی اہمیت کے حامل ہیں تو ان کے قواعد و ضوابط مکمل کرتے وقت یہ دیکھا جائے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی نمائندگی ہو، موثر نمائندگی ہو اور اُن کے ذریعے عام لوگوں تک یہ سہولیات بہم پہنچائی جا سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس بات کے اوپر خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ دو روز پہلے میں نے یہاں پر point of order raise کیا تھا کہ اختر رسول صاحب جو ہاکی فیڈریشن کے ایک ذمہ دار عہدیدار ہیں انہوں نے ایک کھلاڑی شکیل عباسی کو ٹریننگ کیمپ سے فارغ کر دیا تھا کہ وہ روزہ رکھ کر کیوں آئے تھے کہ اس سے ٹریننگ hamper ہوتی ہے۔ یہ point of order raise ہوا، الحمدللہ

انہوں نے perceive کیا، انہوں نے معافی بھی مانگی اور شکیل عباسی کو ٹریننگ کے لئے واپس بُلوالیا تو اس حوالہ سے یہ ایک اچھا gesture ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے آج یہ Point of Order raise کرنا ہے کہ دو روز سے اخبار کے اندر ایک خبر آ رہی ہے کہ یہاں ایک Oasis Club ہے اور پرسوں کے اخبار کے اندر دکھایا گیا تھا کہ نیم برہنہ خواتین ڈانس کر رہی ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ماہِ مبارک ہے میں اس معاملہ پر حکومت پر تنقید نہیں کرنا چاہتا ظاہر ہے بہت بڑا صوبہ ہے اور ہر جگہ پر معلومات رکھنا مشکل ہوتا ہے لیکن میں اس Point of Order کے ذریعے سے حکومت کو ضرور متوجہ کروں گا کہ جس علاقے کے اندر بھی یہ کلب ہے اور جہاں پر اس طرح کے نیم برہنہ ڈانس دکھائے جا رہے تھے وہاں کے ایس ایچ او کو direction دی جائے کہ اُس کا نوٹس لے اور اگر کوئی بے ضابطگی ہے تو ایسے کلب کا لائسنس منسوخ کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اس معاملہ پر in writing وزیر قانون صاحب کو دے دیں وہ اسے چیک کرا لیں گے۔ جی، میاں مناظر حسین رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے وقت عنایت کیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر قانون کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے اسمبلی کے اندر ایک نئی روایت کا آغاز کیا ہے۔ یہاں پر قانون سازی ہر دور میں ہوا کرتی تھی لیکن جس انداز سے اس لوکل گورنمنٹ کے بل کو عوام، تمام ممبران اور اپوزیشن کے سامنے رکھا گیا ہے اور جس انداز سے اس کو منظور کرانے کے لئے طریق کار اختیار کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قابل ستائش ہے۔ میں وزیر قانون صاحب سے یہ توقع کرتا ہوں کہ انھوں نے جس صبر و تحمل اور دانشمندی کا مظاہرہ اس لوکل گورنمنٹ بل کے حوالے سے کیا ہے اور ایک روایت قائم کی ہے تو ان کی یہ روایت ہمیشہ قائم دائم رہنی چاہئے نہ کہ ایک مخصوص حد یا مخصوص وقت تک رہنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کا ماحول اللہ کرے بہتر رہے، ہم اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر چلیں اور حزب اقتدار کے لوگوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ ہر قانون سازی میں ہمارے معزز ممبران کا بھی کردار ہونا چاہئے اور وہ اپنی بات ایوان اقتدار تک پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر! میں اس حالیہ بل کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ اس لوکل گورنمنٹ بل میں سب سے پہلے بنیادی اکائی یونین کونسل ہے۔ یونین کونسل ایسا بنیادی اور حساس ادارہ ہے جسے ہمارے دیہی علاقوں میں یا شہری علاقوں میں سٹی کونسل یا village کونسل کا نام دے دیں۔ بہر حال نام

کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا اصل فرق تو فرائض اور کام کرنے کی رفتار یا صلاحیت سے پڑتا ہے۔ میری یہ استدعا ہے کہ یونین کونسل بہت اہم ادارہ ہے جو سیاسی اداروں کی نرسری ہے۔اس کے ذریعے سے جو لوگ آتے ہیں وہ سیاست کی اے بی سی سیکھتے ہیں۔ان کو پتا چلتا ہے کہ سیاست کیسے کی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں سیاسی اداروں میں جانے کے لئے ایسے ادارے موجود نہیں کہ جہاں سے ٹریننگ حاصل کی جا سکے، جہاں سے لوگ educate ہو سکیں یا تربیت حاصل کر سکیں اور سیاسی اداروں میں یا اسمبلیوں میں جا کر اپنا اہم کردار ادا کر سکیں۔ یہ بلدیاتی ادارے ہی ہیں کہ جہاں سے لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں اور اپنا کردار ادا کرتے ہیں اس کے بعد جب وہ اسمبلی میں آتے ہیں تو ان کے کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مجھے بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے بھی اپنی سیاست کا آغاز بی۔ڈی اور یونین کونسل کے ممبر کی حیثیت سے کیا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی اداروں کا ملکی سیاست میں بہت اہم اور بڑا کردار ہے اس لئے ہمیں اس کو اہمیت دینی چاہئے۔ میں یونین کونسل کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ ہمارے بل میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اس کے پانچ ممبر ہوں گے میری یہ درخواست ہوگی کہ اس تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے، اس میں سات یا نو ممبر یقیناً ہونے چاہئیں کیونکہ کوئی گاؤں بڑا ہوتا ہے اگر تھوڑے ممبران ہوں گے تو بڑے گاؤں کے لوگوں کو زیادہ استحقاق مل جائے گا اور چھوٹے گاؤں کے لوگوں کا استحقاق مجروح ہوگا۔اس کے علاوہ یونین کونسل کی آبادی کم از کم بیس سے تیس ہزار تک ہونی چاہئے کیونکہ جب ایک یونین کونسل بڑی ہوگی تو اس میں سارے لوگ participate کر سکیں گے، اس کا ناظم چیئرمین ہوگا وہ اپنا کردار اچھے انداز سے ادا کر سکے گا اور پڑھے لکھے اچھے لوگ آگے آئیں گے جس سے اس کمیونٹی کا فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! یہاں ٹاؤن کمیٹی کے حوالے سے بات کی گئی ہے تو میں ماضی کی بات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ضلع سرگودھا میں کئی ایسی ٹاؤن کمیٹیاں تھیں جو بنائی گئیں لیکن ان لوگوں نے وسائل نہ ہونے کی وجہ سے بلدیاتی الیکشن کا بائیکاٹ کیا اور انہوں نے الیکشن میں حصہ نہیں لیا۔ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ٹاؤن کمیٹی کو ختم کیا جائے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی کے as such اپنے وسائل نہیں ہوتے وہ عوام کو سہولتیں فراہم نہیں کر سکتی، اس کو گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ نہیں ملتی اور اس کو ایک خودمختار ادارہ بنا دیا جاتا ہے لیکن اس کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے کہ وہ اپنے لوگوں کو فائدہ پہنچا سکے، ان کے ترقیاتی کام کرا سکے یا اپنا سٹریٹ لائٹس اور sanitation کا نظام ہی بہتر کر سکے۔ وہ بالکل ایک helpless ادارہ بن جاتا ہے جس کے پاس تنخواہیں دینے کے لئے بھی وسائل نہیں

ہوتے۔ اس میں گورنمنٹ اس کو اتنا طاقتور کرے اور گرانٹ دے، وسائل دے تاکہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو اچھے طریقے سے سہولتیں باہم پہنچا سکے۔ اگر ایسا ہو تو پھر ٹاؤن کمیٹی بن جائے تو قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے لیکن اگر اس کو ایک خود مختار ادارہ بنائیں گے اسے وسائل خود generate کرنے کے لئے کہیں گے تو پھر ٹاؤن کمیٹی بالکل نہیں چل سکے گی وہ ناکام ادارہ ہوگا اور عوام پر ایک ایسا بوجھ ہوگا جو عوام کے لئے تو کچھ نہیں کر سکے گا لیکن جو ملازم ہوں گے وہ صرف تنخواہیں ہی وصول کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میونسپل کمیٹی کی بات کی گئی ہے، سیاسی حکومتوں میں چھوٹے چھوٹے تحصیل ہیڈ کوارٹر بن گئے ہیں ان کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دینا چاہئے اس کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ نہیں ملنا چاہئے اگر اس کی آبادی criteria کے مطابق نہیں پھر بھی اس تحصیل ہیڈ کوارٹر کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! میونسپل کارپوریشن، میٹروپولیٹن کارپوریشن یا ضلع کونسل کی بلدیاتی اداروں میں انتہائی اہمیت ہے۔ یونین کونسل سیاست کی نرسری ہے اس کو اہمیت دینی چاہئے لوکل گورنمنٹ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مقامی مسائل مقامی سطح پر ہی حل ہوں جب ہم اس تصور کو بھلا دیں گے یا چھوڑ دیں گے تو پھر ہم وہ مقصد حاصل نہیں کر سکیں گے جس کے لئے ہم ان بنیادی اداروں کو تخلیق کر رہے ہیں یا بنا رہے ہیں۔ ہم جب عوام کو ان کی دہلیز پر سہولیات نہیں پہنچائیں گے، ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان کے اپنے علاقوں میں ایسا نظام وضع نہیں کریں گے کہ وہ اپنی تکلیف کے ازالہ کے لئے شہروں میں جائیں، اپنے ایم پی اے اور ایم این اے کے پاس جائیں یا کوئی اور سہارا حاصل کریں تو پھر ہم یہ مقصد پورا نہیں کر سکیں گے جس کے حصول کے لئے ہم ان بلدیاتی اداروں کا قیام عمل میں لا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیکنیکل باتوں کے لئے ہم نے اپنے ساتھیوں سے درخواست کی ہے کہ ڈھلوں صاحب کی قیادت میں جو کمیٹی بنی ہے ہم اس کے پاس حاضر ہو کر اپنی رائے کا اظہار کریں گے لیکن یہاں پر صرف اتنی بات کرنی ہے کہ اس قانون کی افادیت کو سمجھا جائے اور اس کی بنیادی ضرورت کو سمجھا جائے۔ جب تک اس قانون کی بنیادی ضرورت کو نہیں سمجھا جائے گا اس وقت تک ہمیں احساس نہیں ہوگا کہ ہم نے اس قانون کے ذریعے سے دیہاتوں اور شہروں میں بسنے والے لوگوں کے مسائل مقامی سطح پر حل کرنے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں کہ ماضی میں ہم نے دیکھا ہے، یہاں آج تو ہم بڑی محبت اور چاہت سے بلدیاتی اداروں کا اظہار کر رہے ہیں کہ بلدیاتی ادارے قائم کرنے چاہئیں لیکن جب بلدیاتی ادارے قائم ہو جائیں گے تو اس وقت ہم دیکھیں گے کہ ایم پی ایز، ایم این ایز اور بلدیاتی اداروں کے درمیان سرد جنگ کا آغاز ہو گا وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کے سامنے ہو گا۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک چوکیدار کی ٹرانسفر کے لئے بھی چیف منسٹر کا ڈائریکٹو جاری ہوتا تھا، ایک پٹواری کی ٹرانسفر کے لئے چیف منسٹر کا ڈائریکٹو جاری ہوتا تھا لیکن ڈائریکٹو کے باوجود پٹواری کی ٹرانسفر ہوتی تھی اور نہ ہی چوکیدار کی ٹرانسفر ہوتی تھی۔ میری اپنے معزز اکابرین جو اس قانون کو بنا رہے ہیں ان سے درخواست ہو گی کہ ایم پی اے، ایم این اے اور بلدیاتی ادارے کے درمیان ایک coordination کا سسٹم بنانا چاہئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ایک سرد جنگ کا آغاز ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کمیٹی بنی ہوئی ہے آپ اس میں تجاویز دیں۔ انشاء اللہ سرد جنگ شروع نہیں ہو گی اور امید ہے کہ بہتری ہو گی۔

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنی بات ختم کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بات کیجئے۔

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! ہم ڈھلوں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی رائے کا اظہار کریں گے اور امید ہے کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل بھی کریں گے۔ میں اپنے اکابرین سے صرف یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس قانون کو بنانے میں عُجلت سے کام نہ لیا جائے اس پر غور و فکر کیا جائے کیونکہ یہ قانون ایک دن کے لئے نہیں بنا کرتے، ایک عرصہ یا ایک نسل کے لئے نہیں بنا کرتے بلکہ یہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی قانون ہے۔ آج حالات کچھ اور ہوں گے لیکن آنے والے وقت میں ہمارے حالات کچھ اور ہوں گے۔ ہماری آنے والی نسلیں بھی اسی قانون سے استفادہ کریں گی اس لئے میری حکومت اور حکومتی ساتھیوں سے درخواست ہو گی کہ اس قانون کو موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے بنائیں تاکہ کل کو وہ نسلیں ہم پر فخر کر سکیں کہ ہم نے ایسا قانون وضع کیا تھا جو اگلے چالیس پچاس سالوں کے لئے بہتر ہے لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ اس قانون کو اس انداز سے پیش کریں تاکہ پنجاب کے کروڑوں لوگ جن کی نظریں ہماری طرف اٹھ رہی ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ ہم ایسا نظام وضع کریں جو ہمارے مقامی مسائل کو مقامی سطح پر حل کر سکے۔ ان لوگوں کی جو امیدیں اور توقعات پنجاب اسمبلی اور اس حکومت کے

ساتھ وابستہ ہیں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو پورا کرے۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے وقت دیا۔اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!بہت شکریہ۔ میاں محمد اسلام اسلم صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔راجہ محمد علی صاحب!

راجہ محمد علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے Local Bodies Bill پر بات کرنے کا موقع عطافرمایا۔ میں چند ایک گزارشات ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔اس Bill کی composition کے حوالے سے سب سے پہلے U.C level پر میری تجویز ہو گی کہ جنرل کونسلر اور مخصوص نشستوں کی تعداد کو بڑھایا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مقامی سطح پر خدمت کرنے کا موقع مل سکے۔ ساتھ ہی ساتھ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وارڈ سسٹم ہونا چاہئے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ سابقہ تجربات کی روشنی میں ایسے ہوتا تھا کہ دیہی علاقوں میں زیادہ آبادی والے دیہاتوں کو نمائندگی مل جاتی تھی اور تھوڑی آبادی والے دیہات اپنی نمائندگی سے محروم رہ جاتے تھے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وارڈ سسٹم نہایت ضروری ہے۔ اگر وارڈ سسٹم میں تعداد زیادہ ہو گی تو اس سے combine effect ایسا ملے گا جس میں بھرپور طریقے سے پوری یونین کونسل میں تمام آبادیوں کو نمائندگی مل سکے گی۔ Reserve seats کے حوالے سے indirect الیکشن کی تجویز زیر غور ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ direct الیکشن ہوں تاکہ favouritism کو پروان نہ چڑھایا جائے اور اس کے بدلے میں حقیقی نمائندگان سامنے آئیں جن کو معلوم ہو کہ ہم نے کیا performance دینی ہے اور کن کو دیکھنا ہے کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ اگر indirect الیکشن ہو گا تو وہ لوگ جنہوں نے اُن کو منتخب کیا ہے ان کو خوش کرنے کے چکر میں رہیں گے اور عوام کو بھول جائیں گے۔لوکل گورنمنٹ کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو relief ملے اور ان کے مسائل حل ہوں۔ مخصوص نشستوں سمیت جو لوگ direct elect ہو کر آئیں گے وہ عوام کو relief دینے کے لئے اس لئے سوچیں گے تاکہ آئندہ جب وہ انتخابات میں جائیں تو عوام ان کی پذیرائی کر سکے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں یہ کہوں گا کہ اس Bill میں تجویز دی گئی ہے کہ یونین کونسل کا چیئرمین بلحاظ عہدہ ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر بھی بن جائے گا۔یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ ایک قانون پاس کر دیں کہ ایک ایم پی اے بلحاظ عہدہ ممبر قومی اسمبلی بھی بن جائے۔ جس طرح قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے اپنے اپنے دائرہ کار ہیں بعینہ یونین کونسل اور ڈسٹرکٹ کونسل کے اپنے اپنے دائرہ کار ہیں اور ان کے

اپنے اپنے functions ہیں لہذا میری یہ تجویز ہوگی کہ یونین کونسل کا چیئرمین اپنی تمام تر توانائیاں اور توجہ یونین کونسل پر ہی دے اور لوگوں کو relief دینے پر اپنی توجہ مرکوز کرے۔ ڈسٹرکٹ کونسل کی سطح پر ایک direct elected representative ہو جو اپنی یونین کونسل کو ضلعی سطح پر represent کرے۔ سابقہ لوکل گورنمنٹ کے سسٹم کو سامنے رکھتے ہوئے اور ان کے تجربات کی روشنی میں دیکھیں تو اکثر ناظمین نے یہ کہا تھا کہ ہماری تعداد ڈسٹرکٹ اسمبلی میں اس قدر زیادہ ہوا کرتی تھی کہ وہاں پر بیٹھنے کی گنجائش بھی نہ تھی، ہوٹل میں یا شامیانے لگا کر ڈسٹرکٹ کونسل کی اسمبلی اپنا کام کرتی تھی، کسی کو کوئی سمجھ نہیں آتی تھی کہ کوئی کیا بات کر رہا ہے، کچھ سنائی نہیں دیتا تھا اور ایک مچھلی منڈی کا سماں ہوتا تھا لہذا اس سلسلے میں میری یہ خواہش اور تجویز ہوگی کہ پچھلا جو لوکل باڈی سسٹم تھا اس سے پہلے رائج لوکل باڈیز کے تحت دو یونین کونسلوں پر ایک ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر elect ہوتا تھا اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو adopt کر لیا جائے لیکن اگر آپ اس کی تعداد وہی برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو بے شک آپ ایک یونین کونسل پر ایک ممبر ڈسٹرکٹ کونسل elect کروائیں۔ یہ دو علیحدہ علیحدہ کونسلیں اور functions ہیں لہذا اس کو ایک جگہ جمع نہ کرائیں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! بہت شکریہ۔ ڈاکٹر عائشہ غوث صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ)!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جس طرح پورے ایوان میں حکومتی بنچوں اور اپوزیشن پارٹیوں کی طرف سے مخصوص سیٹوں اور خواتین کے متعلق باتیں ہوتی رہیں تو میں حیران ہوں کہ پتا نہیں ہم کس کو راضی کرنے کی خاطر خواتین کی مخصوص سیٹوں اور باقی reserve seats کے لئے باتیں کرتے ہیں؟ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پوری دنیا میں یعنی USA, UK، فرانس اور آسٹریلیا میں ایسی کوئی جمہوریت نہیں ہے جہاں پر reserve seats ہوں۔ یہ پاکستان میں ہی ایک ایسا نظام ہے جہاں پر reserve seats یا غیر مسلم کو سیٹیں دی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بھی سپیشل سیٹ نہیں ہونی چاہئے۔ فرض کریں کہ آپ ایک یونین کونسل میں ایک خاتون یا دو خواتین کو بطور سپیشل سیٹ لے کر آجاتے ہیں تو ان کا کیا کردار ہوتا ہے اور ان کی کیا constituency ہے؟ اگر یونین کونسل میں ایک وارڈ پر کونسلر ہوتا ہے تو وہ اپنی وارڈ میں جوابدہ ہے لیکن اگر آپ وہاں پر سپیشل سیٹ پر خواتین کو لے کر آجائیں گے تو ان خواتین کا کیا کردار

ہو گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی نے اس سیاسی نظام کا حصہ بننا ہے تو اس کو الیکشن کا حصہ بننا چاہئے اور اس کو عوام سے ووٹ لے کر آنا چاہئے کیونکہ پوری دنیا میں کہیں بھی خواتین اور اقلیتوں کے لئے کوئی بھی سیٹ نہیں ہے۔ UK میں پاکستان کے چودھری سرور صاحب اور دوسرے دوستوں نے کبھی بھی وہاں اقلیتوں کی سیٹ پر حصہ نہیں لیا بلکہ وہ direct الیکشن لڑ کر ان کی پارلیمنٹ میں گئے ہیں۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپیشل سیٹوں اور نان مسلم سیٹوں کا سلسلہ ختم کرنا ہو گا کیونکہ جب تک ہماری خواتین مائیں بہنیں direct الیکشن لڑ کر نہیں آئیں گی اس وقت تک وہ اس سسٹم کا حصہ نہیں بن سکیں گی۔ میں اب گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ اپوزیشن کی طرف سے کہا گیا اور آئین کے Section 140 میں بھی لوکل گورنمنٹ کا ذکر ہے اگر تو اقتدار grass roots level پر آنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر Bill نہیں ہو سکتا۔ اس Bill میں ہیلتھ اتھارٹی، ایجوکیشن اتھارٹی اور پنچایت کا جو سسٹم ڈالا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بلدیاتی الیکشن کے بعد grass-roots level پر یہ اقتدار عوام کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں دو تین تجاویز دینا چاہوں گا۔ ایک تجویز تو یہ ہے کہ یہ جو سسٹم ہے یعنی جو بلدیاتی الیکشن ہونا ہے تو یہ غیر جماعتی بنیادوں پر ہونا چاہئے کیونکہ اگر ایک کونسلر اپنی وارڈ میں الیکشن لڑ کر کسی پارٹی میں آ جاتا ہے تو وہ اپنی پارٹی کی وہ گلیاں بنائے گا جو اس کی پارٹی سے متعلقہ لوگوں کی ہوں گی اور وہ اس گلی کو نہیں بنانا چاہے گا جہاں پر اس کے مخالف ہوں گے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ غیر جماعتی بنیادوں پر یہ الیکشن ہونا چاہئے تاکہ عوام کو لڑائی جھگڑے سے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ایک ہی یونین کونسل میں دس آدمیوں کو منتخب نہیں ہونا چاہئے، اگر ہم یونین کونسل کو آٹھ کونسلر دینا چاہتے ہیں تو ہمیں آٹھ وارڈز بنانی ہوں گی کیونکہ جو بھی کونسلر کسی وارڈ سے منتخب ہو کر آئے گا تو اسے پتا ہو گا کہ یہ میری وارڈ ہے اور میں نے یہاں پر ترقیاتی کام کروانے ہیں۔ اگر ایک ہی آدمی کو لائیں گے تو اسے پتا ہی نہیں ہو گا کہ وہ کسے جوابدہ ہے اور اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے جیسے سپیشل سیٹوں پر خواتین آتی ہیں تو ان کی کیا ذمہ داری ہے اور انہوں نے کیا کرنا ہے، کس کو جوابدہ ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسی لحاظ سے وارڈ سسٹم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! دیہی علاقوں میں یونین کونسل کے لئے ایک نظام یعنی پٹوار سرکل ریونیو سٹیٹ کے اوپر ہونا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی آبادی کہیں 30ہزار یا کہیں 25ہزار ہو لیکن یہ depend کرتا ہے کہ اگر ہم ایک پٹوار سرکل کو لے آئیں گے تو پوری تحصیل کا نظام درست طریقے سے چلایا جا سکے گا۔ فرض کریں کہ ایک پٹوار سرکل میں 20ہزار کی آبادی ہے اور دوسری میں 40ہزار ہے تو ہمارے پاس

کیا قانون ہو گا اور کیا criteria ہو گا کہ ایک یونین کونسل کو کتنا بڑا کریں تو یہ ممکن نہیں ہے۔اگر ہم نے اسے ایک جگہ پر لے کر آنا ہے تو ہمیں پٹوار سرکل کے لئے سوچنا ہو گا۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح یونین کونسل کے بعد municipality یعنی میونسپل کمیٹی ہے، ہر جگہ یونین کونسل کو involve نہیں کیا جانا چاہئے اور یہ کوئی ضروری بھی نہیں ہے کہ ایک ہی جگہ پر ہر آدمی کا نام ایک ہی ہو۔ یونین کونسل کی اپنی یونین کونسل ہو سکتی ہے اور جو municipality ہے اس کا نام میونسپل کمیٹی ہو سکتا ہے۔ میونسپل کمیٹی میں صرف اور صرف شہری علاقے ہوں اور اس کا بھی وارڈ سسٹم ہو اور ہر وارڈ میں ان کا علیحدہ علیحدہ area ہو جو تقریباً آٹھ سے دس ہزار تک لوگوں پر مشتمل ہو اور آٹھ سے دس ہزار تک کی آبادی پر ایک کونسلر کی ایک وارڈ ہونی چاہئے اور وہ جو وارڈ میں ہوں وہ وارڈ کونسلر کو منتخب کریں۔ پھر وہ ان میں سے ہی ایک کو وائس چیئرمین اور ایک کو چیئرمین منتخب کر لیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ ایک مزید تجویز دینا چاہتا ہوں کہ دیہی یونین کونسل کا نام village council ہونا چاہئے اور جو شہر میں ہو اس کا نام city council ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ یکم اگست 2013 کی صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

226

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، یکم اگست 2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

"مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث"

228

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسرا اجلاس

جمعرات، یکم اگست 2013

(یوم الخمیس، 22۔ رمضان المبارک 1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 7 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

شَهْرُ رَمَضَانَ
الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ
الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَ
مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ
يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ
وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

سورة البَقَرَة آیت 185

(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہئے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے۔ اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور (یہ آسانی کا حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرلو اور اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو (185)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے، محمدؐ نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے، محمدؐ نام ایسا ہے
اسی کے ذکر سے روشن رُتیں پھر لوٹ آتی ہیں
نصیبوں کو جگاتا ہے، محمدؐ نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے، محمدؐ نام ایسا ہے
مدد حاصل ہے مجھ کو ہر گھڑی شاہِ مدینہ کی
میری بگڑی بناتا ہے، محمدؐ نام ایسا ہے

جناب قائم مقام سپیکر: ماشاءاللہ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا تو آج بھی مقامی حکومت کے نظام پر بحث ہو گی لہذا میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں۔

مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے
قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 64 قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہِ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 64 قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہِ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 64 قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہِ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہو سکا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے

سوالات

(محکمہ زراعت)

پنجاب کے کسانوں کو سبسڈی دینے کی تفصیلات

*27: میاں نصیر احمد: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب کسانوں کو ریلیف دینے کے لئے سبسڈی دیتی ہے نیز یہ سبسڈی کس کس مد میں دی جاتی ہے؟

(ب) کیا کھاد کی مد میں بھی حکومت پنجاب کسانوں کو سبسڈی دیتی ہے؟

(ج) اس وقت ڈی اے پی کھاد کی بوری کا کنٹرول ریٹ کیا ہے اور بازار میں کس قیمت پر فروخت ہو رہی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں۔ حکومت پنجاب کسانوں کو درج ذیل زرعی مشینری اور دیگر عوامل پر سبسڈی دیتی ہے:

- ❖ گزشتہ 3 مالی سالوں میں گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر 30 ہزار ٹریکٹروں کی فراہمی۔
- ❖ کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے مستری اور مزدوری کی اجرت کے علاوہ تمام مٹیریل کی مفت فراہمی۔
- ❖ ڈرپ اریگیشن (Drip Irrigation) اور سپرنکلر اریگیشن (Sprinkler Irrigation) سسٹم کی سبسڈی پر فراہمی۔
- ❖ لیزر لینڈ لیولر (Laser Land Leveler) کے لئے کاشتکاروں کو سبسڈی کی فراہمی۔
- ❖ گزشتہ 2 مالی سالوں کے دوران سیڈ گریڈر (Seed Grader)، سپرے (Spray) مشین، بینڈ پلیسمنٹ (Band Placement) اور ربیع ڈرل (Rabi Drill) کی 50 فیصد سبسڈی پر فراہمی۔
- ❖ سبزیوں کی ترویج اور بہتر قیمتوں کے لئے کسانوں کو ٹنل (Tunnel) کی 50 فیصد سبسڈی پر فراہمی۔
- ❖ چھوٹے کاشتکاروں (12 ایکڑ سے کم) کو 560 روپے فی گھنٹہ کے حساب سے رعایتی نرخوں پر بلڈوزروں کی فراہمی۔

- ❖ پہاڑی علاقہ جات میں ٹیوب ویل کی تنصیب/بورنگ بمع پاور ڈرلنگ(Power Drilling) بذریعہ رگر(Rigger)مشین کی سبسڈی پر فراہمی۔
- ❖ سپلائی چین منصوبہ برائے مخصوص اجناس (Good Agriculture Practices & Traceability)اور دیگر متعلقہ سہولیات کے علاوہ پیک ہاؤسز وغیرہ کی تعمیر کے لئے کاشتکاروں کو سبسڈی کی سہولت دی جاتی ہے۔

(ب) کھاد کی مد میں حکومت پنجاب کسانوں کو سبسڈی فراہم نہیں کرتی کیونکہ یہ وفاقی حکومت کا دائرہ کار ہے۔

(ج) ڈی اے پی کھاد کا مشتہر کردہ ریٹ(Notified)اور مارکیٹ ریٹ فی بوری(50 کلو گرام) اس طرح سے ہے:

اضلاع	مشتہر کردہ ریٹ(روپوں میں)	مارکیٹ ریٹ(روپوں میں)
اضلاع جنوبی پنجاب	3830-3865	3845-3980
اضلاع وسطی پنجاب	3865-3970	3885-4000
اضلاع شمالی/بارانی پنجاب	3880-3985	3820-4000

ضلع پاکپتن: زراعت کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*44: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں 09-2008 سے 13-2012 تک زراعت کی ترقی کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے گئے اور کتنی نئی مشینری خریدی گئی؟

(ب) مشینری کے لئے کل کتنا فنڈ جاری کیا گیا اور کتنا خرچ کیا گیا؟

(ج) محکمہ زراعت ضلع پاکپتن میں کون کون سے سکیل میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے اور کیا وہ strength کے مطابق ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مذکورہ سالوں میں ضلع پاکپتن میں زراعت کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

- ❖ 15272 نمونہ جات اراضی اور 3275 نمونہ جات پانی کے لیبارٹری ٹیسٹ کئے گئے۔
- ❖ کل 238 کھالاجات کو پختہ تعمیر کیا گیا اور 10314 ایکڑ زمین کی سبسڈی پر لیزر لیولنگ کی گئی۔
- ❖ 32 عدد نئے لیزر یونٹ 2 لاکھ 25 ہزار روپے فی یونٹ سبسڈی پر مہیا کئے گئے جس پر 72 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

- بلڈوزروں نے6200 گھنٹے کام کرکے616ایکڑاراضی کولیول کیا جس پر67لاکھ86ہزار252روپے خرچ ہوئے۔
- زرعی زہروں/کھادوں کے581 نمونہ جات حاصل کرکے تجزیہ کے لئے لیبارٹری بھجوائے گئے، غیر معیاری رپورٹ کی موصولی پر ملزمان کے خلاف5ریڈز کئے گئے اور43ایف آئی آرز درج کروائی گئیں۔
- فصلات کی جدید پیداواری ٹیکنالوجی کی فراہمی کے لئے گاؤں کی سطح پر کاشتکاروں کی تربیت کے لئے پروگرام کا انعقاد۔

مذکورہ عرصہ میں ضلع پاکپتن کے لئے مندرجہ ذیل نئی مشینری خریدی گئی۔

- 543گرین ٹریکٹرز(Green Tractors)،1734ہینڈ سپرئیر(Hand Sprayer)،58ربیع ڈرل(Rabi Drill)،133بینڈ پلیسمنٹ(Band Placement)،19سیڈ گریڈر(Seed Grader)،140واک ان ٹنل(Walk-In Tunnel)،135لو ٹنل(Low Tunnel)جیسی زرعی مشینری/آلات کی سبسڈی پر فراہمی شامل ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران مشینری/سبسڈی کی مد میں27کروڑ60لاکھ34ہزار603روپے جاری کئے گئے اور27کروڑ50لاکھ2ہزار867روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) محکمہ زراعت ضلع پاکپتن میں سکیل وار سٹاف کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

سکیل نمبر	منظور شدہ اسامیاں	پُر شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
19	1	1	- - - -
18+SP	2	2	- - - -
18	10	8	2
17	29	21	8
16	2	2	- - - -
14	4	2	2
12	7	4	3
11	121	93	28
9	12	12	- - - -
7	31	31	- - - -
5	28	25	3
4	10	7	3
2	31	30	1
1	147	130	17
میزان	435	368	67

منظور شدہ 435اسامیوں کے مقابلے میں368 موجود ملازمین کام کر رہے ہیں اور 67 اسامیاں خالی ہیں۔زیادہ تر خالی اسامیاں آفیسران کے تبادلے کی وجہ سے خالی ہوئی ہیں۔فیلڈ اسسٹنٹ کی اسامیاں بھرتی پر پابندی کی وجہ سے خالی ہیں۔جیسے ہی بھرتی پر پابندی ختم ہوئی ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

ضلع پاکپتن:پی پی۔229 کے کھالا جات پختہ کرنے کی تفصیلات

*45:جناب احمد شاہ کھگہ:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔229 ضلع پاکپتن میں کتنے کھالا جات پختہ ہیں؟

(ب) سال09-2008 تا سال13-2012اس حلقہ کے کتنے کھالا جات پختہ کئے گئے ہیں،ان کے نمبر اور گاؤں مع تخمینہ لاگت کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت حلقہ ہذا میں کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے نیز کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

(د) مذکورہ حلقہ میں کتنے کھالا جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے اور کیوں،تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) حلقہ پی پی۔229 ضلع پاکپتن میں کل270 کھالا جات ہیں جن میں189 پختہ کئے جا چکے ہیں۔

(ب) مذکورہ عرصے میں حلقہ پی پی۔229 میں کل 44 کھالا جات پختہ کئے گئے جن کے نمبر،گاؤں مع تخمینہ لاگت کی تفصیل(Annex–B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حلقہ پی پی۔229 میں اس وقت 19 کھالا جات پختہ کئے جا رہے ہیں(Annex–C) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، کھالا جات کو پختہ کرنے کے لئے کسان مستریوں اور مزدوروں کا خرچہ تقریباً17 تا19 فیصد اپنے جوائنٹ اکاؤنٹ میں جمع کرواتے ہیں اور تقریباً20 تا28 فیصد رقم لیبر کی مد میں کچا کھال بنانے کا حصہ شمار کیا جاتا ہے جو وہ نقد نہیں دیتے بلکہ یہ کام کی صورت میں ہوتا ہے۔

(د) حلقہ پی پی۔229 میں 62 کھال ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے۔ کھال پہلے آؤ پہلے پاؤ کی بنیاد پر پختہ کئے جاتے ہیں۔ یہ کھال بھی پختہ بن سکتے ہیں، بشرطیکہ حصہ داران کھال درخواست دیں اور قواعد و ضوابط کے مطابق مستری اور مزدوروں کا حصہ جمع کروائیں اور کچے کھال کی اصلاح بھی کریں۔

شیخوپورہ: پی پی۔166 میں پختہ کئے گئے کھالاجات کی تفصیلات

*605: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔166 شیخوپورہ میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے پختہ کھالاجات حکومت کی طرف سے بنائے گئے ہیں اور مزید کتنے پختہ کھالاجات بنانے کا ارادہ ہے؟

(ب) جو کھالاجات ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں ان کو کب تک مرمت کروا دیا جائے گا؟

(ج) اس وقت اس حلقہ میں کتنے کھالاجات کچے ہیں یا پختہ نہ کئے گئے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پی پی۔166 شیخوپورہ میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران 26 کھالاجات پختہ کئے گئے ہیں اور جو کھالاجات ابھی تک پختہ نہیں ہوئے ہیں ان کی تعداد 21 ہے۔ تاہم موجودہ مالی سال کے دوران 5 کھالاجات پر پختگی کا کام جاری ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ انجمن آبپاشاں آرڈیننس مجریہ 1981 کی شق نمبر (g)6 کے تحت کھالاجات کی اصلاح کے بعد ان کی صفائی، مرمت اور دیکھ بھال انجمن آبپاشاں کے ذمہ ہے لہذا زمینداران اپنی مدد آپ کے تحت ان کھالاجات کی مرمت کرتے ہیں۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) کے جواب میں وضاحت کی گئی ہے، اس وقت پی پی۔166 میں 21 کھالاجات ایسے ہیں جن کی ابھی تک اصلاح نہیں ہوئی، البتہ ان میں سے پانچ کھالاجات کی پختگی موجودہ مالی سال میں کی جا رہی ہے۔

منڈی میں فروخت ہونے والے پھل اور سبزیوں کی تھوک قیمتوں کی تشہیر کرنا و دیگر تفصیلات

*609: چوہدری اشرف علی انصاری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کی ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ منڈی میں فروخت ہونے والے پھل اور سبزیوں کو تھوک کی قیمتوں کی تشہیر کرے تاکہ عام شہری کو پرچون خریداری کے وقت منڈی کی قیمت کا اندازہ ہو اور وہ پرچون فروش کی زیادہ قیمت کو قبول نہ کرے کیا حکومت اس بارے میں کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر مارکیٹ کمیٹی تھوک کی قیمتوں کی تشہیر کرنے کی پابند ہے تو کیا وہ لوکل اخبارات، ٹی وی چینل اور لوکل ریڈیو سٹیشن کے ذرائع استعمال کرکے عام شہری کو باخبر رکھ سکتی ہے، اس کے بارے میں حکومت کی پالیسی سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا ایسا نہ کرنے پر مارکیٹ کمیٹی کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! زرعی اجناس کی قیمتوں کو مشتہر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ذرائع استعمال کئے جا رہے ہیں۔

- ❖ زرعی اجناس کا روزانہ کی بنیاد پر پرچون نرخ نامہ شائع کرنا۔
- ❖ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعے اطلاعات کی فراہمی۔
- ❖ منڈیوں میں "ریٹ بورڈ" کی تنصیب۔
- ❖ محکمانہ ویب سائیٹ www.amis.pk پر روزانہ کی بنیاد پر نرخ نامہ کا اجراء

(ب) جی ہاں! ان تمام وسائل کا بخوبی استعمال کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے مزید یہ کہ نرخ نامے کو عام صارف تک پہنچانے کے لئے مارکیٹ کمیٹیوں کو احکامات دئیے گئے ہیں تاکہ یونین کونسل اور گاؤں کی سطح پر تھوک قیمتوں کی آگاہی ہو سکے۔ اس کے علاوہ جدید android فون کے ذریعے مارکیٹ کمیٹیوں کے کام کی نگرانی کا نظام وضع کیا جا رہا ہے۔

(ج) چونکہ ریٹس کی تشہیر مارکیٹ کمیٹی کی بنیادی ذمہ داری ہے جس کے بارے میں جز (ب) میں مفصل جواب دیا جا چکا ہے تاہم مارکیٹ کمیٹی کا اس مقصد کے لئے تعینات کردہ سٹاف اگر کسی کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے تو متعلقہ چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر سکیل 1 تا 10 کے سٹاف کے خلاف قانون کے مطابق خود کارروائی کر سکتا ہے۔ اگر تعینات کردہ سٹاف کا بنیادی سکیل 11 سے 15 ہو تو ان کے خلاف کارروائی کے لئے ناظم زراعت (معاشیات و تجارت) پنجاب کو تحریر کرتا ہے کہ وہ محکمانہ کارروائی کرے اسی طرح سکیل 16 اور 17 کے خلاف سپیشل سیکرٹری زراعت کارروائی کرنے کا مجاز افسر ہے۔

چھوٹے کاشتکاروں کو بائیو گیس اور سولر پمپس آسان اقساط پر فراہم کرنے کا معاملہ

*657: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے چھوٹے کاشتکاروں کو حکومت کی طرف سے بائیو گیس اور سولر واٹر پمپس میں سبسڈی دینے کا منصوبہ بنایا ہے؟

(ب) حکومت نے معیاری اور سستے بائیو گیس اور سولر واٹر پمپس کس کمپنی سے خریدے ہیں؟

(ج) کیا حکومت بائیو گیس اور سولر پمپس زمینداروں کو آسان قسطوں پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! مذکورہ منصوبے ابھی زیرِ غور ہیں جن کے لئے 7۔ارب روپے کی خطیر رقم موجودہ مالی سال میں رکھی گئی ہے۔

(ب) جیسے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ یہ منصوبے ابھی زیر غور ہیں جن کی حتمی منظوری کے بعد PPRA قوانین کے تحت کمپنیوں کی سلیکشن کے لئے اخبار میں باقاعدہ اشتہار دیا جائے گا اور مکمل چھان بین کے بعد اہل کمپنیوں کو پری کوالیفائی (Pre-Qualify) کیا جائے گا۔

(ج) جی ہاں! زمینداروں کو مخصوص سبسڈی دی جائے گی جس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔

ضلع بہاولنگر: ضلعی آفیسر زراعت کی کسانوں سے ماہانہ میٹنگز و دیگر تفصیلات

*661: جناب شوکت علی لالیکا: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہر ضلعی آفیسر زراعت ماہانہ کتنی میٹنگز کسانوں کے ساتھ اپنے دفتر میں اور کتنی فیلڈ میں کرتا ہے؟

(ب) تحصیل منچن آباد اور تحصیل بہاولنگر (ضلع بہاولنگر) میں کتنی یونین کونسلز میں فیلڈ اسسٹنٹ کام کر رہے ہیں اور جن میں فیلڈ اسسٹنٹ تعینات نہیں ہیں، اس کی وجہ کیا ہے نیز کب تک ان میں یہ عملہ تعینات کر دیا جائے گا؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب کے تمام اضلاع میں ہر فصل کی بیجائی سے پہلے محکمہ زراعت (توسیع) کے زیر اہتمام مرکز لیول پر کاشتکاروں کے ساتھ میٹنگ کی جاتی ہے۔ جس میں فصل کی پیداواری ٹیکنالوجی

کے تمام مراحل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر ماہ کاشتکاروں کے ساتھ دو سے تین میٹنگز ہوتی ہیں۔ دفتر میں کاشتکاروں کے ساتھ کوئی باقاعدہ میٹنگ نہیں ہوتی۔ کافی کاشتکار فصلات کے متعلق مشورہ جات کے لئے دفتر آتے ہیں اور ٹیلیفون پر بھی مشورہ لیتے ہیں جن کو موقع کی مناسبت سے مشورہ دیا جاتا ہے، ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ ان کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔

(ب) ضلع بہاولنگر میں کل 96 فیلڈ اسسٹنٹ کی اسامیاں موجود ہیں جن میں سے تحصیل منچن آباد میں سات اسامیاں خالی ہیں جبکہ باقی تمام تحصیلوں کی یونین کونسلوں میں فیلڈ اسسٹنٹ کی تمام اسامیاں پُر ہیں۔ چونکہ بھرتیوں پر پابندی ہے جیسے ہی پابندی ختم ہو گی بھرتی کا آغاز کر دیا جائے گا۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

تحصیل / ضلع	فیلڈ اسسٹنٹ کی کل اسامیاں	فیلڈ اسسٹنٹ کی پُر اسامیاں	خالی اسامیاں	نہ تعیناتی کی وجہ
تحصیل بہاولنگر	23	23	0	0
تحصیل منچن آباد	16	9	7	بھرتی پر پابندی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل اپوزیشن لیڈر اور ان کے ساتھ دیگر پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈر آپ کے چیمبر میں ملے تھے جن کا یہ خیال تھا کہ آج کے اجلاس کو عید کے بعد تک adjourn کر دیا جائے کیونکہ کل جمعۃ المبارک ہے اور غالب امکان یہی ہے کہ یہ جمعۃ الوداع ہو گا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ کمیٹی اپنی discussion اُس وقت تک جاری رکھے اس لئے اگر آج اجلاس عید کے بعد تک adjourn ہو جائے گا تو اس تحریک پر بھی تقریباً تمام پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈر اور قائد حزب اختلاف کا اتفاق ہے لہذا سب کی طرف سے یہ ایک مشترکہ قرارداد ہے۔ اگر ایوان اور آپ اجازت دیں تو اس کو پیش کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قواعد کی معطلی کی تحریک آئی ہے۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید، ڈاکٹر سید وسیم اختر، چودھری مونس الٰہی، سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار آصف نکئی، ڈاکٹر محمد افضل، جناب احمد شاہ کھگہ، محترمہ باسمہ چودھری، ڈاکٹر مراد راس، میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، جناب محمد صدیق خان، جناب خان جہانزیب خان کھچی، محترمہ فائزہ احمد ملک، محترمہ حنا پرویز بٹ اور سید محمد محفوظ مشہدی نے قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ

قواعد کو معطل کر کے شام میں مقدس مقامات کی بے حرمتی کے حالیہ واقعات کی مذمت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ منسٹر صاحب اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شام میں مقدس مقامات کی بے حرمتی کے حالیہ واقعات کی مذمت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شام میں مقدس مقامات کی بے حرمتی کے حالیہ واقعات کی مذمت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے شام میں مقدس مقامات کی بے حرمتی کے حالیہ واقعات کی مذمت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

شام میں مقدس اور تاریخی مقامات پر حملوں کی پُر زور مذمت

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان "شام" میں جاری خانہ جنگی کے دوران سیدہ زینب کے مزار مبارک اور حضرت خالد بن ولید کے مزار اور اس سے ملحقہ مسجد اور دیگر مقدس اور تاریخی مقامات پر حملوں کے حالیہ واقعات کی پُر زور مذمت کرتا ہے۔ ان مقدس مقامات پر حملوں سے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملے پر شامی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ مقدس مقامات کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں اور تنازع کے تمام فریقین پر زور دیا جائے کہ مشترکہ انسانی اور مذہبی ورثے کے حوالے سے بین الاقوامی قوانین کا احترام کیا جائے۔

اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ ایسے واقعات سے فرقہ واریت کو ہوا ملتی ہے اس لئے ان کی فوری روک تھام نہایت ضروری ہے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان "شام" میں جاری خانہ جنگی کے دوران سیدہ زینب کے مزار مبارک اور حضرت خالد بن ولید کے مزار اور اس سے ملحقہ مسجد اور دیگر مقدس اور تاریخی مقامات پر حملوں کے حالیہ واقعات کی پُر زور مذمت کرتا ہے۔ ان مقدس مقامات پر حملوں سے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملے پر شامی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ مقدس مقامات کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے

جائیں اور تنازع کے تمام فریقین پر زور دیا جائے کہ مشترکہ انسانی اور مذہبی ورثے کے حوالے سے بین الاقوامی قوانین کا احترام کیا جائے۔

اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ ایسے واقعات سے فرقہ واریت کو ہوا ملتی ہے اس لئے ان کی فوری روک تھام نہایت ضروری ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان "شام" میں جاری خانہ جنگی کے دوران سیدہ زینب کے مزار مبارک اور حضرت خالد بن ولید کے مزار اور اس سے ملحقہ مسجد اور دیگر مقدس اور تاریخی مقامات پر حملوں کے حالیہ واقعات کی پُر زور مذمت کرتا ہے۔ ان مقدس مقامات پر حملوں سے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملے پر شامی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ مقدس مقامات کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں اور تنازع کے تمام فریقین پر زور دیا جائے کہ مشترکہ انسانی اور مذہبی ورثے کے حوالے سے بین الاقوامی قوانین کا احترام کیا جائے۔

اس ایوان کی یہ رائے بھی ہے کہ ایسے واقعات سے فرقہ واریت کو ہوا ملتی ہے اس لئے ان کی فوری روک تھام نہایت ضروری ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 بل نمبر 5/2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ہفتے کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 بل نمبر 5/2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ہفتے کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 بل نمبر 5/2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ہفتے کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

بحث

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم لوکل گورنمنٹ سسٹم کے بل پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ بحث کا آغاز 29۔ جولائی 2013 سے شروع ہوا تھا اور آج بھی اس پر بحث جاری رہے گی۔ جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔ سب سے پہلے میں احمد خان بلوچ صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے اس بل پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اس بل پر کافی زیادہ بحث ہو چکی ہے اور سپیشل کمیٹی کی meetings بھی ہو چکی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس بل کا جو مسودہ اسمبلی میں پیش ہوا ہے تو کل کمیٹی میں دی جانے والی presentation میں بھی کافی

تبدیلیاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ میں ایک دو چیزوں کے حوالے سے آپ کے توسط سے حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک چیز یعنی delimitation پر ابھی اتنی بات نہیں ہوئی۔ Delimitation میں ہم لوگ جو دیہی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں تو delimitation کی یونین کونسل کی بنائی گئی جو composition ہے کہ ہر یونین کونسل میں ریونیو سٹیٹ ہو گا۔ ریونیو سٹیٹ اور پٹوار سرکل پر یونین کونسل بن رہی ہیں تو میری یہ تجویز ہے کہ یونین کونسل ریونیو سٹیٹ پر ضرور بننی چاہئیں لیکن ریونیو سٹیٹ کی یہ restriction نہیں رکھنی چاہئے کہ ریونیو سٹیٹ کو توڑا نہیں جا سکتا کیونکہ ہمارے پنجاب میں کسان ریونیو سٹیٹ نہیں ہیں۔ کسی جگہ پر ریونیو سٹیٹ پانچ سو ایکڑ کی ہے، کسی جگہ پر 1500 ایکڑ کی ہے اور کسی جگہ پر 2000 ایکڑ کی ہے اور پانچ پانچ ہزار ایکڑ کی بھی ریونیو سٹیٹ دیہی پنجاب میں ہیں۔ ان یونین کونسلوں کی آبادی 1998 کی مردم شماری کے بعد تقریباً جو 20 سے 25 ہزار آبادی کی حکومت پنجاب نے حد رکھی ہے اس میں یہ ہے کہ ریونیو سٹیٹ کو اگر صرف آبادی کی بنیاد پر شامل کیا گیا ہو، ریونیو سٹیٹ کو اگر چھیڑا جا سکے تو وہ بہتر ہو گا کیونکہ کئی یونین کونسلیں پچاس پچاس ہزار آبادی پر مشتمل ہوں گی اس لئے میں آپ کے توسط سے حکومت سے گزارش کروں گا کہ یونین کونسل میں ریونیو سٹیٹ کو آپ بے شک اس یونین کونسل میں maintain رکھیں جس یونین کونسل کی آبادی 20 سے 25 ہزار تک ہو۔ اگر یونین کونسل کی آبادی 35 سے 40 ہزار تک ہو، مردم شماری کو چونکہ 15 سال ہو گئے ہیں یعنی 1998 میں مردم شماری ہوئی تھی تو میری حکومت پنجاب سے یہ تجویز ہے کہ اس میں 20 سے 30 فیصد variation رکھیں۔ اگر آبادی 20 ہزار ہے تو اسے 25 سے 30 ہزار consider کیا جائے اور ایک آبادی اگر within ریونیو سٹیٹ 40 ہزار بنتی ہے تو آپ کی ریونیو سٹیٹ بھی نہیں ٹوٹے گی اور وہ دو یونین کونسلیں بھی delimitation میں آ جائیں گی۔

جناب سپیکر! اگر آپ ground realities پر آ جائیں کہ ہماری دیہی آبادیوں کے متعلق آپ کو بھی بخوبی علم ہے کہ دیہاتوں کی آبادیاں congested نہیں ہوتیں۔ ایک موضع میں پانچ پانچ، سات سات کلو میٹر کا فاصلہ ہوتا ہے۔ آپ اسے municipality میں بھی نہیں لے سکتے اور اس کا ایک ہی حل میرے نزدیک ہے۔ کل میں کمیٹی کی میٹنگ میں بھی یہ عرض کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن composition پر ہی زیادہ بات ہوئی تو میں یہ عرض کروں گا کہ delimitation کو within ریونیو سٹیٹ، اگر دو یونین کونسل بن سکیں تو اس میں ہمیں یہ consider کرنا چاہئے کہ 20 ہزار سے 25 ہزار

تک کی آبادی کو variation ڈال کر 40 سے 45 ہزار کا اگر ایک ریونیو سٹیٹ ہے تو اسے دو یونین کونسلوں میں convert کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹیز اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹیز قائم کر کے حکومت پنجاب لوکل گورنمنٹ کے ساتھ ایک متوازی نظام شروع کر رہی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کا حال وہی ہو گا جو مشرف دور میں پبلک سیفٹی کمیشن کا ہوا تھا۔ میں اس کمیشن کا ممبر رہا ہوں۔ اس میں یہ ہے کہ آپ electable لوگوں پر nominate لوگ بٹھا رہے ہیں یعنی چیئرمین اور وائس چیئرمین حکومت پنجاب لگا رہی ہے۔ اگر آپ سیکشن 2 کی U clause میں جائیں تو انہوں نے لوکل گورنمنٹ میں انہیں شامل کر دیا ہے۔ لوکل گورنمنٹ یا کسی بھی electable ادارے پر آپ selected آدمی نہیں لگا سکتے۔

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ ایوان کے اندر سے ہی ڈسٹرکٹ اتھارٹیز کا چیئرمین بھی ہو اور وائس چیئرمین بھی ہو۔ اگر یہ اسے بنانا چاہتے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے گزارش کروں گا کہ اس کا حال بھی ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کا ہی ہو گا کہ جو anti ہوں گے وہ سارے ہی جائیں گے کیونکہ اس زمانے میں District Public Safety Commission میں یہ ہوتا تھا کہ ہر اس بندے پر پرچہ ہو جاتا تھا جو گورنمنٹ کے مخالف ہوتا تھا۔ اِس میں بھی liking and disliking ضرور ہو گی لیکن چونکہ اس میں electable persons ہوں گے جو لوگوں کے ووٹ لے کر آئیں گے اس لئے وہ لوگوں کی problems کو سمجھیں گے۔ میں ان دو points پر اس لئے بھی بات کرنا چاہتا تھا کیونکہ یہ points میں delimitation کے بارے میں خصوصاً دوبارہ عرض کروں گا کہ یہ 1979 سے چلا آ رہا ہے کہ ریونیو سٹیٹ نہیں ٹوٹے گی۔ کچھ ریونیو سٹیٹ وہ بھی ہیں جو بیس بیس، پچیس پچیس سال سے اشتمال میں ہیں اس میں ابھی تک کام بھی نہیں ہوا۔ اگر ان ریونیو سٹیٹ کی رپورٹ منگوائیں تو وہ ریونیو سٹیٹ دس دس ہزار ایکڑ پر ہوں گی اور وہ موجود ہیں میں آپ کو اس ریونیو سٹیٹ کی تفصیلات دے سکتا ہوں کہ ان ریونیو سٹیٹ کی آبادی تقریباً چالیس چالیس ہزار پر پہنچ چکی ہے اس لئے ہم یہ جو ساری exercise کر رہے ہیں اور اس کو grass-root level پر لے کر جا رہے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم یونٹ کو چھوٹا کریں۔ پچھلی دفعہ 2001 کے آرڈیننس میں بھی تقریباً 20 فیصد variation تھی۔ اب پندرہ سال ہوئے ہیں ہماری census ہوئی نہیں ہے۔ Variation کو بھی بڑھایا جائے اور اس کے تناسب سے بیس سے پچیس ہزار رکھا جائے۔ اگر یہ بیس

سے پچیس ہزار آپ 1998 والے census سے رکھیں گے تو اصل ground reality یہ ہے کہ یونین کونسل کی آبادی چالیس چالیس، پچاس پچاس ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ وہ یونین کونسل آپ کی میونسپلٹی پر اس لئے apply نہیں کرتیں کیونکہ وہ یونین کونسل کافی پھیلی ہوئی ہیں۔ پانچ پانچ، چھ چھ کلو میٹر کے چھوٹے چھوٹے villages ہیں۔ دیہاتی ایریا کے ہمارے جو بھائی ہیں ان سب کو پتا ہے کہ ایک یونین کونسل پانچ سات کلو میٹر کے ایریے میں آتی ہے اس لئے میں حکومت پنجاب اور اس کمیٹی سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ delimitation کے معاملے پر زیادہ غور کریں کہ 1998 میں جس یونین کونسل کی آبادی بیس سے تیس ہزار کی تھی اس میں 20 سے 30 فیصد variation رکھی جائے اور اس variation کی بنیاد پر اگر دو یونین کونسل اس ریونیو سٹیٹ کے اندر بنتی ہیں تو انہیں ریونیو سٹیٹ کے اندر بنائیں، اگر دو یونین کونسل ریونیو سٹیٹ کے اندر نہیں بنتیں پھر انہیں پٹوار سرکل میں لے جائیں۔ ایک ڈسٹرکٹ میں کوئی ایسی restriction نہیں ہونی چاہئے کہ ریونیو سٹیٹ کو توڑ نہیں سکتے۔ میری یہی گزارش ہے کہ اس کی delimitation کے بارے میں جو میں تجاویز دے رہا ہوں ان تجاویز کو شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب امجد علی جاوید صاحب!

محترمہ راحیلہ یحیٰ منور: جناب سپیکر! اتنی اہم بحث چل رہی ہے لیکن ہمیں بہت سے الفاظ سمجھ میں نہیں آرہے ہیں۔ ذرا sound system کی طرف توجہ دی جائے کہ اتنی اہم بحث میں ہم اتنے اہم points miss کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! تین چار دن سے اس بل پر بحث ہو رہی ہے، مناسب ہوتا اگر قومی زبان اردو میں اس بل کے ترجمے کی ایک ایک کاپی ممبران کو مل جاتی تاکہ ہم اس کی باریکیوں کو بہتر انداز سے سمجھ کر اپنی رائے دے سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل تک آپ کو اس بل کی translate ہو کر اردو میں کاپی مل جائے گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اُس وقت تک بحث ختم ہو چکی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔اس کے بعد بھی جب نیا سیشن آئے گا آپ کے پاس ٹائم ہوگا اور آپ ڈھلوں صاحب سے رابطہ کر کے تجاویز دے سکتے ہیں۔آپ نے آج پوائنٹ اٹھایا ہے تو اتنی جلدی تو نہیں ہو سکتا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!ایک طرف تو انگریزی میں تقریر کرنے کے لئے اجازت لینا پڑتی ہے دوسری طرف ساری legislation انگریزی میں ہے لیکن بہرحال آپ نے آرڈر جاری کر دیا ہے آپ کا شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جس معزز ممبر کو بھی چاہئے ہوگی اس کو کاپی مل جائے گی۔ چونکہ ڈھلوں صاحب اس کمیٹی کے کنوینر ہیں آپ ان سے موبائل فون پر رابطہ کر سکتے ہیں اور ٹائم لے کر مل بھی سکتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!میاں محمد اسلم اقبال نے بلدیات پر پورا تحقیقی مقالہ پیش کیا جس سے ہمیں اس بل کو سمجھنے میں بڑی مدد ملی۔اس کے ساتھ ساتھ ہی اس ایوان میں COD یعنی Charter of Democracy کے حوالے سے بھی بات سنائی دی اور اس کو حوالہ بنا کر اس بل پر تنقید کرنے کی کوشش کی۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اس بل کی سیاہی کے خشک ہونے سے پہلے ہی دبئی میں مذاکرات کے لئے پہنچ گئے تھے۔میں ان کی خدمت میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ:

لو وہ بھی کہتے ہیں بے ننگ و نام ہیں
یہ جانتا اگر تو نہ گھر کو لٹاتا میں

جناب سپیکر!1863 سے لے کر 2013 تک یہ نظام مختلف نشیب و فراز سے گزرتا ہوا اور مختلف انداز اختیار کرتا ہوا آج یہاں پہنچا ہے۔اس کا ترجمہ شروع کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:

A Bill to rationalizing and recognizing the Local Government System in Punjab

جتنے بھی نظام آئے ہیں، جتنے بھی قانون اس حوالے سے آئے ہیں نام بدلتے رہے ہیں لیکن اس کی رُوح ہر مرتبہ وہی رہی ہے کہ کس طریقے سے لوگوں کو اس نظام سے فوائد پہنچائے جا سکیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جناب سپیکر! 2001 کے جو مقامی حکومتوں کے نظام کا ابتدائی خاکہ تھا وہ ایسا قانون تھا جس سے پہلی مرتبہ feel کیا گیا کہ واقعی مقامی حکومتوں کی ایک spirit کے مطابق کوئی قانون بنایا جا رہا ہے لیکن یہ انتہائی بد قسمتی تھی کہ اس کو بنانے والوں نے ہی اس کی شکل بگاڑ دی۔ آہستہ آہستہ تمام اختیارات جو اس کی spirit تھے وہ چھین لئے گئے جس کی وجہ سے اس میں اتنا بگاڑ پیدا ہو گیا کہ آج ایک نیا بل لانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس میں اور بھی برائیاں تھیں لیکن اس کی سب سے بڑی برائی جس کو آج ایوان میں بار بار کہا گیا کہ یہ نظام ایک ڈکٹیٹر کا دیا ہوا تھا۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ایک طرف تو 1935 کا نظام جو ایک پیدائشی آقا، غاصب حکمرانوں کا تھا وہ تو ہم adopt کئے ہوئے ہیں، ہمارے ملک کا پورا سسٹم اور قانونی نظام اسی 1935 کے ایکٹ کے گرد گھوم رہا ہے۔ ایک چیز جو لوگوں کو درست طور پر empower کرنے کے لئے کی گئی تھی اس کو اگر اس وجہ سے ختم کیا گیا کہ یہ ڈکٹیٹر کا نظام ہے تو یہ مناسب بات نہ تھی کیونکہ تاریخ بتاتی ہے کہ حجاج بن یوسف سے اگر ایک طرف خانہ کعبہ پر سنگ باری کا مکروہ فعل سرانجام ہوتا ہے تو دوسری طرف قدرت اسی کے ہاتھوں قرآن پاک پر اعراب لگانے کا کام بھی لے لیتی ہے۔ شاید اسی طرح کا یہ ایک کام تھا جس نے پاکستان کی تاریخ میں ایک نیا رخ دیا تھا۔ بہر حال اب یہ قانون ہمارے سامنے ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم کسی بھی نظام کی خامیاں دور کرنے کی بجائے ہم اس نظام کی بساط لپیٹ دیتے ہیں اور 1947 سے بیوروکریسی نے ہمیں ٹرک کی بتی کے پیچھے لگایا ہوا ہے کہ آپ نظام لیتے آئیں، نیا نظام چلاتے آئیں، ختم کرتے آئیں اور ہم یہ کام کر رہے ہیں اسی لئے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اسی کام میں لگے رہیں، ہر آنے والی ایک حکومت کے ساتھ، ہر آنے والے شخص کے ساتھ ایک نیا قانون آ جائے، اس پر بحث کریں، تجربہ کریں اور پھر نئے تجربے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اگر ہم لوگ یکسو ہو گئے ہم نے ایک نظام کو follow کرنا شروع کر دیا تو یہ جو پچھلے 65 سالوں سے ہمارے اس نظام پر قابض ہیں اور سارے استحصالی رویّوں کے ذمہ دار ہیں، پھر ہم لوگ فارغ ہو کر اس بات کو سوچنا شروع کر دیں گے کہ ان سے عوام اور اس نظام کی جان خلاصی کیسے کرائی جا سکتی ہے۔ اس میں، میں تو یہی کہوں گا کہ

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہے ہیں سو آپ کرے ہیں، ہم کو عبث بدنام کیا

جناب سپیکر! اس نظام میں یہ جو Bill لایا گیا ہے اس کو Local Government Bill کہا گیا ہے اور جو اس وقت ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا نظام موجود ہے اس پر یہ Bill خاموش ہے کہ کیا ڈسٹرکٹ

گورنمنٹ موجود رہے گی یا ختم ہو جائے گی کیونکہ جب یہ نظام لایا گیا تھا تو اس وقت یہ بات کہی گئی تھی کہ اس نظام کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم ایک تو اختیارات عوام کے سپرد کرنا چاہتے ہیں اور دوسرا افسران کو کم کرنا چاہتے ہیں لیکن جب اس کی عملی شکل آئی تو ہم نے دیکھا کہ ایک ایک افسر کی بجائے پورے پورے دفاتر نئے افسران اور ان کی establishment کے آ گئے ہیں۔ اب یہ نظام جب ختم ہو رہا ہے تو وہ لوگ جو اس Bill کو بنانے والے ہیں انہوں نے افسروں کی فوج ظفر موج کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ وہ ویسے رہیں گے اور ہم پر ویسے ہی مسلط رہیں گے، ایک ایک کام کے لئے تین تین افسر رہیں گے اور ایک سائل کو دس دس دفتروں کے چکر لگانے پڑیں گے، سو روپے رشوت کی بجائے اس نظام کی وجہ سے جو رشوت دس ہزار تک پہنچ گئی ہے وہ ویسے ہی رہے گی اس پر یہ Bill بالکل خاموش ہے اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ پہلے نظام میں ضلعی ناظم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا ہیڈ تھا اور اب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا ہیڈ تو ختم ہو گیا تو پھر وہ ڈسٹرکٹ نظام کیسے رہے گا؟ اس پر یہ قانون خاموش ہے اس میں اس پر کوئی بات نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر! یونین کونسل کا 1979 کا جو قانون ہے بظاہر تو ہمیں نظر آتا کہ اس میں ہی کچھ amendment کر کے اس کو لایا گیا ہے اور یونین کونسل کے نظام کو بحال کیا گیا ہے لیکن اس میں ایک اچھی اور خوبصورت شق direct انتخاب کی ہے۔ ہماری تو یہ خواہش ہو گی کہ نہ صرف یونین کونسل بلکہ میونسپل کمیٹی، ڈسٹرکٹ کونسل اور کارپوریشن ان سب میں direct الیکشن ہوں۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ جب وارڈ کا الیکشن ہوتا ہے، یونین کونسل کا الیکشن ہوتا ہے تو جو heddle up لوگ ہوتے ہیں، جو vision رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں اور جو ایک exposure لوگ ہوتے ہیں وہ نیچے الیکشن نہیں لڑتے اور پھر نظام ان کو اس میں آنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر direct election ہو تو پھر ٹیکنوکریٹ، وکلاء، اساتذہ اور پروفیسر جیسے پروفیشنل لوگ آئیں گے اور انتخابات میں حصہ لیں گے۔ جب اتنے بڑے پیمانے پر انتخاب ہو رہا ہو گا تو پھر جو ووٹوں کی خریداری کا تاثر democracy کو بدنام کرتا ہے اس کا بھی خاتمہ ہو سکے گا۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ کم از کم یونین کونسل level پر جس کی ہم ابتداء کر رہے ہیں اس میں چیئرمین کا انتخاب direct کیا جائے۔ اس میں چیئرمین اور وائس چیئرمین کے لئے پینل ووٹ ہے تو میری یہ تجویز ہو گی کہ وائس چیئرمین کے پاس پورے اس نظام میں کوئی اختیار نہیں ہے یہ چونکہ نرسری ہے ہم نے یہاں سے سیکھ کر چلنا ہے اگر جس طرح اس ایوان میں سپیکر بیٹھا ہے اگر اس طرح وائس چیئرمین کا انتخاب ایوان کرے اور وہ ایوان کا custodian بنے، وہ ایوان کو چلائے اور اس حوالے سے کچھ اختیارات اس کے پاس ہوں تو وہ بھی اپنی ذمہ داری محسوس کرے اور چیئرمین اپنی ذمہ

داریاں ادا کرے۔ اس میں ایک ذکر یہ بھی ہے کہ جو چیئرمین منتخب ہوگا وہ ضلع کونسل کا بھی ممبر ہوگا۔ اس میں یہ دو عملی ہے یونین کونسل کے اپنے اختیارات ہیں ضلع کونسل کے اپنے اختیارات ہیں جب یونین کونسل کا چیئرمین اپنی ذمہ داریاں چھوڑ کر ضلع کونسل میں جائے گا تو پھر اس کا اپنا وہاں کا کام متاثر ہوگا اس لئے اس میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ چیئرمین یونین کونسل الگ منتخب ہو اور ضلع کونسل کے لئے الگ ممبر منتخب ہو تا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں وہاں جا کر ادا کرے۔ اس میں ایک logic یہ پیش کی جاتی ہے کہ اگر چیئرمین یونین کونسل ضلع کونسل میں نہیں جائے گا تو وہ وہاں سے فنڈز نہیں لا سکے گا اور development متاثر ہوگی۔ میری اس پر یہ گزارش ہے کہ اگر اسی اصول کو مان لیا جائے تو کل کو چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل اور چیئرمین میونسپل کمیٹی یہ کہیں گے کہ ہمیں بلحاظ عہدہ پنجاب اسمبلی کا ممبر ہونا چاہئے کیونکہ ہم نے وہاں سے فنڈز حاصل کرنے ہیں اور ہم نے وہاں سے development گرانٹ حاصل کرنی ہے اس لئے اس اصول کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے اور اس اصول کو بنیاد نہ بنایا جائے۔ اس نظام میں ممبران کی تعداد پانچ رکھی گئی ہے تو اس میں قباحت یہ ہوگی کہ دیہاتی علاقے میں آٹھ آٹھ، دس دس گاؤں پر مشتمل یونین کونسل ہے۔ پچھلے نظام میں بھی یہ ایک بڑی قباحت تھی کہ جب پوری یونین کونسل کو الیکٹورل کالج مان لیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کسی گاؤں level پر تفریق ہوئی کسی گاؤں سے کوئی نمائندہ منتخب نہیں ہوا اور کسی گاؤں سے تین تین نمائندے منتخب ہو گئے پھر ان کی توجہ اپنے گاؤں پر رہی، باقی گاؤں پر توجہ دی اور نہ ہی کسی نے ذمہ داری لی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس میں جو وارڈ سسٹم دیا گیا ہے وہ قائم رکھا جائے اور اس میں ممبران کی تعداد 7 یا 9 کر کے اس کو بڑھایا جائے تا کہ کم از کم ہر ایک گاؤں کو اس کا اپنا ایک نمائندہ میسر آ جائے جو وہاں ان کی خدمت کر سکے اور اپنے علاقے کی ڈویلپمنٹ اور فلاح کے لئے کام کر سکے۔

جناب سپیکر! اس میں میونسپل کمیٹی کا نظام بھی موجود ہے۔ کل کمیٹی کی جو میٹنگ ہو رہی تھی تو مجھے بھی اس میں تھوڑی دیر جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں بھی کچھ لوگوں کی رائے تھی بلکہ شاید سیکرٹری صاحب کی یہ رائے تھی کہ میونسپل کمیٹی کا نظام ختم ہو جائے اور وہاں بھی یونین کونسلیں آ جائیں تو اس ضمن میں میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے نظام کی جو خرابیاں تھیں ان میں ایک خرابی یہ بھی تھی اور اس کے بنانے والوں نے یہ تسلیم کیا کہ جو میونسپلٹی یونٹ ختم کیا گیا تھا وہ سب سے بڑی خرابی تھی۔ جب ٹی ایم اے بنی تو ذمہ داریاں پوری تحصیل تک بڑھ گئیں لیکن ملازمین وہی رہے اس سے میونسپلٹی کا کام بہت بُری طرح متاثر ہوا وہاں صفائی کا نظام، الیکٹریسٹی کا نظام، پانی کا نظام بلکہ تمام نظام disturb ہوا۔

میں ایوان کو یہ بھی یاد دلانا چاہوں گا کہ ایوب خان کا جو بنیادی جمہوریت کا نظام تھا اس کے پہلے Bill میں میونسپل کمیٹی نہیں تھی لیکن پھر اس کو revive کیا گیا۔ اس میں میونسپل کمیٹی کا یونٹ لایا گیا اور پچھلے نظام میں بھی اس خامی کو تسلیم کیا گیا اس لئے اس مرتبہ براہ کرم لاہور میٹرو کارپوریشن کے مسائل اور ہوں گے، فیصل آباد کارپوریشن کے مسائل اور ہوں گے لیکن جو میونسپلٹیز ہیں وہاں یہ ضروری ہے کہ اس یونٹ کو قائم رکھا جائے اور وارڈ سسٹم کے تحت زیادہ سے زیادہ لوگ چھوٹے حلقوں میں اپنی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے وہ اپنے اپنے علاقوں کے لئے کام کریں اور ان کے مسائل حل کریں یہ ایک بہتر سسٹم ہوگا۔ اس نظام میں کارپوریشن کے اندر ایک میونسپل مجسٹریٹ ہوتا ہے لیکن جو میونسپل کمیٹیاں ہیں وہاں یہ نظام موجود نہیں ہے۔ ان کی جو funds collection ہے، ان کے جو fines ہیں وہ اس لئے effective نہیں ہوتے کیونکہ چالان کر کے عدالت میں بھیج دیا جاتا ہے جو چھ چھ ماہ لٹک جاتا ہے آخر میں چھ ماہ بعد اس کو دو سو روپے جرمانہ کر دیا جاتا ہے یا معافی ہو جاتی ہے۔ جو بندہ چھ ماہ ذلیل ہوتا ہے وہ حکومت کو بھی گالیاں دیتا ہے، عوامی نمائندوں کو بھی گالیاں دیتا ہے۔ اگر میونسپل مجسٹریٹ کا نظام موجود ہو، فوری سمری ٹرائل کا نظام موجود ہو تو جو جرمانہ بلدیہ یا میونسپلٹی کے قوانین کی خلاف ورزی پر ہو تو اس طرح ایک تو ان کی earning بڑھ جائے گی اور دوسرا لوگوں کو سہولت میسر آ جائے گی لہذا میری یہ submission ہو گی کہ میونسپل مجسٹریٹ کا concept متعارف کروایا جائے تاکہ وہیں عوام کو ان کے مسائل کا حل مل سکے۔ تیسری بہت خوبصورت بات جو اس قانون میں ہے وہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی کا قیام ہے تو میری دانست میں یہ وقت کی ضرورت ہے اور devolve powers کرنے کی طرف ایک قدم ہے جس سے بہت زیادہ فوائد حاصل ہو سکیں گے لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ قیادت تو بہت خوبصورت پلان کرتی ہے، بڑے درد دِل کے ساتھ ایک پالیسی بنانا چاہتی ہے لیکن جب بیوروکریسی اس کو عملی شکل دیتی ہے تو الٹے نتائج ملتے ہیں وہ اس کی عملی شکل کو بُری طرح بگاڑ دیتی ہے جس سے لوگ متاثر ہوتے ہیں تو لوگ حکومت یا قانون بنانے والوں کو پہلے سے بھی زیادہ بُرا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں اس لئے میری submission ہے کہ اس فکر اور سوچ کو برباد نہ ہونے دیا جائے اس کی ترتیب اس طرح رکھی جائے کہ اس میں جو لوگ ممبر بنائے جا رہے ہیں، یہاں قانون میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ ان کا انتخاب کس طرح ہوگا؟ اس کی وضاحت کی جائے تاکہ کوئی فرد اس کو اپنی مرضی کے مطابق موڑ نہ سکے اور اپنے مقاصد حاصل نہ کر سکے جب اس میں تحریر ہو جائے گا تو پھر binding ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! دوسری اس میں منتخب نمائندوں کی تعداد جو nominated/non-elected لوگ ہیں، جو ٹیکنوکریٹس ہیں ان سے زیادہ ہونی چاہئے وہ بھی اس قانون میں تحریر ہو جانی چاہئے، اس کو بھی صفحہ مسل پر آجانا چاہئے کہ کتنے لوگ ہوں گے اور ان کے انتخاب کا طریق کار کیا ہو گا؟ ان کی ذمہ داریاں تو اس بل میں درج ہیں۔ بس ان دو تین چیزوں کو اس بل میں آجانا چاہئے تاکہ اس کا مستقل بنیادوں پر حل نکلے کیونکہ یہ سالوں تک چلنے والی چیز ہے۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم چیز جو ہمارے معاشرے کا رنگ تبدیل کر سکتی ہے اور ہمارے مسائل کو بہت حد تک کم کر سکتی ہے جس کا اس بل میں ذکر تو کیا گیا لیکن اس کی رُوح کے مطابق اور اس کی ضروریات کے مطابق اس کو weightage نہیں دی گئی وہ ہے پنچایت اور مصالحتی کمیٹی۔ میں گزارش کروں گا کہ اب موقع ہے پچھلی دفعہ جب پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی تو یہ idea introduce کروانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن اس وقت کی عدلیہ نے اس پر قدغن لگا دی تھی جس وجہ سے یہ نہیں ہو سکا تھا اور آج جب اعلیٰ جوڈیشری یہ کہہ رہی ہے کہ عدالتوں سے بوجھ کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عوامی نمائندوں پر مشتمل ایسے غیر روایتی طریقے اختیار کئے جائیں جن سے لوگوں کے چھوٹے چھوٹے مسائل عوامی سطح پر حل ہو سکیں یعنی وہ اس سسٹم کو قبول کر رہے ہیں اور اس کے لئے راستہ دے رہے ہیں اور اس کو اپنی ذمہ داری سمجھ رہے ہیں تو ایسے وقت میں جس بھونڈے انداز میں یہاں مصالحتی کمیٹی اور پنچایت کا ذکر کیا گیا ہے تو ضرورت ہے کہ جس طرح یہ اتھارٹی بنائی گئی ہے اسی طرح ضلع کی سطح پر اس کو بہت اہمیت دی جائے اور اس کے ممبران کے انتخاب پر بھی غور کیا جائے۔ اس بل میں یہ لکھا ہے کہ یونین کونسل کا چیئرمین پنچایت کے لوگوں کو nominate کرے گا اگر یہی ہو گا تو پھر "نیکی برباد گناہ لازم" والی بات ہو گی اور اس سے کوئی نتائج حاصل نہیں ہوں گے۔ جیسے اتھارٹی بنائی گئی ہے ایسے Justice of Peace کا concept introduce کروایا جائے اور پہلے جو آنریری مجسٹریٹ ہوا کرتے تھے ان کو جیسے جمہوری حکومت سے عدالتوں کی توقع ہے کہ وہ ایسے نظام متعارف کروائیں تو اس میں میری submission ہو گی کہ اس موضوع کا دائرہ بڑھایا جائے اور اس کو اتھارٹی بنا دیا جائے اور ان افراد کی nomination میں بہت احتیاط کی جائے، اس کی باقاعدہ legislation ہو، اس کی اپنی ایک appellate court ہو جو تین سال تک کے چھوٹے چھوٹے petty crimes کو دیکھے۔ اس کے علاوہ چک کی گلیوں نالیوں کی تقسیم کے معاملات ہیں کیونکہ جو پنچایت کا نظام ہے، ہمارے دیہات اور شہروں میں ایک بات کہی جاتی ہے کہ ہم لوگ پنچایت میں جھوٹ نہیں بولیں گے اور عدالتوں میں سچ

نہیں بولیں گے اس لئے یہ ایسی چیز ہے جو ہمارے مسائل کا حل ہو سکتی ہے اور چھوٹے چھوٹے لڑائی جھگڑے جو قتل و غارت تک پہنچتے ہیں ان سے نجات دلا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لسٹ بہت لمبی ہے لہذا مختصر کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بس میں مختصر کر رہا ہوں۔ پچھلے قانون میں Citizen Community Board کا ایک concept تھا یہ بھی بہت اچھی چیز تھی جیسے آج بھی خادم اعلیٰ پنجاب کہتے ہیں اور وزیر اعظم بھی فرماتے ہیں کہ ہمارے مسائل کا حل پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ ہے۔ یہ وہ چیز تھی جو پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کا ابتدائی concept تھی کیونکہ ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے کہ ایک سڑک جس کو حکومت کروڑوں روپے کی لاگت سے بناتی ہے لوگ اس کو ownership نہیں دیتے اور سڑک مٹی ڈال کر ختم کر دی جاتی ہے یا گھر کا سارا پانی ڈال کر اس کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ اگر لوگ اپنی مدد آپ کے تحت اس میں participation کریں گے، ان کا اپنا کچھ پیسا لگا ہو گا، ان کی اپنی ownership ہو گی تو پھر وہ ان پارکوں، گلیوں اور نالیوں وغیرہ کی حفاظت کریں گے اور اس میں interest لیں گے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس بل میں جو Citizen Community Board کا idea drop کر دیا گیا ہے اس کو شامل کیا جائے، یہ بہت اہم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بس میں آخری بات کروں گا۔ اس میں دوسری اہم چیز یہ ہے کہ دیہات میں جو واٹر سپلائی سکیمیں بنتی ہیں وہ ایک سکیم کم از کم دو کروڑ روپے میں مکمل ہوتی ہے مناسب نظام اور اختیارات نہ ہونے کی وجہ سے پوری کی پوری سکیم اور پیسا ضائع ہو جاتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس legislation میں ان کو قانونی طور پر یہ اختیار دیا جائے کہ جو لوگ ان کے ساتھ تعاون نہیں کرتے، جو بل نہیں دیتے ان کے خلاف کارروائی کی جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! لسٹ بہت لمبی ہے مہربانی کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں بس ایک شعر آپ کی خدمت میں عرض کر کے اجازت چاہوں گا:

ایک فرصت گناہ ملی وہ بھی چار دِن
دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پروردگار کے
شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب! قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں پہلے وہ بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! آج کے اخبارات میں ساری قوم نے یہ خبر پڑھی کہ بجلی اور پٹرولیم کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ہم پنجاب کے منتخب نمائندے ہیں، پچھلے دو ماہ کے اندر کوئی تیسری دفعہ قیمتوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ ہم پچھلی حکومت کو کوستے تھے کہ پانچ سال میں قیمتیں ڈبل ہو گئی ہیں لیکن ان کی حکومت میں تو دو ماہ کے عرصہ میں قیمتیں ڈیڑھ گنا ہو گئی ہیں، یہ انتہائی زیادتی ہے۔ اس وقت صوبے اور مرکز میں خادمین کی حکومت ہے، خدارا لوگوں کے معاشی قتل عام کو بند کیا جائے کیونکہ لوگ تو اب دو وقت کی روٹی کو بھی ترس گئے ہیں اور اس دو ماہ کے عرصہ میں یہ تیسرا منی بجٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان بالخصوص پنجاب کے مجبور، بے بس اور مظلوم عوام مہنگائی کی چکی میں پہلے ہی پس رہے تھے، اب جنرل سیلز ٹیکس لگا کر ان پر مزید ظلم کیا گیا ہے۔ یہ بیوروکریسی کی سازش ہے یا پھر ہمارے وزیر اعلیٰ، وزیر اعظم کو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی اور عوام کو سڑکوں پر نکلنے کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف تو بلا کی لوڈ شیڈنگ ہے دوسری طرف مہنگائی نے ان کا جینا دوبھر کر دیا ہے لہذا ہم تمام اپوزیشن کے ممبران اپنی عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے اور مہنگائی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے پنجاب اسمبلی کے ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت لوکل گورنمنٹ بل کے حوالے سے بحث ہو رہی تھی، یہ بحث بھی بہت ضروری ہے اس لئے آج آپ کو واک آؤٹ نہیں کرنا چاہئے تھا، بہر حال یہ آپ کا حق ہے۔ جی، میاں نصیر احمد!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب والا! میں سپیشل کمیٹی کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ڈھلوں صاحب سپیشل کمیٹی کے کنوینر بھی ہیں پہلے ان کی بات سن لیں۔ اس کے بعد میں آپ کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔

میاں نصیر احمد: جی، ٹھیک ہے۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کے قابل احترام ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت لوکل گورنمنٹ بل پر بحث ہو رہی ہے جو کہ بڑا اہم بل ہے۔ عوام کو نچلی سطح تک اختیارات منتقل کرنے کا ایک نیا پروگرام اور نیا مشن ہے جس کا فائدہ ہم نے عوام کو نچلی سطح تک پہنچانا ہے۔ آپ کی وساطت سے میری ان قابل احترام ممبران سے گزارش ہے کہ اگر اس میں کوئی تنقید کا پہلو ہے تو وہ سابقہ دور کا ہے۔ آپ اس بات کو نظر انداز کر کے نئے بل پر اپنی اچھی اچھی تجاویز دیں۔ اس سے پہلے بھی اپوزیشن کے دوستوں نے بڑی اچھی تجاویز دی ہیں ہم ان کے مشکور ہیں اور ان سے گزارش ہے کہ مزید اچھی تجاویز دیں تاکہ اس بل کو بہتر سے بہتر کرنے میں مدد مل سکے۔ ہم نے تو سپیشل کمیٹی کی میٹنگ کی کارروائی کو بھی open رکھا ہوا ہے اور ایوان میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک ہی بل کو اتنے دن متواتر discuss کیا جائے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ اس پر مزید discussion ہو اور بل میں بہتری لانے کے لئے یہ ہمارے ساتھ اہم کردار ادا کریں۔ اسی سلسلے میں ہماری میٹنگ کی کارروائی سوموار، منگل، بدھ کو متواتر ہو گی اور اس کے بعد بھی جاری رہے گی۔ کوئی معزز ممبر اس میں کوئی اہم تجویز پیش کرنا چاہتا ہے تو ہم حاضر ہیں اور خاص طور پر لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کے دوستوں سے یہ گزارش ہے کہ اس میٹنگ کے سلسلے میں وہ خصوصی توجہ دیں، ہمارے ساتھ تعاون کریں اور اس بل کی بہتری کے لئے ہمارے ساتھ مل کر کام کریں۔ آج کی میٹنگ ایک بجے شروع ہو گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں راجہ اشفاق سرور اور جناب بلال یاسین سے گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کے معزز ممبران واک آؤٹ کر کے چلے گئے ہیں ان سے request کی جائے کہ اس وقت لوکل گورنمنٹ بل کے حوالے سے discussion چل رہی ہے اور اس میں کافی سارے نام اپوزیشن کے بھی ہیں جن کی مثبت تجاویز آ رہی ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اپوزیشن لیڈر اور دوسرے دوستوں

سے بات کر کے ان کو منا کر ایوان میں واپس لے کر آئیں، اپوزیشن کا احتجاج ریکارڈ ہو گیا ہے۔ راجہ اشفاق سرور صاحب اور بلال یاسین صاحب جائیں اور ان کو منا کر لے آئیں، مہربانی۔ جی، میاں نصیر!

(اس مرحلہ پر وزیر محنت وافرادی قوت راجہ اشفاق سرور اور
وزیر خوراک جناب بلال یاسین اپوزیشن کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ بلدیاتی نظام پر اپنی بات شروع کروں میری بات شروع کرنے سے پہلے ہی اپوزیشن لیڈر نے بائیکاٹ کر دیا۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پنجاب کی دس کروڑ عوام اور وہ عوام جو کئی سالوں سے اس بل کے انتظار میں تھی، آج اگر پنجاب اسمبلی میں اس بل پر open discussion ہو رہی ہے جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پہلے اس سلسلے میں اپوزیشن کو on board لیا گیا لیکن اب صرف سیاسی point scoring کی بنیاد پر انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے۔ حالانکہ ان کا یہ واک آؤٹ اور بائیکاٹ تو اس وقت بنتا تھا جب صوبہ خیبر پختونخواکے اندر تین سو سے زائد خطرناک ملزمان کو تین گھنٹے تک ایک جیتی جاگتی حکومت کے ہونے کے باوجود وہاں پر آپریشن ہوتا رہا اور خطرناک قیدی وہاں سے چھڑوائے گئے، اس وقت بائیکاٹ کیوں نہیں کیا گیا، جب عمران خان صاحب نے پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ پر الزام تراشی کی تب انہیں شرم کیوں نہیں آئی اور انہوں نے تب بائیکاٹ کیوں نہیں کیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ اقدام قابل ستائش نہیں بلکہ قابل شرم ہے، اس اسمبلی کے لئے بھی اور ان کے اپنے لئے بھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پلیز آپ اس بل پر بحث کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اس ایوان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ بلدیاتی نظام جو ہمیشہ سے اس ملک کے اندر اور صوبوں کے اندر فوجی آمروں کے زیر سایہ پروان چڑھا ہے لیکن آج پہلی دفعہ پنجاب کے اندر اس بلدیاتی نظام کے حوالے سے ایک لمبی بحث کا آغاز ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس نظام سے وابستہ تمام stakeholders کو on board لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنا احتجاج ختم
کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اپوزیشن کے معزز ممبران اپنا واک آؤٹ ختم کر کے واپس ایوان میں تشریف لے آئے ہیں۔ ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! public hearing کا تصور بھی پہلی دفعہ دیا گیا ہے کہ جس میں تمام stakeholders کو بلایا جاتا ہے اور ان کی تجاویز کو اس نظام کا حصہ بھی بنایا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم تاریخ پر نظر دوڑائیں، دنیا کی جتنی بھی معاشی، سماجی، معاشرتی طور پر مضبوط جمہوریتیں ہیں ان کے اندر ایک مضبوط اور طاقتور بلدیاتی نظام موجود ہے جہاں پر بلدیاتی نظام جتنا طاقتور ہے وہاں پر سیاسی اور انتظامی طور پر کرپشن بھی اتنی ہی کم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس نظام کے اندر جو آڈٹ سسٹم پیش کیا گیا ہے جس کے اندر یہ ایک بہت اچھی بات شامل کی گئی ہے کہ یہ audit reports ہر تین ماہ بعد پنجاب اسمبلی کے اندر لائی جائیں گی اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سامنے ان کی کارکردگی رپورٹ بھی رکھی جائے گی جس میں مقامی نمائندے اور ایم پی ایز بھی on board ہوں گے۔ اس کے اندر ان کی آڈٹ رپورٹس کو زیر بحث بھی لایا جائے گا لیکن اس کے اندر دو تین چیزیں ہیں، جیسے میٹروپولیٹن کارپوریشن، میونسپل کمیٹیاں، میونسپل کارپوریشن اور اس کے علاوہ ضلع کونسل شامل ہیں۔ نظام کے اندر اگر یکسانیت ہو گی تو لوگوں کو اور پاکستان کے وہ عوام جن کا بلدیاتی نظام سے کبھی کبھار ہی واسطہ پڑتا ہے ان کو سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ ہمیں یہ چاہئے کہ ہم اس نظام کے اندر یکسانیت لے کر آئیں اور یہ جو تفریق ہے، ایسی تفریق جس میں عام آدمی کو سمجھنے کے لئے بھی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا اس سے ہمیں بچنا چاہئے۔ اس کے ساتھ اگر ہم غور کریں تو بعض جگہوں پر تین سے چار ہزار آبادی پر بھی ایک عوامی نمائندہ موجود ہے، بعض جگہوں پر جیسے لاہور میں بیالیس لاکھ ووٹرز ہیں اور بیس ہزار سے زائد آبادی پر ایک کونسلر مقرر کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی نظام اور مقامی حکومتوں کا بنیادی تصور یہی ہے کہ کم از کم آبادی کی بنیاد پر عوامی نمائندہ موجود ہو، جس طرح پوری دنیا میں چار سے پانچ ہزار کی آبادی پر ایک نمائندہ موجود ہوتا ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم اس نظام کو متعارف کروانے جا رہے ہیں تو ایک طاقتور بلدیاتی نظام کے لئے ہمیں چاہئے کہ کم سے کم ووٹ پر زیادہ سے زیادہ مقامی نمائندگی کو بڑھایا جا سکے۔ اس کے اندر ضروری ہے کہ بیس ہزار کی آبادی بھی بعض جگہوں پر ایک ایم پی اے کا حلقہ بن جاتا ہے اس لئے میں یہ کہوں گا کہ اس بنیاد پر ایک نمائندے کا ہونا مناسب نہیں ہے لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں ووٹوں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے اس کو بھی کم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نظام میں خواتین کے حوالے سے کل پرسوں جو میٹنگ ہوئی اس میں ہماری بہنیں آئیں جس میں یہ کہا گیا کہ خواتین کی سیٹیں بڑھائی جائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات اب میری خواتین بہنوں کو سمجھ لینی چاہئے کہ خواتین کو سیاسی طور پر اور سماجی طور پر آگے بڑھنے کے

لئے اس نظام میں جو indirect election سے ان کو نمائندگی دی جاتی ہے یہ ان کو مفلوج کرنے کی سازش ہے۔ اگر یہ پاکستان کی سیاست میں واضح اور عملی کردار ادا کرنا چاہتی ہیں تو یہ چھوٹے چھوٹے حلقے ہیں ان کے اندر ان کو بھی براہ راست الیکشن لڑکر اوپر آنا چاہئے اور یہ الیکشن ان کے لئے لڑنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایم پی اے اور ایم این اے کا الیکشن لڑنا ہماری سوسائٹی کے اندر خواتین کے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن حد تک مشکل ہے۔ میری خواتین بہنوں سے بھی یہی گزارش ہے کہ وہ اس نظام کے اندر اپنی مخصوص نشستوں کو بڑھانے پر زور دینے کی بجائے براہ راست الیکشن لڑیں۔ اسی طرح اس نظام کے تحت اگر پارٹی کی بنیادوں پر الیکشن ہوتے ہیں تو پارٹیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ خواتین کو ٹکٹ دیں اور ان کو وہاں پر الیکشن لڑوائیں تاکہ ایک یونین کونسل جو پانچ، دس ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے اس کے اندر یہ الیکشن لڑ سکتی ہیں اور اس کے اندر اپنا کردار بھی ادا کر سکتی ہیں۔ پوری دنیا کے اندر مخصوص نشستوں کا نظام کہیں 33 فیصد ہے اور کہیں 20 فیصد اس کی بنیاد پر ایک تفریق پیدا کر دی جاتی ہے کہ ایک طرف منتخب اسمبلی بیٹھی ہے اور ایک طرف مخصوص نشستوں والے، یہ معاملہ ہمیشہ زیر بحث رہے گا۔ پاکستان میں ہمیشہ یہ بدقسمتی رہی ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں پارٹی کی بنیاد پر بلدیاتی الیکشن کروانے سے اس لئے ہچکچاتی ہیں کہ پاکستان کے اندر ان کا اپنا party structure تنظیمی ڈھانچہ کبھی مضبوط نہیں رہا۔ ہمیشہ تنظیم اپوزیشن میں بنتی ہے حکومت میں نہیں بنتی۔ چونکہ تنظیمی ڈھانچہ موجود نہیں ہوتا اس لئے party election سے avoid کیا جاتا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ الیکشن پارٹی کی بنیاد پر ہوں گے تو اس کے اندر وہ پارٹی کارکن جو ساری زندگی اپنی پارٹی کو دیتا ہے، جو ساری زندگی اپوزیشن میں پارٹی کے لئے لڑتا ہے لیکن جب الیکشن کی باری آتی ہے تو اس کی نظر اپنی جیب کی طرف ہوتی ہے۔ جب پارٹی اسے ٹکٹ دے گی تو اس طرح پارٹی اور اس ملک کے لئے کام کرنے والے کارکن بھی اس نظام کا حصہ بن سکیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو اربن اور رورل کی تقسیم ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کہ ہم نے اس نظام کے اندر بھی اربن اور رورل کی تقسیم بہت واضح کر دی ہے، میری اپنی رائے کے مطابق یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اگر رورل یا اربن کے لوگ ہیں تو مسائل کے اندر فرق نہیں ہے سیوریج کا مسئلہ، ڈرینج کا مسئلہ، پانی کا مسئلہ، لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ دیہات میں بھی اسی طرح ہے اور اربن ایریا میں بھی اسی طرح ہے اس لئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اس تفریق کو ختم کر سکیں۔ دیہات اور شہروں کی بنیاد پر نظام اور افراد کی تقسیم نہیں کرنی چاہئے۔ اب اس ملک کے اندر ایسا نظام متعارف کرانے کی ضرورت ہے جسے لوگ سمجھ بھی سکیں اور پھر ہر چار سال کے بعد لوگ یہ تصور کریں کہ جو نظام آنے

والا ہے اس کے اندر ان کا اپنا کردار اور ان کے ووٹ کی اہمیت ہے۔ یہ اسی بنیاد پر ہو گا جب ہم نظام کے اندر یکسانیت رکھیں گے اور ایسا سادہ نظام متعارف کرائیں گے جسے ہمارا عام آدمی سمجھ سکے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ اس میں چیف آفیسر اور چیف ایگزیکٹو آفیسر کا کردار تھوڑا مبہم سا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوامی حکومتوں کے جو منتخب نمائندے ہیں ان کے کردار کو بالکل واضح ہونا چاہئے اور جو سرکاری اہلکاران ہیں، افسران ہیں ان کا کردار بھی واضح ہونا چاہئے۔ عوامی نمائندگی کی اصل شکل یہی ہے کہ منتخب نمائندوں کو ان کا حق زیادہ سے زیادہ دیا جاسکے جس میں ACR لکھنے کا اختیار ہے، ان کی کارکردگی میئر اور ڈپٹی میئر کے حوالے سے لکھنے کا اختیار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے اندر یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مقامی حکومتیں ہیں اگر انہوں نے کسی پراجیکٹ کے لئے کوئی قرضہ لینا ہے تو ان کو صوبائی گورنمنٹ سے اجازت لینا پڑے گی۔ اجازت کا element شامل رہے تو بری بات نہیں لیکن اس سے اچھی بات یہ ہے کہ اگر مقامی حکومت اپنے علاقے کے لئے، کسی پراجیکٹ کے لئے کوئی بنک قرضہ لینا چاہتی ہے اور one third اسمبلی اس کی اجازت دیتی ہے تو پھر صوبائی حکومت سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر منتخب مقامی حکومت یہ فیصلہ کر لیتی ہے کہ انہوں نے علاقے کی بہتری کے لئے قرضہ لینا ہے تو پھر یہ اختیار ان کے پاس ہونا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ مقامی حکومت کے اندر جو پنچایت اور مصالحتی کمیٹی کا بتایا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اس میں مقامی حکومت کا کوئی ممبر شامل نہیں ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنچایت کے اندر طاقت اور وزن تب ہی آنا ہے جب اس کے اندر مقامی حکومت کا منتخب نمائندہ شامل ہو گا تاکہ پنچایت کے اندر ہونے والے فیصلوں میں وزن پیدا ہو سکے۔ اگر عوامی حکومت کا منتخب نمائندہ ہی موجود نہ ہوا تو اس پنچایت یا مصالحتی کمیٹی کے اندر وہ طاقت اور جان نہیں رہے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ مقامی حکومت کے مالیاتی نظام کے اندر بھی تھوڑا ابہام ہے اسے بھی واضح کرنا چاہئے اور واضح یہ کرنا چاہئے کہ جتنا ٹیکس مقامی حکومت اکٹھا کرے گی وہ اسی شرح سے وہاں پر خرچ بھی کرے گی۔ چونکہ علاقے کی demands بھی مختلف ہیں اس کے اندر تعلیمی ادارے، ہیلتھ سے related institutions اور باقی جو بھی معاملات ہیں۔ پوری دنیا کے اندر اسی طرح ہے کہ اگر وہاں پر tax collection زیادہ ہو رہی ہے تو اسی بنیاد پر انہیں وہاں ٹیکس خرچ کرنے کا اختیار بھی ہونا چاہئے۔ ہاں اگر کسی مقامی حکومت کے پاس tax collection نہیں ہو رہی تو اس میں صوبائی حکومت کو ان کی مدد بھی کرنی چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں financial support بھی دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ ذکر بڑا مبہم سا ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس میں مقامی حکومت کے لوگ شامل ہوں گے اور دیگر افراد کو بھی شامل کیا جائے گا لیکن دیگر افراد کی تشریح نہیں کی گئی کہ دیگر افراد سے مراد کیا ہے، اس میں سرکاری لوگ ہیں، غیر سرکاری لوگ ہیں، سماجی کارکن ہیں یا کس کس کو ان میں شامل کیا جا رہا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اس میں بھی بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کرنا چاہوں گا کہ بڑی دیر کے بعد اب اس ملک کے اندر اور بالخصوص اس صوبے کے اندر جو الیکشن ہونے جا رہے ہیں یہ ہماری سوسائٹی کے اندر grass roots level پر لوگوں کو politicize کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ پولیٹیکل لوگ پیدا کرنے کی اس سے اچھی نرسری اور کہیں نہیں مل سکتی لہذا میں خاص طور پر اپوزیشن سے یہی کہوں گا کہ ہم نے ہر صورت میں اس الیکشن کا پُر امن انعقاد کرانا ہے اور وہ انعقاد اس لئے بھی ضروری ہے کہ بلدیاتی نظام کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی معاشی، معاشرتی اور سماجی برائیاں سامنے آ رہی ہیں۔ اب اکیلے ایم پی ایز اور ایم این ایز کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ اتنے بڑے نظام کے اندر اپنا کردار پوری طرح اسمبلیوں میں بھی play کریں اور اس نظام کو بچانے میں بھی کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب جہانزیب خان کھچی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب سبطین خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب مسعود شفقت صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ۔ جناب جمیل حسن خان!

جناب جمیل حسن خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں appreciate کرتا ہوں کہ حکومت نے جو لوکل گورنمنٹ بل پیش کیا ہے اس میں خصوصی بات یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے یہ چاہا ہے کہ لوگوں کی رائے لی جائے، اسے اچھی طرح پرکھا جائے، دیکھا جائے اور پنجاب میں لوکل گورنمنٹ کا ایک بہترین سسٹم develop کیا جائے۔ میں سارے issues پر بات نہیں کرتا بلکہ مجھے ایک چیز پسند ہے، میں اسے like کرتا ہوں اور میں اسی پر بات کروں گا۔ ہم پبلک سروس کے لئے یہ قانون بنا رہے ہیں، یہ ادارے بنا رہے ہیں تاکہ لوگوں کو اچھے طریقے سے serve کیا جا سکے۔ ہماری لوکل سیاست کے اندر ہمیشہ وڈیروں کا دخل رہا ہے جب یونین کونسل کے اندر بات ہوتی ہے کہ چیئرمین کون ہو گا تو زمیندار ہی آگے آتے ہیں بڑے بڑے لوگ ہی آگے آتے ہیں۔ اگر کوئی popular غریب average community کا person چاہے کہ میں چیئرمین کا الیکشن لڑوں تو اسے دبا دیا جاتا ہے۔ میں بڑا خوش

ہوں کہ کل راناثناء اللہ خان صاحب نے ایک بات کی تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے ایک یونین کونسل ہے اس کے اندر ووٹنگ کا سسٹم ایسے ہو کہ یونین کونسل سطح پر جو ووٹ ڈالے جائیں گے اس میں یہ نہ کہا جائے کہ چیئر مین کون ہو گا وائس چیئر مین کون ہو گا بلکہ صرف یونین کونسل کے لوگ ووٹ ڈالیں گے اور پوری یونین کونسل کے اندر جو آدمی سب سے زیادہ ووٹ لے گا وہ ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر بن جائے گا جو اس سے کم ووٹ لے گا وہ چیئر مین بن جائے گا، تیسری پوزیشن والا وائس چیئر مین بن جائے گا اور ان کے علاوہ باقی لوگ کونسلر ہوں گے۔ یہ ایک بہترین طریقہ ہے جس میں اچھے لوگوں کو آگے آنے کا موقع ملے گا اور ہمیں کوئی lobbing نہیں کرنی پڑے گی کہ ہم چیئر مین کس کو بنائیں یا کس کو نہ بنائیں لہذا یہ ایک بہترین سسٹم ہے۔ I like it.

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ شہروں میں جیسے لاہور کے اندر 9 زون بنے ہوئے ہیں تو میں چاہوں گا کہ ہر زون کے اندر ہر ووٹر کو دو ووٹ ڈالنے کا حق ہو۔ ایک ووٹ وہ کونسلر کو ڈالے اور دوسرا ووٹ وہ ڈپٹی میئر کو ڈالے اس طرح نو زونوں میں جو ڈپٹی میئر سب سے زیادہ ووٹ لے گا اس کو لاہور کا میئر تصور کر لیا جائے۔ اس طریقے سے اچھے، بہترین اور کام کرنے والے لوگ آگے آئیں گے۔ وہ لوگ جو صرف اپنی سیاست چمکانے کے لئے بڑے ایوانوں کے پیچھے چلتے پھرتے رہتے ہیں ان کی نفی ہو گی اور اچھے لوگ promote ہوں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بڑی مہربانی۔ ملک سیف الملوک کھوکھر!

ملک سیف الملوک کھوکھر: جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر بلدیات راناثناء اللہ خان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس ایوان میں لوکل گورنمنٹ کا بل پیش کیا ہے اور انشاء اللہ یہ قانون بھی بن جائے گا۔ سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اس بل کو ایوان میں بحث کے لئے رکھا گیا اور اسی حوالے سے ایک خصوصی کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے جس میں تجاویز دی جا رہی ہیں۔ اس معزز ایوان اور کمیٹی میں حزب اختلاف کے معزز ممبران بھی اپنی تجاویز دے رہے ہیں۔ الحمد للہ اس بل میں آڈٹ کا ایک طریق کار بنایا گیا ہے جس سے check and balance رہے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ تجویز کروں گا کہ یونین کونسل کے ووٹوں کی تعداد 15 ہزار سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ اسی طرح یونین کونسل کے ممبران یعنی کونسلر کی تعداد سات یا نو رکھی جائے اور ہر کونسلر کی ایک علیحدہ وارڈ ہونی چاہئے۔ جب مشترکہ وارڈز ہوتے ہیں تو کسی آبادی سے ایک سے زیادہ منتخب ہونے والے کونسلرز صرف اسی آبادی کی طرف توجہ دیتے ہیں اور دوسرے علاقے محروم رہ

جاتے ہیں۔الیکشن وارڈ وار ہونے چاہئیں۔اسی طرح خواتین کی نمائندگی بھی اشد ضروری ہے لیکن خواتین براہ راست الیکشن لڑکر آئیں تاکہ وہ اپنے حلقے کو دیکھیں۔خواتین کے مدمقابل خواتین ہی ہونی چاہئیں۔لوکل گورنمنٹ کے الیکشن غیر جماعتی بنیاد پر ہونے چاہئیں تاکہ سیاسی دباؤ کے بغیر اچھے لوگ منتخب ہو سکیں اگر یہ انتخابات جماعتی بنیاد پر ہوں گے تو پھر اس حلقے کا سیاسی آدمی اپنی من مرضی کرے گا لہذا میں یہ تجویز دوں گا کہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن غیر جماعتی بنیاد پر منعقد کئے جائیں۔چیئرمین اور وائس چیئرمین صرف یونین کونسل کی حد تک ہوں جبکہ ضلع کونسل کے ممبر براہ راست ووٹ لے کر منتخب ہوں۔بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر:جناب ظہیرالدین صاحب!۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں۔جاوید اختر انصاری صاحب!۔۔۔وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!بے حد شکریہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!ماشاءاللہ آپ کی تجاویز بہت مثبت ہوتی ہیں تو میں امید کروں گا کہ آج بھی آپ اس Bill پر مثبت تجاویز دیں گے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میں ایک شاعر کے جذبات سے شروع کرتا ہوں۔

وہی رات بھر تجھے سوچنا
وہی چاہتوں کے نصاب ہیں
یہ بڑے طویل ہیں سلسلے
یہ بڑے طویل عذاب ہیں
ہمیں بھوک اپنی قبول ہے
یہاں نفرتیں نہیں بیچنا
میرے شہر میں بڑا امن ہے
میری آنکھ میں بڑے خواب ہیں

جناب سپیکر!لوکل گورنمنٹ یا مقامی حکومت کا بنیادی طور پر یہی concept ہے کہ اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی ہو سکے۔اب جائزہ یہ لینا ہے کہ کیا ہم حقیقتاً اختیارات کی منتقلی نچلی سطح پر کر رہے ہیں یا یہ محض نشستن، گفتن و برخاستن کی ایک محفل ہے۔(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: میری خواتین ممبران سے گزارش ہے کہ اگر گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں تشریف لے جائیں۔ایوان میں خاموشی اختیار کریں اور میاں صاحب کی بات سنیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں کچھ سابقہ تاریخ کے حوالے سے بھی بات کروں گا۔ قرآن پاک میں ایک آیت جمہوریت کی ماں ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اپنے معاملات مشاورت سے طے کرو اور مشاورت سے حل کرو"سیاسی نظام کے حوالے سے اس آیت سے ایک ڈھانچہ developہو سکتا تھا لیکن افسوس کہ ملوکیت کے آجانے پر ارتقاءاور اجتہاد کا سلسلہ ختم ہو گیااور ہم کوئی سیاسی ڈھانچہ تعمیر نہیں کر سکے۔ مغلیہ دور میں بھی چھوٹے لوگوں کو آگے بڑھنے کا شعور دینے کے لئے کام ہوتا رہا۔ مثلاًاُس وقت پرگنہ اور پنچایتی نظام موجود تھا۔انگریزوں کے دَور حکومت میں بھی لوکل گورنمنٹ کے مختلف انتظامات شروع کئے گئے تھے۔ بلاشبہ اُس وقت ان کا مقصد محض یہ تھا کہ ایکelite classپیدا کر لی جائے جس کے ساتھ ان کا رابطہ ہو اور وہ ان کے ذریعے سے حکمرانی کریں۔Prima-facieتو یہی نظر آتا ہے۔ برطانیہ کی اپنی سات سو سالہ جمہوری جدوجہد کی تاریخ ہے۔ میں اس ایوان میں یہ بتانا چاہوں گا کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ نے کس طرحsovereigntyحاصل کی؟ مقامی حکومتوں کے لئےdevolution of powersکے حوالے سے برطانیہ کی بہت خوبصورت مثال دی جا سکتی ہے۔ مقامی حکومت ایک نرسری کا کام دیتی ہے۔یہاں سے تربیت لے کر سیاستدان House of Commons and House of Lordsمیں جاتے ہیں۔ میں خود 1982میں ایک تحقیق کرنے کے لئے برطانیہ گیا تھا۔ میں نے ان کا سارا بلدیاتی نظام دیکھااور وہاں پرHouse of Commons and House of Lordsکی debatesسنیں۔ہمیں اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ برطانیہ میں کس طرح سے devolution of powersہوئیں اور نچلی سطح پر وہاں کے کونسلرز کو کس طریقے سے اختیارات دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر!اس ایوان میں جو لوکل گورنمنٹ کاBill پیش کیا گیا ہے اس کی ایک compositionہے پھرfunctionsاور اختیارات ہیں۔ میں اپنے وزیر قانون کوcompositionکے حوالے سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے بڑے کھلے دل سے حزب اختلاف کو ساتھ لے کر چلنے کا اعلان کیاتاکہ ہم متفقہ طور پر ایک ایسا قانون منظور کریں جس پر کوئیriftنہ ہو اور اس سے استفادہ ہو سکے۔Compositionکی حد تک تو یہ بات بڑے کھلے دل کی ہے۔ میں نے بات برطانیہ سے شروع کی تھی جن کی سات سو سال کی تاریخ ہے کہ کس طرح سے انہوں نے پارلیمنٹ کی

sovereignty حاصل کی ہے اور درمیان میں جو لوگ راستے میں حائل ہوئے انہوں نے ارتقاء اور اجتہاد کے راستے میں ایک ڈکٹیٹر کا کردار ادا کیا۔ میں معزز ایوان کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ درمیان کے دور میں ان کا جو evolution تھا، اتھارٹی حاصل کرنے اور ایوان کو بااختیار بنانے کا تھا تو اس کے لئے Cornwell جیسے لوگوں کو بھی قبروں سے نکال کر اس کی ہڈیوں کو بھی پھانسی پر لٹکایا گیا تھا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے کہ کوئی جرنیل آتا ہے اپنا سسٹم لے آتا ہے، عدالتیں بھی اس کو indemnity دے دیتی ہیں اور اس کو ترمیم کا اختیار بھی دے دیتی ہیں تو اس کے بعد عوام بھی اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ ہماری آج تک کی یہ بڑی المناک تاریخ ہے۔ بہر حال آج ہم اس دوراہے پر کھڑے ہیں کہ نئے نظام کو شروع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ حکومت کی نیک نامی ہو اور عوام کی سطح تک اختیارات کو لے جائیں۔ میں نے مختصر سا جائزہ مغلوں اور انگریزوں کی تاریخ اور برطانیہ کے لوکل گورنمنٹ سسٹم کے حوالے سے پیش کیا ہے گو میں نے تشنگی سے کہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ اب آپ تجاویز پر آ جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے تشنگی سے یہ کام لیا ہے نہیں تو یہ بات اور لمبی بھی ہو سکتی تھی۔ بہر حال میری تجویز یہ ہے کہ composition بھلے کوئی بھی لے آئیں، خاص طور پر یونین کونسل جو دیہاتی علاقہ ہے، ضلع کونسل جو دیہاتی علاقہ ہے، اس کے بعد ٹاؤن کمیٹیاں ہیں، کارپوریشنیں ہیں اور میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے۔ اس کی جو composition ہے اس میں میری تجویز یہ ہے کہ الیکشن براہ راست ہونے چاہئیں اور indirect نہیں ہونے چاہئیں۔ اس میں دوسری میری تجویز یہ ہے کہ یونین کونسل کا حلقہ یونین کونسل کا ہی ہو اس میں اسی کے لوگ آئیں تعداد جو بھی ہو ٹھیک ہے۔ اس کے بعد ضلع کونسل ہے اس میں ضلع کونسل کا حلقہ ہو، اس سے بڑا حلقہ ہو جائے دو، تین یا اس سے زائد یونین کونسل کا حلقہ ہو جائے جیسا کہ ایوب خان اور بھٹو صاحب کے دور میں بھی دیہی حکومتوں کا قانون آیا، 1979 میں ضیاء الحق کے دور میں بھی آیا، پھر مشرف کا بھی آیا اور اب ہم لوگ لے کر آ رہے ہیں۔ اس میں الیکشن براہ راست ہونے چاہئیں اس میں indirect الیکشن کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں پر میرے بہت سے دوستوں نے چیئرمین اور وائس چیئرمین کی بات کی ہے کہ وائس چیئرمین کے پاس اختیارات ہونے چاہئیں۔ اب جیسے یہ صوبائی اسمبلی ہے یہاں پر ڈپٹی سپیکر کے پاس کیا اختیارات ہیں؟ کوئی اختیارات نہیں ہیں لیکن in the absence of Speaker, Deputy Speaker acts as Speaker جیسے آپ یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ ایوان کو کنٹرول کر رہے ہیں اور

conduct کر رہے ہیں اسی طرح سے وائس چیئر مین بھی چیئر مین کی عدم موجودگی میں چیئر مین کے اختیارات استعمال کرے گا۔

جناب سپیکر! یہ composition کے حوالے سے ہے کہ direct الیکشن ہوں۔ اس کے علاوہ میں بیوروکریسی کے کنٹرول کے سخت خلاف ہوں۔ یہ بڑا ظالمانہ کام ہو گا اگر یہاں پر بیوروکریسی کا کنٹرول نہیں رکھنا اور بلدیات پر کنٹرول رکھنا ہے تو احتساب کے اور طریق کار بھی ہیں۔ ان کو check کرنے کے اور طریق کار بھی ہیں، وہاں پر پبلک اکاؤنٹ کمیٹی بھی بنائی جا سکتی ہے، کوئی محتسب مقرر کیا جا سکتا ہے، ان کے جو اخراجات کو کنٹرول کرے پھر ان کو اختیارات بھی دینا چاہئیں۔ اختیارات کے حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ جانتے ہیں بلکہ سارا ایوان جانتا ہے کہ we are a polarized nation تنصیب شدہ دھڑوں میں ہم لوگ تقسیم ہیں یہ بلدیاتی نظام اور بھی دھڑوں میں تقسیم کر دے گا، اگر قوم کو دھڑوں میں ہی تقسیم کرنا ہے تو میری رائے یہ ہو گی کہ آپ یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر کروائیں اور شروعات اچھی کریں، کسی کو تو یہ risk لینا ہو گا کہ یہ قوم polarization سے باہر نکلے، جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہونے چاہئیں اور ان کے اخراجات کو کنٹرول کرنے کے لئے taxation کی autonomy دینی چاہئے اخراجات کو کنٹرول کرنے کے لئے وہاں پر محتسب بٹھا دیں یا کسی محتسب کے ماتحت کر دیں ان کے جو اکاؤنٹس کو چیک کرے۔ اب یہاں پر بیوروکریسی کی بات کی گئی ہے میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مئی 2012 میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بنائی گئی، میرے خیال میں پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھی بنی ہوں گی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے constitute کر کے مئی 2012 میں اسے notify کیا۔ اس کمیٹی میں مجھے میاں محمد رفیق ٹوبہ ٹیک سنگھ کو چیئر مین بنایا گیا آپ بیوروکریسی کا کمال دیکھیں کہ سال پورا گزر گیا ڈی سی او نے ہوا تک نہیں لگنے دی کہ یہاں پر کوئی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہے اور جتنے مقامی حکومت کے دفاتر ہیں وہ تمام پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سامنے پیش ہوں گے۔ جب سال ختم ہو گیا الیکشن سر پر آ گئے تو پھر مجھے کہا گیا کہ بھئی یہ میٹنگ کر لو ان کے اکاؤنٹس clear کر دو میں نے کہا کہ "کھان پین نوں بھاگ بھری تے دھون بھنوان نوں جمعہ" اب سارا سال گزار کر مجھے کہہ رہے ہو کہ ہمارے اکاؤنٹس clear کر دو تو اس پر میری ڈی سی او کے ساتھ بڑی تُو تُو، میں میں ہوئی اور اس نے کہا کہ آپ میری integrity کو چیلنج کر رہے ہیں تو میں نے کہا کہ میں بھی integrity رکھتا ہوں تمہارے سے زیادہ رکھتا ہوں تم میری integrity کو چیلنج کر رہے ہو۔ آپ نے تو پتا نہیں کہاں کہاں پلاٹ لئے ہوں گے، کہاں کہاں ڈیفنس میں گھر بنائے ہوں

گے میں تو اپنے آثار قدیمہ میں رہ رہا ہوں تو بیوروکریسی کا کردار جو اس میں ڈالا گیا ہے وہ اسی طرح کا کردار ہو گا جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ بہر حال وہاں پر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی قائم کی جائے جو عملاً وہاں پر functionکرے اور یہ بلدیات کے جتنے ادارے ہیں وہ ان کا حساب کتاب checkکرے یہ check and balanceکا کنٹرول وہاں پر یقیناً ہونا چاہئے

جناب سپیکر! یہاں پنچایتی نظام کے حوالے سے بات ہوئی ہے، پنچایتی نظام بڑا خوبصورت نظام ہے اسلامی نظام میں بھی، انگریزوں سے پہلے ہندوستان میں مغلوں کے وقت میں بھی، English Ruleکے آخری دنوں تک اور پاکستان بننے کے بعد بھی پنچایتی نظام جاری رہا۔ ہندوستان کے اندر آج بھی پنچایتی نظام جاری ہے وہاں پر جب پنچایت بیٹھتی ہے تو لوگ پنچایت کے چیئرمین کو جو پنچ ہوتا ہے اسے بھگوان کہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ بھگوان کرسی پر بیٹھ گیا ہے۔ یہاں سے انصاف ملتا ہے اس لئے پنچایت کا نمائشی کردار نہیں رکھنا چاہئے مجھے تو اس بل میں ایک نمائشی کردار ہی نظر آ رہا ہے۔ اگر اس پنچایت کو فیصلہ کرنے یا مصالحتی عدالتوں کے کچھ اختیارات دیئے جائیں جیسے گاؤں میں چھوٹے موٹے لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں جیسے مرغیاں لڑ پڑتی ہیں، خواتین لڑ پڑتی ہیں، مرد لڑ پڑتے ہیں اور جھوٹے میڈیکولیگل لے کر جھوٹے پرچے درج کرانے کے لئے دوڑ لگا دیتے ہیں۔ اگر پنچایتیں موجود ہوں گی تو انہیں مقامی طور پر زیادہ بہتر پتا ہوتا ہے کہ کون گناہ گار ہے اور کون قصوروار ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ پنچایت کی بھیجی ہوئی رپورٹ پر ایف آئی آر تھانے میں درج ہونی چاہئے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم ایسا جھگڑا جب تھانے میں جاتا ہے تو پولیس ایکٹ میں پنچایت کو اس کی تفتیش میں کوئی کردار دیا جائے۔ ان کی تفتیش کے بعد وہ ایف آئی آر درج ہونی چاہئے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ پنچایتی نظام کے متعلق جیسا کہ بل میں کہا گیا ہے کہ ایک یونین کونسل میں پنچایت ہو تو میں یہ چاہوں گا کہ جو مقامی حکومت کا بل آ رہا ہے اس میں یہ ترمیم ہونی چاہئے کہ ہر گاؤں میں پنچایت بنائی جانی چاہئے یعنی ایک یونین کونسل میں جتنے بھی گاؤں ہیں ہر گاؤں میں پنچایتی نظام ہونا چاہئے اور پنچایت کو اس کا roleدیا جائے جس سے polarizationبھی ختم ہو جائے گی، امن بھی پیدا ہو گا، medico legalپر جھوٹے پرچے بھی ختم ہو جائیں گے، انصاف قائم ہو گا اور انصاف ملنا شروع ہو جائے گا۔ مقامی حکومت کا یہی مقصد ہے کہ عوام کو اُن کی دہلیز پر انصاف پہنچے۔ اب دہلیز پر انصاف پہنچانے کے لئے سب سے مؤثر کردار پنچایت کا ہے یا ہمارے جو کونسلر بنتے ہیں اُن کو اختیارات دینے سے ہے۔ اگر یہ سوچ لیا جائے اور ابرو پر شکن نہ پڑ جائیں تو میں یہ کہوں گا کہ عوام کو انصاف ان کی دہلیز پر یہ اسمبلیاں پہنچا سکتی ہیں، پارلیمنٹ پہنچا

سکی ہے اور نہ کوئی حکومت پہنچا سکی ہے۔ یہ کونسلر عوام کو ان کی دہلیز پر انصاف یا ان کے مسائل کیسے حل کر پائیں گے کیونکہ مسائل تو ہم لوگ بھی حل نہیں کر پائے۔ ہم ہی سے یہ پٹواری کلچر ہے، ہم ہی سے تھانہ کلچر ہے یا جہاں جہاں پر عوام کے مسائل ہیں جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "عوام رُلدے نیں تے عوام دے نال اسیں وی رُلدے آں"۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کی ساری تجاویز note کی جا رہی ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں اور صرف آخری بات کرنے کی اجازت دے دیں۔ یہاں پر عوام پریشان ہیں جو سفارش تلاش کرتے ہیں یا دلال تلاش کرتے ہیں تاکہ وہ رشوت دے کر اپنے کام کروا سکیں لہذا دیکھنا تو یہ ہے کہ مقامی حکومت میں اگر ہم دہلیز پر انصاف پہنچانے کا انتظام کونسلروں کے ذریعے نہ کر سکے تو پھر یہی ہو گا کہ polarization مزید بڑھے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کیا آخر میں آپ نے شعر پڑھنا ہے؟

میاں محمد رفیق: جی، میں شعر نہیں پڑھوں گا صرف اس Bill پر بات ہی کروں گا۔ اگر کہتے ہیں تو شعر بھی پڑھ دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ شعر ہی پڑھ دیں تو بہتر ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں شعر بھی پڑھ دوں گا لیکن پہلے میں اپنی یہ بات ختم کر لوں کہ ان کونسلروں کو جو اختیارات ہم نے دینے ہیں وہ اختیارات ایسے ملنے چاہئیں کہ عوام کے جن جن اداروں سے متعلق مسائل ہیں وہاں پر اداروں کی درستی ہو کیونکہ وہاں پر کوئی فرشتے موجود ہیں اور نہ ہم وہاں پر فرشتے لا سکتے ہیں لیکن ہم کم از کم اُن کو minimize کر سکتے ہیں کہ کسی طرح سے کرپشن کا خاتمہ ہو، لوگوں کے مسائل حل ہوں اور یہ کرپشن کسی طرح سے minimize ہو سکے۔ مجھے بہت کچھ کہنا تھا بہر حال آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ شعر پڑھ دیں۔ اگر شعر یاد نہیں ہے تو کوئی بات نہیں ہم آپ سے بعد میں سن لیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! گزارش تو یہی ہے کہ ہم مقامی حکومت کو بااختیار بنائیں، direct الیکشن ہوں indirect نہ ہوں اور بیوروکریسی کا کوئی کردار نہ ہو۔ شروعات ہمیں کرنا ہوں گی اس لئے ہم ان

کو موقع دیں لیکن ان پر check and balance کے لئے پبلک اکاؤنٹس کمیٹیاں بنائی جا سکتی ہیں یا محتسب کے ادارے قائم کئے جا سکتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اہم بحث ہو رہی ہے جو کافی دنوں سے جاری ہے لیکن میں جناب کی توجہ ایک اہم معاملہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دَور میں بھی تحاریک التوائے کار کا حشر ہوتا رہا کیونکہ Rules یہ کہتے ہیں کہ current issues پر بات کی جائے اور بڑی مشکل سے اسمبلی کے floor پر تحاریک التوائے کار آتی ہیں جن میں burning issues ہوتے ہیں۔ پچھلے بجٹ اجلاس میں ہیلتھ، ایجوکیشن اور ماحولیات پر میری انتہائی اہم تحاریک التوائے کار تھیں، ارادتاً محکموں کی طرف سے delay کیا جاتا ہے اور ان کے جواب نہیں آتے۔ آپ ماحولیات کے issue پر تحریک التوائے کار کے حوالے سے دیکھیں جس کی اجازت دی گئی کہ اس پر ایوان میں بحث ہو گی اور آپ جانتے ہیں کہ دو دن کے اندر اندر اس پر بحث ہونا چاہئے تھی لیکن آج تک اس پر بحث نہیں ہوئی۔ یہ پورا اجلاس جو چل رہا ہے شاید بحث میں ہی گزر جائے گا بلکہ آج شاید آخری دن ہے لہذا میں صرف ریکارڈ پر یہ لانا چاہتا ہوں کہ ہیپاٹائٹس، ماحولیات، ایجوکیشن، سی اینڈ ڈبلیو یا جتنے بھی معاملات میری تحاریک التوائے کار میں تھے وہ سارے کے سارے pending ہوتے گئے حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ اُن میں سے کوئی بھی issue ایسا نہیں تھا جو اس سے زیادہ اہم نہ ہو جو آج کل ہم کر رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! انشاء اللہ اگلے اجلاس میں آپ کی تحاریک التوائے کار آ جائیں گی۔ اب میں جناب وحید گل صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ریڑھی بان اور چھابڑی فروشوں کے حوالے سے ہے جو بہت اہم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اجلاس کے بعد آپ، میں اور لاء منسٹر صاحب اس پر بیٹھیں گے اور بیٹھ کر اس پر انشاء اللہ کچھ کرتے ہیں۔

جناب محمد وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ساری تعریفیں اُس ربّ کائنات کے لئے جو ہم سب کا خالق و مالک ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارک پر کروڑوں درود و سلام۔ یہ لمحہ ہمارے لئے بڑا اہم لمحہ ہے کہ ایک ایسی بحث کا آغاز اس ایوان کے اندر ہو رہا ہے کہ ہم صفائی ستھرائی، صحت اور مفاد عامہ کی دوسری ضروریات عوام کو مہیا کرنے کے لئے اس Bill پر discussion کر رہے ہیں۔ جس Bill کو میں نے study کیا ہے اس میں اہم ترین بات یہ ہے کہ اس Bill کے ذریعے سے ہماری حکومت چاہتی ہے کہ لوگوں کو مقامی طور پر سہولیات ملیں لیکن اس سے بھی بہتر بات یہ ہوئی ہے کہ جس فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومتی سطح پر اعلان کیا گیا کہ اپوزیشن کی طرف سے یا کسی بھی ممبر اسمبلی کی جانب سے جو تجاویز آئیں گی اُن کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ سب سے بہترین کام کمیٹی کا انعقاد ہوا جس میں اپوزیشن کے ممبران اور باقی تمام ممبران صوبائی اسمبلی کو اس میں شامل کیا گیا جس کا اجلاس روزانہ ہوتا ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپوزیشن کا روّیہ کسی طور پر بھی مثبت نہیں ہے۔ آج دیکھیں کہ ایک اہم اجلاس ہو رہا ہے اور مفاد عامہ کی بات ہو رہی ہے لیکن انہوں نے اپنا point score کرنے اور میڈیا پر آنے کے لئے واک آؤٹ کیا ہے جو بڑا افسوسناک پہلو ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنی بات کی طرف آتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ایک سیاسی کارکن ہونے کے ناتے اب یہ بات طے ہو جانی چاہئے کہ انتخابات جماعتی سطح پر ہونے چاہئیں کیونکہ ہم نے یہ دیکھا ہے اور اس الیکشن نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ گاؤں کی سطح پر جہاں پر دھڑے بندیاں ہوا کرتی تھیں آج وہاں پر بھی لوگوں نے جماعتی سطح پر ووٹ دیئے ہیں۔ اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ یہ بلدیاتی الیکشن بھی جماعتی سطح پر کروانے چاہئیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں پچیس خواتین کو indirect منتخب کروانے کی بات ہو رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ خواتین کا کردار نہیں ہونا چاہئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی جگہ یا علاقے کے اندر خواتین مردوں سے بھی زیادہ بہتر کام کرتی ہیں لیکن میں یہ مثال دے کر سمجھانا چاہتا ہوں کہ ایک تیراک کو تیراکی نہیں آ سکتی چاہے وہ پوری کتاب پڑھ لے جب تک کہ وہ پانی میں نہیں اترے گا۔ اگر آپ نے ہماری خواتین کو منتخب کرنا ہے تو انتخاب کے ذریعے انہیں آنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہماری بہنیں یہ کہتی ہیں کہ ہم خواتین کے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں بلکہ ہماری ایک معزز خاتون ممبر فرما رہی تھیں کہ چار خواتین ایک یونین کونسل کی سطح پر ہونی چاہئیں۔ یہاں پر حقوق کی بات کرنا ٹھیک ہے لیکن ہم Islamic Law کے اوپر جائیں تو اگر ایک خاتون کے ساتھ کسی مرد کی دوسری شادی ہو جاتی ہے تو وہاں پر میری کسی بہن کو یہ توفیق نہیں

ہوتی کہ اس نے اللہ کے قانون کی پاسداری کرتے ہوئے شادی کی ہے۔ وہاں پر کوئی خیال نہیں رکھا جاتا کہ اس کا بھی اتنا ہی حق ہے جس طرح پہلی والی بیوی کا ہے۔ میں یہ بات ضرور کروں گا کہ خواتین کو اس میں ضرور شامل ہونا چاہئے لیکن براہ راست اور اسی طرح سے اقلیتی ممبران کو بھی براہ راست انتخاب کے ذریعے سے شامل ہونا چاہئے۔یہاں پر ہمارے معزز ممبر طارق صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو کہ 25سال سے سیاست کر رہے ہیں۔ سیاسی طور پر اگر کسی چھسرے نے اپنی طاقت کو منوانا ہے تو انتخاب کے ذریعے سے آنے والے کی علاقے کے اندر زیادہ بہتر پہچان ہو گی اور وہ زیادہ بہتر طور پر علاقے کی خدمت کر سکتا ہے۔ میں یہ کریڈٹ حکومت پنجاب کو دینا چاہتا ہوں اور شہباز پاکستان کو کہ جنہوں نے ہیلتھ اتھارٹی کے قیام کا اعلان کیا اور ایجوکیشن اتھارٹی کے قیام کا اعلان کیا۔ یہ دو ایسی ہماری بنیادی ضرورتیں ہیں کہ ان سے کوئی انکار نہیں ہے۔ اگر اتھارٹی کے ذریعے سے اس پر عملدرآمد ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر کام ہے۔ اس بل میں مدت کی بات کی گئی ہے جو چار سال رکھی گئی ہے لیکن اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ مدت کا تعین ایسا ہونا چاہئے کہ جس سے بنیادی طور پر بلدیات کا کام متاثر نہ ہو۔ یہ نہ ہو کہ جب چار سال پورے ہوں تو پتا چلے کہ اب قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن ہونے والے ہیں اس لئے ایک یا ڈیڑھ سال کا وقفہ دوبارہ بلدیاتی انتخابات کے لئے پڑ جاتا ہے۔ میں اپنی طرف سے کوئی تجویز نہیں دے رہا کہ اتنا عرصہ ہونا چاہئے لیکن ان باتوں کا خیال اس بل میں ضرور رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ صفائی اور ستھرائی کے حوالے سے اس بل میں بات کی گئی ہے تو شہری علاقوں کے اندر رائج سسٹم کا پھر کیا ہو گا اور کیا دو سسٹم چلیں گے؟ ایک طرف کارپوریشنیں اور میئر اپنا سسٹم لے کر آئیں گے اور دوسری طرف جیسے ترکی کی کمپنی اس وقت کام کر رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے بھی بل میں واضح کیا جائے۔ اس کے علاوہ پنچایتی سسٹم کی بات کی گئی جو کہ ایک بنیادی بات ہے جبکہ شہری علاقوں میں مصالحتی کمیٹیوں کی بات کی گئی جو کہ بنیادی بات ہے لیکن اس کی حیثیت ایسے ہی ہے کہ جیسے روح کو جسم سے نکال دیا جائے کیونکہ اگر ایک منتخب ممبر اس میں شامل نہیں ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ان فیصلوں کی کوئی زیادہ وقعت نہیں رہ جائے گی۔ اس حوالے سے بھی بل خاموش ہے کہ جو پنچایتی فیصلہ ہو گا اس پر عملدرآمد کروانے کی ذمہ داری کس کی ہو گی؟ میں سمجھتا ہوں کہ میری تجویز اور رائے کے مطابق یہ اختیار رجسٹرار کے پاس جانا چاہئے اور وہ اس پر عملدرآمد کروانے کا ذمہ دار ہو۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ چاہے وہ ضلع کونسل کی کمیٹی ہے یا شہر کا منتخب کونسلر ہے، اس کے پاس کم از کم پانچ لاکھ روپے کے لین دین کے اختیارات ہونے چاہئیں۔ لین دین کا آج ہمارا بنیادی مسئلہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ دو چار لاکھ روپے کا فراڈ ہو گیا یا لین دین ہے تو اسے پولیس بھی حل نہیں کر سکتی اور وہ انسان اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ عدالتوں میں جائے اور وہاں سے فیصلہ کرائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بنیادی چیز ہے۔

جناب سپیکر! چوتھی بات یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کو اگر ہم ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو بہتر یہ ہو گا کہ یونین کونسل کی سطح پر جیسے پنچایتی اور مصالحتی کمیٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا تو اسی طرح سے چوکیدارہ نظام کو اس میں شامل کیا جائے تاکہ یونین کونسل کے کونسلر کو یہ power ہو اور اگر شہری علاقوں کے اندر بھی یہ power ہو کہ وہ چوکیدارہ نظام کو رائج کر سکیں تو بہتر ہو گا۔ مصالحتی کمیٹیوں کے اندر لازمی طور پر علمائے کرام کو بھی نمائندگی دی جائے اور انہیں شامل کیا جائے تاکہ وہ صحیح طور پر مصالحتی کمیٹی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ علماکرام کا مسجد کے اندر تو کردار ہے ہی لیکن جب ہم مصالحت کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے کردار کو لازمی رکھا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! ایک دفعہ پھر آپ کے توسط سے اپوزیشن کو یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے رویوں کے اندر تبدیلی لائیں۔ مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے کہ مفاد عامہ کی جو باتیں کمیٹی کے اندر اور اس ایوان کے اندر ہونی چاہئیں وہ صرف اور صرف میڈیا پر جا کر وہ کرتے ہیں حالانکہ ان کے لئے دونوں ایوان حاضر ہیں مگر ان کی طرف سے مفاد عامہ سے متعلق کوئی تجویز نہیں آتی۔ میں آخر میں شعر سنا دیتا ہوں کہ:

جب اپنا قافلہ اس عزم و یقیں سے نکلے گا
رستہ جدھر سے چاہیں گے وہیں سے نکلے گا
اے وطن کی مٹی مجھے ایڑھیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے چشمہ یہیں سے نکلے گا

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی وحید اصغر!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری محمد اقبال صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! انتہائی اہم بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ Rules of Procedure کے Chapter 18 کے rule 244 میں ہے کہ:

> When, for the purpose of explanation during discussion or for any other sufficient reason, a member has occasion to ask a question of another member on the matter then under consideration of the Assembly, he shall ask the question through the Speaker.

جناب سپیکر! اب میں جناب کی وساطت سے معزز ممبر وحید گل صاحب کے متعلق بات کرتا ہوں کہ یہاں کی جو proceedings ہوتی ہیں تو میں نے کل بھی عرض کی تھی۔

While sitting on the chair Speaker is the custodian of those proceedings.

یہاں پر بولا گیا ایک ایک لفظ کتاب میں درج ہونا ہے اور after correction مباحثات آپ کے چھپنے ہیں اور وہ لائبریری کا حصہ ہیں۔ میرے جیسے طالب علم کل کو consult کرتے ہوئے ان تقاریر میں سے اپنے لئے مواد ڈھونڈتے ہیں اس لئے معزز ممبر کا بولا گیا ایک ایک لفظ، اس کے معنی، اس کی implication اور subsequent implications بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں یا تو وہ الفاظ expunge ہونے چاہئیں جو against the fact, against the law پارلیمنٹ میں بولے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، انہوں نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کی۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پہلے میری بات سن لیں کہ expunge کا مطلب صرف یہ نہیں کہ کسی کی تضحیک کر رہے ہوں۔ اگر facts کو distort کر کے کہا جائے تو وہ بھی آپ کی بطور سپیکر ذمہ داری ہے کہ آپ انہیں expunge کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، جہاں میں مناسب سمجھوں گا تو میں expunge کر دوں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے اور میرا سوال ہے اگر آپ مناسب سمجھیں۔ میں آپ سے رولنگ مانگ سکتا ہوں۔ یہ میرا prerogative ہے اور میرا privilege ہے جس کا آپ کو جواب دینا ہے۔ میں نے آپ کے سامنے ابھی جو درخواست پیش کی وہ یہ ہے کہ میں ایک قاعدے اور ضابطے کے تحت آپ کے پاس آیا ہوں اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ Chapter 18 کے Rules of Procedure کے سیکشن 244 جنرل رولز کے تحت میں سوال پوچھ سکتا ہوں کیونکہ مجھے اس میں ابہام ہے۔ ابہام یہ ہے کہ وحید گل صاحب نے فرمایا کہ اسلامی قانون اور شریعت کے اندر رہے کہ عورتوں اور خواتین کے حقوق کہ "ایک عورت دوسری عورت کو حقوق دے۔" وہ ذرا تشریح فرمادیں کہ وہ کون سا اسلامی قانون ہے اور کون سی شریعت کے اندر رہے کہ دوسری عورت ایسے حقوق دے۔ ذرا مہربانی فرما دیں اور آپ اس کا جواب لے دیں۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد وحید گل جواب دینے کے لئے اپنی نشست سے کھڑے ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ مہربانی کر کے گل صاحب تشریف رکھیں۔ چودھری محمد اقبال!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ حاجی وحید اصغر!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ میاں محمد اسلام اسلم!

میاں محمد اسلام اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر شکریہ۔ لوکل گورنمنٹ بل 2013 جو پیش کیا جارہا ہے تو اس میں ہم وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کے مشکور ہیں کہ وہ اسے اسمبلی کے فورم پر لائے۔ اس حوالے سے چند گزارشات ہیں کہ مقامی سطح پر جیسے Village Council ہے تو وہاں پر پنچایت سسٹم اور سٹی کونسل ہے تو وہاں پر انجمن مصالحت بنائی گئی ہے جس میں پانچ پانچ ممبر رکھے گئے ہیں لیکن اس میں کہا یہ گیا ہے کہ اس میں لوکل ممبران اس کا حصہ نہیں ہوں گے۔ میری تجویز یہ ہے کہ لوکل ممبران میں سے کوئی ممبر اس کا حصہ ضرور ہونا چاہئے۔ یہ بہت اچھا step لیا گیا کہ ہیلتھ اور ایجوکیشن کو اس میں شامل کیا گیا ہے یہ ہماری لوکل سطح کی ضرورتیں بھی ہیں۔ اسی طرح کسی وقت ٹھیکری پہرا ہوا کرتا تھا لہذا یہ چوکیدارہ سسٹم بھی اس میں شامل ہونا چاہئے اور مساجد کی کمیٹیاں بھی اس کا حصہ بننی چاہئیں تاکہ یہ پنچایت سسٹم یا انجمن مصالحت کو مزید modify کر کے مزید بہتر کیا جا سکے۔ اس میں سب سے اچھی بات یہ بتائی گئی ہے کہ اس میں انسپکشن کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جو بہت اچھا ہے۔ یہ کمیٹیاں ضرور ہونی چاہئیں تاکہ احتساب ہر سطح پر اور نچلی سطح پر بھی ہو۔ یونین کونسل کی سطح پر جو مسودے میں لکھا گیا تھا وہ پانچ ممبران تھے جو کم تھے ڈھلوں صاحب کی صدارت میں جو کمیٹی بنی ہوئی

ہے اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ ممبران آٹھ ہوں گے اور یہ تعداد reasonable ہے۔ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا انتخاب انہی ممبران میں سے ہو۔ تین ممبران غیر مسلم، ایک خاتون اور ایک کسان ممبر سمیت elected لوگوں میں سے چیئرمین اور وائس چیئرمین کا انتخاب ہونا چاہئے۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سسٹم میں ہمارے جو ضلع کونسل کے ممبران ہیں وہ الگ ہونے چاہئیں ان میں سے نہیں ہونے چاہئیں۔ جس طرح ہمارے بہت سارے دوستوں کی تجویز ہے کہ جو چیئرمین یونین کونسل ہو وہ ضلع کا ممبر ہو ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ضلع کونسل کا ممبر الگ ہونا چاہئے لیکن اس کے لئے ان کے وسائل بہتر کئے جائیں جس طرح Provincial Finance Commission ہے اس سے فنڈز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دیئے جائیں تاکہ ضلع کونسل کے ممبران بہتر performance دے سکیں۔ ہمارے پٹوار سرکل بہت پرانے ہو چکے ہیں میری گزارش ہے کہ یہ پٹوار سرکل از سر نو بنائے جائیں۔ گو اس میں وقت تو لگے گا لیکن یہ تیس چالیس سال پرانے چلے آرہے ہیں اب اس میں بہت ساری تبدیلیاں آچکی ہیں یہ نئے ہونے چاہئیں۔ یونین کونسل کی سطح پر ایسی کمیٹیاں بھی ہونی چاہئیں جو اس چیز کو دیکھیں جیسے ہمارے محلوں اور دیہاتوں میں ایسے مکانات یادکانیں بنتی ہیں کہ ایک نے اپنا مکان بیس فٹ اونچا رکھ لیا اور جس نے بعد میں بنایا تو وہ مزید اوپر لے گیا ان کے لئے بھی کوئی سزا و جزاء کا سسٹم ہونا چاہئے کہ وہ مکانات ایک ہی لائن اور ایک ہی سطح پر بنیں تاکہ روڈ کی خوبصورتی میں اضافہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ اربن اور دیہات سسٹم میں میرے خیال میں فرق کم کر دینا چاہئے کیونکہ جو ضروریات دیہاتوں کی ہیں وہی شہروں کی ہیں اس لئے ان کا فرق ختم ہونا چاہئے۔ ٹاؤن ختم کئے جا رہے ہیں اور میونسپل کمیٹیوں میں آبادی پچاس ہزار سے زیادہ کی لکھی گئی ہے۔ میری رائے ہے کہ یہ تیس پینتیس ہزار کی آبادی پر میونسپل کمیٹی ہونی چاہئے تاکہ ہمارے بہت سارے areas proper way سے کام کریں کیونکہ میونسپل کمیٹی کے فنڈز بھی ہوتے ہیں وہ بہتر طریقے سے function کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ میرا تعلق لیاقت پور ضلع رحیم یار خان سے ہے۔ وہاں صرف ایک ٹی ایم او ہے۔ وہاں چیف آفیسر ہے، T.O فنانس ہے، T.O.R ہے اور نہ کوئی اور عملہ ہے۔ براہ مہربانی اس کو فعال کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ لاء منسٹر جو کہ وزیر بلدیات بھی ہیں ان سے مل لیں وہ آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے۔

میاں محمد اسلام اسلم: ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: عبدالمجید خان نیازی!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے، میاں ممتاز احمد مہاروی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، محترمہ ثریا نسیم!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں، چودھری لال حسین!

چودھری لال حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جو نیا آرڈیننس ہمارے وزیر بلدیات محترم رانا ثناء اللہ خان صاحب نے پیش کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے کافی شب و روز محنت کے بعد اسے ایوان پیش کیا ہے۔ انہوں نے اپوزیشن ممبران، حکومتی ممبران، میڈیا اور سول سوسائٹی کو مدعو کر کے ایسا اقدام کیا ہے کہ اس سے پہلے شاید اس طرح نہ ہوا ہو۔ میں بڑا عرصہ UK میں رہا ہوں میں نے بڑے نزدیک سے پارلیمان اور لارڈ میئر کے ایوان کو بھی دیکھا ہے۔ وہاں جماعتی الیکشن ہوتے ہیں اور پوری دنیا میں جماعتی الیکشن ہوتے ہیں۔ اس سے برادری ازم دوبارہ نہیں ابھرتی کیونکہ پاکستان میں کئی دفعہ یہ exercise ہوئی ہے۔ بیس سال پہلے بھی برادری ازم تھی پھر الیکشن different طریقے سے ہوا اور اب پھر دوبارہ غیر جماعتی الیکشن کرانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ میری رائے ہے کہ یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہوں۔ اس وقت مسلم لیگ (ن) کا گراف بہت اونچا ہے اور اگر یہ الیکشن غیر جماعتی ہوں گے تو یہ تینوں پارٹیاں یعنی پیپلز پارٹی، (ق) لیگ اور تحریک انصاف ہمارے خلاف اکٹھی ہو جائیں گی۔ اگر یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہو گا تو ان کو اپنے نمائندے کھڑے کرنے پڑیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ مسلم لیگ (ن) نے جس طرح پہلے sweep کیا تھا ہم نے پورا ضلع جہلم sweep کیا تھا اور انشاء اللہ تعالیٰ جماعتی الیکشن میں بھی ضلع جہلم دوبارہ sweep ہو گا۔ جہاں تک یونین کونسلوں کی بات ہے تو چیئرمین اور وائس چیئرمین کا direct election ہونا بھی ضروری ہے۔ اس کو بھی دیکھا جائے کہ اگر عدم اعتماد ہوتا ہے تو پھر وہ دوبارہ کس طرح elect ہوں گے؟ اس پر سب نے غور کرنا ہے کہ کیا وہ دوبارہ پبلک میں جائیں گے یا نئے آدمی کھڑے ہوں گے اور وہ پوری یونین کونسل کے ووٹ لیں گے؟ ورنہ وہاں ہر روز تماشا بنا رہے گا کہ تین چار آدمی ادھر کر لیں گے اور تحریک عدم اعتماد لے آئیں گے۔ ہم نے پچھلے ڈکٹیٹر کے الیکشن میں بہت تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ میرے بڑے بھائی چودھری خادم حسین تحصیل ناظم تھے ہم پر تیرہ تیرہ پرچے ہوئے یہاں تک کہ 302 کے پرچے بھی ہوئے۔ چودھری فرخ الطاف جو گورنر کا بیٹا تھا وہ لوگوں کو بلا کر کہتا تھا کہ آپ نے عمرہ کرنا ہے یا حج کرنا ہے؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ 324 کا پرچہ اپنے اوپر کروانا ہے یا 302 کا پرچہ کروانا ہے؟ آپ میرے ساتھ آ جاؤ ورنہ یہ دو پرچے آپ کے خلاف ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہم بھی اس طرح ہی کریں گے جس طرح وہ کرتے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ بالکل اس طرح نہیں کرنا ہے۔ مہربانی کر دیں، انہیں معافی دے دیں۔

چوہدری لال حسین: جناب سپیکر! میں reality کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چوہدری صاحب! اگر آپ بل پر ہی رہیں تو زیادہ بہتر ہے۔

چوہدری لال حسین: ٹھیک ہے۔ یہاں بات ہو رہی ہے خواتین کی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم پاکستان کی 51 فیصد آبادی کو ignore کر رہے ہیں۔ کم از کم ہر یونین کونسل میں چار خواتین ہونی چاہئیں کیونکہ یہی خواتین ہیں جنہوں نے مسلم لیگ کے لئے یا اپنی اپنی پارٹیوں کے لئے دن رات کام کیا۔ انہوں نے جیلیں کاٹی ہیں، یہ دھوپ میں کھڑی ہوتی ہیں، بارشوں میں کھڑی ہوتی ہیں، اپنے گھر والوں کے طعنے بھی سنتی ہیں اس کے باوجود جمہوریت اور اپنی پارٹی کے لئے کام کرتی ہیں اس لئے ان کا کوٹا زیادہ سے زیادہ بڑھایا جائے۔ میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لینا چاہتا کیونکہ یہاں غیر ضروری باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، شہزاد منشی صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! جو آپ کہنا چاہتے ہیں وہ میں نے انہیں کہہ دیا ہے آپ مہربانی کریں کیونکہ لسٹ بہت لمبی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے اس سے ہٹ کر بات کرنی ہے اور تھوڑی سی بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے بات کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ بھی ماشاء اللہ نمازی آدمی ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ماہ مبارک میں نمازیوں کی تعداد بھی بڑھی ہوئی ہے، کبھی کیفے ٹیریا میں نماز پڑھتے ہیں، کبھی راستے میں صفیں لگاتے ہیں اور پھر دو دو، تین تین جماعتیں کروانے کے بعد ہم بمشکل یہ فرض نمازیں ادا کر سکتے ہیں۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ بڑی تنگی ترشی کے ساتھ نماز کی ادائیگی اسمبلی کے اندر ہوتی ہے۔ 27۔رمضان المبارک دو سال قبل جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان نے باقاعدہ مسجد کی inauguration کی تختی بھی لگائی لیکن پھر اتار کر رکھ لی۔ میں اس میں گزارش کرتا ہوں کہ ہم اس مخمصے میں نہ پڑیں کہ حکومت سے فنڈز ملیں، یہاں بڑے کار خیر کرنے والے موجود ہیں اور پچھلی اسمبلی میں بھی معزز ممبران نے کچھ contribute کیا تھا۔ اگر ہم اب بھی تحرک کریں گے تو تمام ممبران مرد و خواتین اس کار خیر اور صدقہ جاریہ میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس سلسلے میں کوئی کمیٹی بنائیں اور میں اس میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں۔ انشاء اللہ ہم مل جُل کر اس مسجد کو چھ سات مہینے میں کھڑا کر دیں گے تاکہ یہاں پر اس حوالے سے جو مشکل ہے اس کو حل کیا جا سکے۔ یہ کام assess بھی ہو جائے گا اور مسجد کی تعمیر کے کام کا بوجھ کم از کم حکومت پر نہیں آئے گا۔ ہم مل جل کر اس کی تعمیر کر لیں گے۔ دنیا میں بے شمار مساجد بنتی ہیں وہ حکومتوں کے پیسے سے نہیں بنتیں، لوگ خود بنا لیتے ہیں اور ہم انشاء اللہ مل کر بنائیں گے۔ آپ اس پر فیصلہ کریں، انشاء اللہ اس کے نتیجے میں ایک بہتر صورتحال بن سکے گی۔

تعزیت

سابق قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دوسری بات مجھے عرض کرنا تھی کہ یہ ہمارے معزز ایوان کے اندر روایت رہی ہے کہ جو ہمارے permanent members ہوتے ہیں اگر ان کے ہاں کوئی فوتیدگی ہوتی ہے تو ان کے لئے دعائے مغفرت کرائی جاتی ہے۔ رانا اکرام ربانی صاحب اس ایوان کے ایک مقتدر ممبر اور لیڈر آف دی اپوزیشن بھی رہے ہیں۔ آج کل وہ مسلم لیگ (ن) کے رہنما ہیں اور میرے بڑے اچھے دوست ہیں تین روز قبل ان کی والدہ گرامی انتقال کر گئی تھیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اچھی روایت چلتی آ رہی ہے ان کی والدہ گرامی جو فوت ہوئی ہیں ہم ان کے لئے دعائے مغفرت بھی کر لیں۔ میں نے یہ باتیں آپ سے عرض کرنی تھیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پہلی بات جو آپ نے کی ہے بالکل آپ کی اچھی تجویز ہے اس میں کچھ پیسے بھی موجود ہیں انشاء اللہ سپیکر صاحب آتے ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور ہم ڈاکٹر صاحب آپ کو

بھی اس میں دعوت دیں گے۔ میں نے کمیٹی کے لئے کہہ دیا تھا اس کی estimation ہو رہی ہے کہ مسجد پر اس وقت کتنی cost آنی ہے جو نہی ان کی رپورٹ آتی ہے تو انشاءاللہ ہم حکومت سے بھی کہیں گے اور مخیر حضرات جو اس میں اپنا حصہ ڈالنا چاہیں ان سے بھی گزارش کریں گے اور انشاءاللہ مسجد کی تعمیر جلد از جلد شروع کروائیں گے۔ باقی دعائے مغفرت کے لئے قاری صاحب موجود ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دعائے مغفرت میں خود کرا دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کروائیں۔

(اس مرحلہ پر سابق قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی کی والدہ گرامی
کے لئے دعائے مغفرت کرائی گئی)

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شہزاد منشی صاحب!

جناب شہزاد منشی: خالق موجودات مالک کل کائنات منبہ عدل وانصاف اپنے خداوند کے عظیم اور مبارک نام سے میں اپنی speech کا آغاز کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ جب بھی کوئی legislation یا قانون بنتا ہے تو اس پر جو نمائندہ جماعت بیٹھتی ہے اس میں کسی بھی minority کے بندے کو شامل نہیں کیا جاتا۔ میں آج اس ایوان میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہماری minority کی متفقہ رائے کے مطابق جب بھی کوئی قانون پاس کیا جائے چاہے وہ لوکل باڈی کا ہو، چاہے کوئی بھی ہو جب اس میں ایوان کے ممبران بیٹھتے ہیں تو اس میں بھی minority کے بندوں کو نمائندگی دی جاتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شہزاد منشی صاحب! شاید آپ نے لاء منسٹر صاحب کی بات نہیں سنی، وہ بار بار دفعہ یہ کہہ چکے ہیں کہ جس ممبر نے اس قانون سازی میں حصہ لینا ہے یا وہ اپنی تجاویز دینا چاہتے ہیں تو وہ کمیٹی روم میں ان کو welcome کرتے ہیں اور کسی پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ آپ کو بھی میں یہی گزارش کروں گا کہ آپ وہاں تشریف لے جائیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں اس میں co-opted member موجود ہوں لیکن جب یہ مسودہ، یہ قانون اور یہ legislation ہمارے سامنے آئی ہے اس میں جو minority کے rights کی بات کی گئی ہے اور جب کمیٹی میں بیٹھ کر اس پر بات کی جاتی ہے تو ہمیں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ قانون بن چکا ہے لیکن بات یہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں بالکل نہیں، یہ بات نہیں ہے آپ کی جو بھی مثبت تجاویز ہیں۔۔۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! ہمارے Convener صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ وہاں پر موجود تھے اور یہ بات ہو چکی ہے۔ بہر حال میں اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوں کہ جب یہ Punjab Local Government Bill 2013 پیش کیا گیا تو اس میں minorities کی نمائندگی کو سراہا گیا ہے جو کہ reserve seats پر ہیں۔ سب سے پہلے تو میں آپ سے یہ بات کروں گا کہ چاہے وہ رورل ایریا ہے یا چاہے اربن ایریا ہے جب الیکشن کروایا جائے تو اس میں چونکہ آج سے پیشتر جو الیکشن ہوئے ہیں ان میں ہمارے minorities کے جو نمائندے تھے وہ reserve seats پر نہیں تھے۔ میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کیونکہ grass root level کی بات ہے اور وہاں پر ہمارے بہت سے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔ جب ہم ایک بندے کو nominate کر دیتے ہیں کہ آپ reserve seat پر آ گئے ہیں تو باقی ہمارے لوگوں میں بھی جنگ چھیڑنے والی بات ہے۔ جب آپ ان کو الیکشن کے طور پر آنے دیں گے تو جو بندہ ووٹ لے کر جیتے گا پھر وہ اس بات پر satisfy ہوں گے۔ اگر ایک یونین کونسل یا ایک وارڈ میں پچاس نہیں، دس نہیں بلکہ پندرہ آبادیاں آباد ہیں تو پندرہ آبادیوں میں سے ہم ایک بندے کو nominate کر دیتے ہیں لیکن باقی بندے جو سمجھتے ہیں کہ ہم اس سیٹ پر deserve کرتے تھے ہمیں ہمارا حق نہیں ملا، آج یہاں پر ہمارے کنوینز اور سیکرٹریز بھی بیٹھے ہیں تو میں یہ درخواست کروں گا کہ براہ مہربانی جب یہ قانون پاس ہو، جب ہم کمیٹی میں بھی بیٹھے ہیں تو اس بات کو پاس کیا جائے کہ ہمارے minorities کی سیٹ پر جو reserve seat کا نشان ہے اس کو ختم کر کے اس کو الیکشن میں آنے دیا جائے تاکہ وہ ووٹوں کے ذریعے جیت سکیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں اپنی حکومت کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جب یہ قانون انہوں نے بنا دیا گو ہمیں نمائندگی میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں دی گئی ہے۔ اسی طرح یونین کونسل کے لحاظ سے ڈسٹرکٹ کونسل میں بھی دیہی علاقوں میں نمائندگی دی گئی ہے لیکن یہ ساری کی ساری reserve seats پر ہیں، ٹھیک ہے آپ ہمیں یونین

کونسل وارڈlevel پر تو آزاد کر دیں تاکہ ہم ووٹ لے لیں۔ ہم اوپر توreserve seats کوaccept کرنے کو تیار ہیں لیکن ہمیں یہ grass-roots level پر قابل قبول نہیں ہے۔ اسی طرح ہمیں جو نمائندگی دی جارہی ہے وہ آج سے کافی عرصہ پہلے والی ratio پر دی جارہی ہے ہماری آبادی بہت زیادہ بڑھ چکی ہے ہماری نمائندگی کو بڑھایا جائے کیونکہ جتنے زیادہ ہمارے نمائندے منتخب ہوں گے چاہے وہ reserve seats پر ہوں، چاہے وہ ووٹوں کے ذریعے آئیں تو وہ اپنے لوگوں کے مسائل کو اچھی طرح سے سن سکیں گے اور ہمارے جو اوپر لیڈر یا چیئرمین بیٹھے ہوں گے یا ہمارے میئر اور ڈپٹی میئر ہوں گے ان تک اپنے لوگوں کے مسائل پہنچانے کا مناسب وسیلہ بن سکیں گے لیکن یہ نمائندگی بہت کم ہے۔ براہ مہربانی آپ اس نمائندگی کو بڑھائیں کیونکہ یہ پہلے سے ہی جو ratio چلتی آرہی ہے ابھی تک وہی چل رہی ہے ہمیں کل ہمارے کچھ دوستوں نے بولا کہ یہ قانون کا حصہ ہے کہ پانچ فیصد ہی minority کو ملنا ہے تو براہ مہربانی census کے لحاظ سے شاید ہم پانچ فیصد ہیں لیکن جب ہم آبادی کے لحاظ سے دیکھیں گے تو ہم دس فیصد سے بھی اوپر جارہے ہیں۔ براہ مہربانی اس ratio کو بڑھایا جائے۔ اسی طرح جب میٹروپولیٹن کارپوریشن میں ہماری نمائندگی دس ارکان پر رکھی گئی ہے اس کو بھی بڑھایا جائے۔ اسی طرح لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں ڈپٹی میئر کی تعداد 9 ہے۔ براہ مہربانی اگر تعداد 9 ہے تو کم از کم ایک ڈپٹی میئر کو آپ minority seat کے لئے بھی تو منتخب کر سکتے ہیں، پاس کر سکتے ہیں لیکن اس بات پر بھی مجھے جواب ملا کہ یہ آئین کا حصہ نہیں ہے۔ میں اس بات کو یہاں پر واضح کرتا چلوں کہ ہمارے قائد، ہمارے لیڈر میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف اس بات کو والہانہ اور واضح طور پر کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک minority/majority کا کوئی concept نہیں ہے۔ ان کی یہ بات ہمارے دِلوں کو چھوتی ہے اور ہمارے حوصلے بڑھاتی ہے۔ میں اس بات کو second کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ minorities کو بھی ڈپٹی میئر کا عہدہ دیا جائے۔ لاہور میں Christians کی بہت بڑی آبادی موجود ہے، یہاں پر یوحنا آباد میں کافی اکثریت ہے، بہار کالونی میں بہت بڑی اکثریت ہے، اسی طرح کنٹونمنٹ کے علاقہ میں بہت بڑی بستی ہے، نشاط کالونی میں بہت بڑی بستی ہے، شمالی لاہور میں ہمارے Christians بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں، شاہدرہ میں ہمارے بہت زیادہ Christians موجود ہیں۔ یہاں پر بہت بڑی تعداد میں ہماری کمیونٹی موجود ہے ان کے لئے ایک ڈپٹی میئر کا ہونا بہت ضروری ہے تاکہ وہ پنجاب میں خاص کر لاہور میں اپنی کمیونٹی کے مسائل کو اُجاگر کر سکیں اور ان کے مسائل کے حل کا وسیلہ بنیں۔ اس کے علاوہ empowerment کے حوالے سے یہ کہوں گا کہ ہمارے

جو grass-roots level کے کونسلر ہیں ان کو مضبوط کرنے کا وعدہ ہمارے ہی قائدین نے کیا ہے لہذا ہم پُراُمید ہیں کہ یہ اختیارات بھی ان کو ملیں گے۔

جناب سپیکر! آخر میں یہ بات پھر کرتا چلوں کہ ہمارے اقلیتی نمائندگان جو یونین کونسل یا وارڈ کی سطح پر ہیں ان کو reserved seats کی پابندی سے آزاد کیا جائے اور آزادانہ الیکشن لڑنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب جعفر علی ہوچہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شمیلہ اسلم!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں بھی اقلیتوں کے حوالے سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ میں ان کا نام لے چکا ہوں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! شکریہ۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 جو کہ پنجاب اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے یہ موجودہ حکومت کا ایک احسن قدم ہے جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مقامی حکومتوں کے نظام میں اختیارات اور وسائل کو نچلی سطح پر منتقل کیا جائے تاکہ فیصلہ سازی میں کمیونٹی کے زیادہ سے زیادہ افراد کو شامل کیا جائے اور مقامی ضروریات کے تحت تمام ترقیاتی امور انجام پائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بل کا ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ جب یہ ابتدائی مراحل سے گزر رہا تھا تو قائد پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں محمد نواز شریف نے بہت خوبصورت بات کی تھی انہوں نے کہا تھا کہ جب تک سول سوسائٹی کے ممبران، قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کی تجاویز اس میں شامل نہیں ہوں گی تب تک اس کو حتمی شکل نہیں دی جائے گی اور آج اس کا عملی ثبوت ہمارے سامنے ہے کہ نہ صرف اپوزیشن بنچوں کے ساتھی بلکہ حکومتی ممبران بھی اس پر تجاویز دیتے نظر آرہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایک کمیٹی بھی قائم کی گئی ہے جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے لوگوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ وہاں آئیں اور اپنی تجاویز پیش کریں۔ تاکہ ایسا بلدیاتی نظام سامنے آسکے جو تمام خامیوں سے پاک ہو اور جس میں check and balance کے سسٹم کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ میں بھی بلدیاتی نظام کا حصہ رہی ہوں، جنرل کونسلر رہی ہوں اور دو دفعہ ممبر ڈسٹرکٹ کونسل بھی رہی ہوں تو میں اپنے تجربات کی روشنی میں کچھ سفارشات پیش کرنا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلی چیز یہ کہ کچھ ساتھیوں نے کہا کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ اگر جماعتی بنیادوں پر الیکشن کروائے جائیں تو ہم ورکر کی کوئی definition نہیں بیان کر سکتے جو دس سال پہلے پارٹی میں شامل ہوا وہ بھی ورکر ہے اور جو آج پارٹی میں شامل ہوا ہے وہ بھی ورکر ہے۔ جسے ٹکٹ نہیں دی جائے گی وہ ناراض ہوگا اس لئے

میری رائے یہ ہے کہ یہ الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں تاکہ بلا تخصیص سب لوگوں کو الیکشن لڑنے کا موقع ملے انہیں اپنی عوام میں مقبولیت اور ووٹ بنک کا اندازہ ہو تاکہ آئندہ انہیں الیکشن لڑنے میں آسانی رہے۔

جناب سپیکر! دوسری چیز یہ ہے کہ شہروں اور دیہاتوں میں دو علیحدہ سسٹم بنائے جا رہے ہیں جبکہ میری تجویز ہے کہ یونین کونسل کا سسٹم شہروں اور دیہاتوں میں اسی طرح رکھا جائے اور وارڈ بندی نہ کی جائے اور ہر یونین کونسل کی آبادی تقریباً 15 سے 25 ہزار تک مختص کی جائے اس میں ایک چیز اور بیان کی گئی ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر ممبران کی تعداد آبادی کے لحاظ سے ہو گی اگر ایسا ہوتا ہے تو پھر ہر یونین کونسل میں ممبران کی تعداد دوسری یونین کونسلوں سے مختلف ہو گی اور لوگوں کو اس سسٹم کی سمجھ نہیں آئے گی۔ میری اس سلسلے میں دو تجاویز ہیں کہ یا تو تمام یونین کونسلوں کے حجم کو ایک جتنا کر دیا جائے یا پھر ممبران کی تعداد مختص کر دی جائے کہ ہر یونین کونسل میں ممبران کی تعداد برابر ہو۔ اب میں اس کے سٹرکچر پر بات کروں گی کہ بل کے مطابق ممبران کی تعداد پانچ رکھی گئی ہے میری رائے یہ ہے کہ یہ تعداد پانچ سے بڑھا کر آٹھ کر دی جائے اور اسی طرح خواتین، اقلیت اور کسان کی ایک، ایک سیٹ مختص کی گئی ہے۔ کسان کی ایک سیٹ تو ٹھیک ہے لیکن اقلیت کے بارے میں یہ condition رکھی ہے کہ پانچ سو ووٹر موجود ہوں، میری حقیر سی رائے یہ ہے کہ اسے کم از کم بیس گھرانوں تک مختص کیا جائے اور خواتین کے حوالے سے یہ کہوں گی کہ اس سطح پر کم از کم خواتین کی دو سیٹیں مختص کی جائیں اور خواتین کو براہ راست الیکشن لڑ کر کونسل کا حصہ بننے کے لئے شامل کیا جائے کیونکہ جب وہ الیکشن لڑ کر آتی ہیں تو برابری کی بنیاد پر انہیں کام کرنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ میں یہاں پر ایک سوچ کی بھی بات کروں گی جیسے میرے ایک بھائی نے خواتین کی شادی کے حوالے سے بات کی میں ان کے بیان کی تمام خواتین کی طرف سے مذمت بھی کرتی ہوں۔ یہ معاشرے کی وہ سوچ ہے جس کی بنیاد پر خواتین کو علیحدہ سیٹوں کی ضرورت پڑتی ہے یقیناً جب پارٹیاں مضبوط ہوں گی، اس سوچ میں تبدیلی آئے گی تو خواتین کے لئے علیحدہ سیٹوں کی ضرورت نہیں رہے گی اس کے ساتھ ساتھ چیئرمین اور وائس چیئرمین کی بھی بات ہوئی، میں سمجھتی ہوں کہ ان کا ایوان سے منتخب ہونا زیادہ ضروری ہے تاکہ ممبران کا اعتماد ان پر بحال رہے جو چیئرمین یونین کونسل ہو اس کا ضلع کونسل کا ممبر بننا زیادہ ضروری ہے تاکہ یونین اور ضلع کونسل میں ایک ربط برقرار رہے اس میں چیئرمین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جبکہ میری رائے یہ ہے کہ یہاں چیئرپرسن کا لفظ استعمال ہونا چاہئے تاکہ خواتین بھی اس سیٹ پر آسکیں۔ ایک

اور تجویز یہ ہے کہ اگر یونین کونسل کا چیئرمین کوئی مرد بنتا ہے تو پھر خاتون اس کی وائس چیئرپرسن بنے گی۔اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بات کی گئی کہ اس طرح horse-trading کو فروغ ملے گا تو میں سمجھتی ہوں کہ اگر ممبران میں سے قرعہ اندازی کر کے کسی کو چیئرمین یا وائس چیئرمین بنالیا جائے تو horse-trading کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔اس کے علاوہ اس بل میں اعزازیہ کا بھی ذکر کیا ہوا ہے جو ممبران کو دیا جائے گا۔ پچھلی دفعہ یونین کونسل میں جو اعزازیہ دیا جاتا تھا وہ پچاس روپے تھا میں سمجھتی ہوں کہ عہدے کی مناسبت سے اس رقم کو مختص کرنا چاہئے تاکہ کسی ممبر کی عزت نفس متاثر نہ ہو۔

جناب سپیکر!ایک اور بات یہ کہنا چاہوں گی کہ ضلع کونسل اور میونسپل کارپوریشن میں آبادی کی بنیاد پر پندرہ سے زائد خواتین ممبران نہیں ہو سکتیں اور پانچ سے زائد کسان ممبر اور غیر مسلم کی سیٹیں نہیں ہوتیں۔پانچ ممبران جو کسان اور غیر مسلم ہیں ان کی سیٹیں بڑھانے کی ضرورت ہے اور جہاں تک خواتین کا تعلق ہے تو ہماری حکومت نے کچھ بین الاقوامی معاہدے کئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جو Women Package announce کیا تھا اس کے مطابق زندگی کے ہر شعبہ میں خواتین کو 33 فیصد نمائندگی دینا بہت ضروری ہے۔یہاں پر بھی 33 فیصد نمائندگی کی اشد ضرورت ہے اور اس وقت تک ضرورت ہے جب تک معاشرے کی سوچ نہیں بدلتی۔

جناب سپیکر!آخر میں ایک اور بات کہوں گی کہ دیہاتوں میں پنچایت اور شہروں میں مصالحتی انجمن کا ذکر کیا گیا ہے جو لوگوں کے جھگڑے نمٹانے کے لئے اہم فرائض انجام دیں گی۔یہ سسٹم بہت اچھا ہے لیکن دیہاتوں میں جو پنچایت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اسے ختم کرنا چاہئے کیونکہ پنچایت کے نام سے ایک ظالمانہ سسٹم ہمارے سامنے آتا ہے جہاں سمجھا جاتا ہے کہ پنچایت اور جرگے لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں کرتے یہاں پر بھی مصالحتی انجمن کا نام استعمال ہونا چاہئے۔یہ جو ہماری تجاویز ہیں انشاء اللہ ان کی روشنی میں ایک ایسا نظام تشکیل پائے گا جس سے نہ صرف مقامی سطح پر لوگوں کی زندگی میں بہتری آئے گی بلکہ پاکستان بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر!آخر میں جو ہم تجاویز دے رہے ہیں اسی حوالے سے میں ایک شعر پیش کرنا چاہوں گی:

خواہش سے نہیں گرتے پھل جھولی میں
وقت کی شاخ کو میرے دوست ہلانا ہو گا
کچھ نہیں ہو گا اندھیروں کو بُرا کہنے سے
اپنے حصے کا دِیا خود ہی جلانا ہو گا
بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب خالد غنی چودھری!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ پنچایت کا ظالمانہ نظام موجود ہے ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کی اپنی سوچ ہے انہوں نے اس کے مطابق کہہ دیا ہے، آپ تشریف رکھیں اور کسی کو interrupt نہ کریں۔ جناب خالد غنی چودھری!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد انیس قریشی!

جناب محمد انیس قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف relevant باتیں کروں گا۔ میرے خیال میں لوکل باڈیز الیکشن پارٹی کی بنیاد پر نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ یہ گلی محلہ کے الیکشن ہوتے ہیں جس کی وجہ سے رنجشیں اور رقابتیں بڑھ جاتی ہیں۔ اگر پارٹی اس کو ٹکٹ نہیں دے گی تو naturally وہ دوسرے کی گود میں جا بیٹھے گا یا پھر independent election لڑے گا۔ اس میں سب سے بڑی بات یہ ہوگی کہ پارٹی ٹکٹ دیتے وقت زبردست کھینچاتانی ہوگی جس کی وجہ سے حکومت کے لئے مشکلات پیدا ہو جائیں گی اس لئے بہتر ہے کہ الیکشن party basis پر نہ ہوں۔ دوسری اس کی بڑی وجہ یہ ہوگی کہ اچھے لوگ آگے نہیں آ سکیں گے، اچھے لوگ جن کو لوگ پسند کرتے ہیں ان کی بجائے professional اور سفارشی قسم کے لوگ آگے آ جائیں گے اس لئے میرے خیال میں یہ الیکشن party basis پر نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ اس سے رنجشیں اور رقابتیں زیادہ بڑھیں گی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان local level پر اگر نہ بھی چاہتے ہوں پھر بھی pressure groups ان کو drag کریں گے جس کی وجہ سے وہ اس میں ملوث ہوں گے لہذا لازمی طور پر ان کو supervise کرنا پڑے گا اور اپنے groups کے لئے انہیں contest کرنا پڑے گا اس لئے میری یہ رائے ہے کہ حکومت کو چاہئے کہ اس معاملے کو ایم پی ایز اور ایم این ایز کے level پر چھوڑ دیں direct party basis پر interference نہ کریں۔

جناب سپیکر! تیسری میری گزارش یہ ہے کہ ہر levelپر گورنمنٹ کو ضرور interfereکرنا چاہئے کیونکہ ضلع کونسل کے الیکشن میں، میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن کے چیئرمین کے الیکشن میں اگر حکومت interfereنہیں کرے گی تو وہاں پر horse-tradingہو گی پھر جس کا purseبھاری ہو گا وہ چیئرمین منتخب ہو جائے گا اس لئے حکومت کو چاہئے کہ ان اداروں کے الیکشن میں ضرور interfereکرے تاکہ horse-tradingنہ ہو سکے۔ دوسری پارٹیاں بھی اس میں interfereکریں ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ممبران کی تعداد کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ بہت سارے لوگوں نے یہ کہا ہے ان کی تعداد آٹھ ہونی چاہئے، نو ہونی چاہئے میں کہتا ہوں کہ ان کی تعداد پانچ کی بجائے سات ہونی چاہئے اور اس سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس سے ان کی اہمیت اور effectivenessختم ہو جائے گی اور ممبران کی تعداد زیادہ ہونے سے وہ dummiesبنتے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ چوتھی بات یہ ہے کہ چیئرمین، وائس چیئرمین کا انتخاب علیحدہ علیحدہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اگر وائس چیئرمین دوسری پارٹی کا ہے تو وہ ایوان کو چلنے نہیں دے گا۔ میں کہتا ہوں کہ چیئرمین، وائس چیئرمین کا انتخاب اگر jointlyہو جائے تو وہ زیادہ effectiveہو کر کام کریں گے۔ اگر وہ jointہوں گے تو ان کا آپس میں تعاون رہے گا اور ایوان smoothlyچلتا رہے گا۔

جناب سپیکر! پانچویں میری گزارش یہ ہے کہ ضلع کونسل کے ممبران کے علیحدہ انتخاب کا بھی کوئی جواز نہیں کیونکہ اس طرح یہ ایک parallelنظام بن جائے گا۔ اس کے علاوہ اس میں سب سے بڑی بات یہ ہو گی کہ چیئرمین یونین کونسل کی effectivenessختم ہو جائے گی، وہ dummiesبن جائیں گے اور ضلع کونسل کے ممبران اگر آ جائیں گے تو ان کی افادیت بھی ختم ہو جائے گی اس لئے چیئرمین یونین کونسل ہی ان کا انتخاب کریں اور ضلع کونسل کے ممبران کے علیحدہ انتخاب کا کوئی جواز نہیں ہے۔

جناب سپیکر! چھٹی بات یہ ہے کہ چیئرمین ضلع کونسل منتخب شدہ چیئرمین یونین کونسل میں سے لیا جائے۔ اگر علیحدہ آدمی لا کر وہاں پر بٹھایا جائے گا جو یونین کونسل کا چیئرمین منتخب نہیں ہو سکتا، اس کے لئے کوئی جواز نہیں ہے کہ وہ indirect electہو کر چیئرمین ضلع کونسل بن جائے اس لئے ان ہی چیئرمین یونین کونسل میں سے اس کا انتخاب ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر اس کے علاوہ میری ساتویں بات یہ ہے کہ ضلع کونسلوں اور میونسپل کمیٹیوں کو private housing schemes launchکرنے کا اختیار دیا گیا ہے، ضلع کونسلوں اور میونسپل

کمیٹیوں کے پاس کوئی ٹاؤن پلانر کا عملہ ہے اور نہ ہی کوئی technical know-how ہے۔ ایل ڈی اے میں یہ اصول ہے کہ اگر کسی نے private housing scheme launch کرنی ہے تو اس کے بیس فیصد پلاٹ pledge کئے جاتے ہیں اگر مالک یا sponsor اس کی ڈویلپمنٹ نہیں کرتا تو بیس فیصد پلاٹوں کو بیچ کر ایل ڈی اے خود ڈویلپمنٹ کرتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آٹھویں بات یہ ہے کہ قبرستان کے لئے پلاٹ رکھے جاتے ہیں لیکن یہاں پر ضلع کونسلوں اور میونسپل کمیٹیوں میں یہ ہو رہا ہے کہ ہاؤسنگ سکیمیں ویسے ہی منظور کر دی جاتی ہیں، مالک زمینیں بیچ کر چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہاں پر کوئی ڈویلپمنٹ ہوتی ہے، سیوریج ڈالا جاتا ہے، بجلی کے کھمبے لگتے ہیں اور نہ ہی کوئی پلاٹ reserve کیا جاتا ہے بلکہ سارے پلاٹوں کو بیچ کر اور پیسے لے کر مالک چلا جاتا ہے اس لئے میری یہ رائے ہے کہ یہ ہاؤسنگ سکیمیں باقاعدہ فزیکل اینڈ پلاننگ ڈیپارٹمنٹ سے vet ہونی چاہئیں۔ چیئرمین ضلع کونسل کی بجائے کمشنر کنٹرولنگ اتھارٹی کے طور پر اس کا N.O.C جاری کرے تاکہ ہاؤسنگ سکیموں میں لوٹ مار کا بازار گرم نہ ہو۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ peasant کی definition جو یہاں پر کی گئی ہے کہ landless worker ہونا چاہئے، یہ ضروری نہیں ہے کیونکہ آج کل مشینری آ گئی ہے، ٹریکٹر آ گئے ہیں مزارعین ختم ہو چکے ہیں۔ چھوٹا کاشت کار جو دو ایکڑ سے لے کر پانچ ایکڑ تک کا مالک ہو وہ peasant تصور کیا جائے اور اسے landless کی definition سے نکال دیا جائے ورنہ landless میں غلط قسم کے لوگ کسانوں کے نمائندے بن کر آ جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری نویں گزارش یہ ہے کہ یونین کونسل کی باؤنڈری صرف compact block میں ہونی چاہئے اور پٹوار سرکل کی جو definition لاگو کی جا رہی ہے، پٹوار سرکل اگر نہیں توڑا جا سکتا تو یونین کونسل تو توڑی جا سکتی ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ compact block ہونا چاہئے اور realistic بنیادوں پر ہونا چاہئے، بے ڈھنگی قسم کی یونین کونسلیں نہ بنائی جائیں۔ اگر تو آپ پٹوار سرکل کو لیتے ہیں تو وہ گوروں کے وقت کے بنے ہوئے ہیں اور ابھی تک ان میں تھوڑا بہت ردو بدل ہوا ہے اس لئے بہتر ہے کہ پٹوار سرکل کو اس کی بنیاد نہ بنایا جائے بلکہ realistic بنیادوں پر compact طریقے سے نئی demarcation کرنی پڑے تو اس کو بھی دیکھا جائے۔

جناب سپیکر! دسویں بات یہ ہے کہ غیر مسلم ممبر کے لئے ووٹوں کی تعداد پانچ سو مقرر کی گئی ہے، ہماری اکثر یونین کونسلوں میں عیسائیوں اور اقلیتوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے اس لئے میری

گزارش ہو گی کہ پانچ سو ووٹوں کی تعداد کو دو سو ووٹوں میں convert کیا جائے۔ کم از کم دو سو ووٹوں کی تعداد پر اقلیتوں کا نمائندہ چنا جائے ورنہ یہ سیٹ خالی رہے۔ یونین کونسل کو جو اختیارات دیئے گئے ہیں وہ متوازن تو ہیں لیکن میری یہ گزارش ہو گی کہ ان کو regularly development funds دیئے جائیں تاکہ یہ بھی اپنے علاقے کی گلیاں، نالیاں، سڑکیں independently طور پر بنا سکیں اور یہ کسی پر dependent نہ ہوں۔ حکومت کو چاہئے اسے زیادہ سے زیادہ ڈویلپمنٹ فنڈز مہیا کرے۔ میرے کچھ بھائیوں نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ پہلے ناظم بااختیار ہوا کرتا تھا، Citizen Community Boards کے ذریعے لوگوں کو بہت اختیارات حاصل تھے، میرا یہ تجربہ ہے کہ دس فیصد کو چھوڑ کر نوے فیصد Citizen Community Boards میں اس قدر کرپشن ہوئی ہے کہ الامان۔ اگر اسی طرح کے Citizen Community Boards یہاں پر بنائے گئے تو اس کا انجام بھی انشاء اللہ میرے خیال میں اسی طرح ہو گا جیسے پہلے ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ رائے ہے کہ ناظم کا نظام بہتر تھا نہ لوکل باڈیز کا نظام بہتر تھا کیونکہ یہ آمروں نے اپنے مقاصد کے لئے بنائے تھے جو درست نہ تھے، موجودہ نظام تھوڑے بہت ردوبدل کے ساتھ بہتر رہے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب عبدالرؤف مغل!

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک غیر فوجی حکومت کے تحت بلدیات کا نظام وضع کیا جا رہا ہے۔ 1979 میں، 1990 اور پھر 2001 میں جتنے بھی لوکل گورنمنٹ کے نظام وضع کئے گئے یہ سارے فوجی ڈکٹیٹروں کے ادوار میں مخصوص مقاصد کے لئے اور اپنے آپ کو valid قرار دلوانے کے لئے وضع کئے گئے لیکن آج ایک جمہوری حکومت کے تحت یہ بل پیش ہوا ہے۔ میں بجا طور پر کہوں گا کہ اگرچہ یہاں پر گاہے بگاہے واک آؤٹ بھی ہوتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج جو تعاون کا ماحول نظر آ رہا ہے اس سے پہلے نظر نہیں آتا تھا اور یہ بہت اچھی بات ہے کہ آج کمیٹی میں حکومتی اور اپوزیشن بنچز کے تمام ساتھی بیٹھے ہیں، بڑی اپنایت اور خلوص نیت کے ساتھ اپنی اپنی رائے شامل کر رہے ہیں۔ میں یہاں کہوں گا کہ یونین کونسل میں جو پانچ منتخب ممبران اور تین opt کئے ہوئے کسان، مزدور، اقلیتی اور خواتین کے لئے ایک ایک سیٹ رکھی گئی ہے۔ یہ شہری علاقوں کے لئے تو مناسب لگتی ہے لیکن رورل ایریاز کے لئے منتخب ممبران پانچ کی بجائے سات ہو جائیں

تو زیادہ بہتر ہے تاکہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں صفائی اور دوسرے انتظامات کی نگرانی کر سکیں اور ذمہ داریاں ادا کر سکیں چونکہ وہ scattered areas ہوتے ہیں آبادیاں بکھری ہوئی ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میٹروپولیٹن میں جو عدم اعتماد کی قرارداد لاتے ہیں اسے بھی دیکھنا چاہئے تاکہ ایسی dispense نہ ہو کہ ہر وقت اس کے حوالے سے دوبارہ اس کی formation کے لئے لوگ ہائیکورٹ اور stay order کے چکر میں پڑے رہیں ذرا اس کو کنٹرول کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو سسٹم بنے گا اگر اسے خلوص نیت کے ساتھ وضع کیا گیا تو کوئی وجہ نہیں کہ تھانوں اور پنچایت کے حوالے سے جو کہا گیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے علاقائی اور محلوں میں سامنے آنے والے لڑائی جھگڑے اور چھوٹے موٹے اختلافات مٹانے میں بھی مصالحت کا کردار ادا کر سکیں گے۔ میں اس سلسلے میں یہی کہوں گا کہ اس تمام تر process کو نیک نیتی کے ساتھ پروان چڑھایا جائے اور یہاں پر جو تجاویز ہمارے نمائندوں کی طرف سے گاہے بگاہے آ رہی ہیں ان کو اس میں induct کیا جائے تاکہ اس بل کی ایک بہترین شکل روبہ عمل ہو۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ کہوں گا کہ تمام ساتھیوں کو اس میں اپنی بہترین کوشش کے ساتھ اپنی آراء شامل کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد نعیم انور!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ کرن عمران صاحبہ!

محترمہ کرن عمران: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر بات کر سکوں۔ آپ کا شکریہ ادا کرنے کے علاوہ میں یہاں پر میاں محمد اسلم اقبال صاحب جو اپوزیشن کے ممبر ہیں کا بھی شکریہ ادا کروں گی کہ ہم آج جو بل پر بات کر رہے ہیں اس میں جو پانچ منٹ پر beep بج رہی تھی انہوں نے اسے روکا تاکہ ہم نے اپنی جو باتیں کرنی ہیں جو چیزوں کو explain کرنا ہے یا suggestions دینی ہیں ہم وہ تھوڑا explanation کے ساتھ دے سکیں۔ میں آپ کے اور میڈیا کے through ان کا شکریہ ادا کروں گی کہ انہوں نے خود بھی یہ opportunity لی اور ہم سب کو بھی دی۔ میں یہاں پر رمضان کے مہینے کی بات کروں گی کہ ہم سب کو پتا ہے کہ بڑا برکتوں والا مہینہ ہے۔ ہم نے اسی مہینے میں لوکل گورنمنٹ کا بل پیش کیا۔ فتح مکہ اسی مہینے کی ہے، قرآن مجید کا نزول بھی اسی مہینے میں مکمل ہوا اور پاکستان بھی اسی مہینے میں معرض وجود میں آیا تو ایک بل جسے یہاں پنجاب اسمبلی میں پیش کیا گیا ساتھ ساتھ اس میں سول سوسائٹی، میڈیا، اپوزیشن اور حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو بات کرنے کا موقع دیا گیا۔ میں یہ نہیں کہتی کہ جو بل ہمارے ہاتھ میں ہے

یہ as it is ہی بن جائے تو یہ بہت اچھا بل ہے definitely اس میں suggestions کی ضرورت ہے۔ رمضان کے مہینے میں اس بل پر بات کی گئی ہے تو میری یہ خواہش اور میرا ایمان ہے کہ انشاء اللہ جب یہ بل final form میں آئے گا تو یہ ایک ایسا بل ثابت ہو گا کہ پاکستان کیا پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک بھی ضرور اس کی کاپی کریں گے۔

جناب سپیکر! جہاں رورل اور اربن سسٹم کی بات ہوئی کہ اس میں difference نہیں ہونا چاہئے لیکن میں اس difference کے حق میں ہوں کہ جو سسٹم اربن علاقے کا ہے وہ رورل کا نہیں ہے اور جو رورل کا ہے وہ اربن کا نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے کتنے ہی پارلیمنٹیرین بھائی اور بہنیں جو یہاں بیٹھے ہیں جب وہ بات کرنے کے لئے اٹھتے ہیں تو وہ ضرور اپنی بات میں اس چیز کو ensure کرتے ہیں کہ فلاں دیہات سے میرا تعلق ہے یا میں فلاں دیہاتی علاقے کا نمائندہ ہوں اور مجھے پتا ہے کہ وہاں کے علاقے کے کیا problems ہیں تو difference یہیں سے آ گیا اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس ڈرافٹ کے اندر جو بات کہی گئی کہ اربن اور رورل میں difference ہونا چاہئے تو میں بھی اس کو second کروں گی۔ جہاں non party election پر بات ہوئی کہ الیکشن non party ہونا چاہئے تو میں سمجھتی ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کا جو الیکشن ہوتا ہے اس میں جو شخص ابھر کر سامنے آتا ہے اسے ذاتی ووٹ ملتا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ جنرل الیکشن جماعتی ہوئے میں چاہوں گی کہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن اس لئے غیر جماعتی ہوں کیونکہ ان غیر جماعتی الیکشن کی وجہ سے ہی نفیس لوگ، وہ لوگ جنہوں نے پارٹی سے بالاتر ہو کر اپنے علاقے میں کام کیا۔ لوگ ان سے پیار کرتے ہیں لوگ ان سے اس لئے پیار کرتے ہیں، ان کی اس لئے respect کرتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کے کام کئے ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگ یونین کونسل level پر آئیں گے تو وہ لوگ قائدین کی نظروں میں بھی ہوں گے کیونکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پارٹی base پر کسی کو بھی کھڑا کر دیا جائے تو اسے ووٹ مل جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب یہاں غیر جماعتی الیکشن کرائے جائیں گے تو پھر وہ لوگ اوپر آئیں گے جنہوں نے اصل میں کام کیا لیکن وہ کسی نہ کسی وجہ سے ignore ہوئے اور قائدین کی نظروں میں نہیں آ سکے لیکن اس الیکشن کا procedure ایسا ہو کہ وہ قائدین کی نظروں میں بھی آئیں، ان کا کام بھی نظر آئے اور سب کو پتا چلے کہ ہاں جی یہ شخص ہمارے علاقے میں ہے، یہ ہماری خوشیوں میں آتا ہے، یہ ہماری غمیوں میں آتا ہے اور ہمارے کام بھی آتا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک accountability کی بات ہوئی میں بہت detail میں نہیں جاؤں گی کہ جب پچھلے ناظموں کی بات ہوتی ہے تو ان کے ساتھ کرپشن کا لفظ ضرور لگایا جاتا ہے۔یہاں بات کی گئی کہ accountability ہے check and balance ہے اور ہم اتھارٹی لوکل گورنمنٹ کو دے رہے ہیں لیکن کوئی ایسا سسٹم ہونا چاہئے کہ چیئرمین، وائس چیئرمین اور اس کے نیچے کونسلر، لیبر کونسلر خواتین اور جو non Muslims سے ممبر لیتے ہیں ان پر ایک check and balance ہو۔ میں ابھی میاں نصیر صاحب کی تقریر سن رہی تھی انہوں نے کہا کہ ہر تین ماہ بعد ان کی رپورٹ اسمبلی میں آئے گی مجھے یہ بات اچھی لگی کہ اس ڈرافٹ کے اندر یہ چیز ہے لیکن پھر بھی ان کے اوپر ایک check and balance کے لئے کوئی ایسا نظام رکھنا چاہئے کہ جب وہ کام کر رہے ہوں تو یہ نہ ہو کہ چار سال کے بعد جب ان کا tenure ختم ہو تو ہم ان پر کرپشن کے انبار لگا دیں کہ ان لوگوں نے ان چار سالوں میں یہ کرپشن کی بلکہ during that period ہی ان کو پتا ہو کہ ہمارے اوپر check and balance ہے ہم نے ان چیزوں کو دیکھنا ہے اور ایک سسٹم کے تحت چلنا ہے چونکہ ہمارے اوپر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں پر women direct election کی بات کی گئی کہ خواتین کے direct election ہوں میں اس کو second کرتی ہوں چونکہ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین بھی اسی طرح شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں جس طرح مرد کر رہے ہیں اور میں نے اپنے کافی پارلیمنٹیرین colleagues کو سنا انہوں نے اس چیز کو ensure کیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ خواتین نے جنرل الیکشن میں کافی کام کیا ہے۔ہم ان کو direct election میں لے کر جانا چاہ رہے ہیں۔ میری بھی یہ تجویز ہے کہ ان کو direct election میں لے کر جائیں کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ جب انہوں نے کام کیا ہے تو پھر ان کا بھی right بنتا ہے کہ وہ through nominate کے direct election ہوں تاکہ لوگوں کو بھی پتا چلے، ان خواتین کو بھی پتا چلے جو ان کے reference سے کام کرتی ہیں کہ یہ ہماری باجی ہیں یا اس علاقے کی کرتا دھرتا ہیں اور انہوں نے کام کیا ہے۔ میں یہ کہتی ہوں کہ غیر جماعتی بنیاد پر الیکشن ہونے چاہئیں تاکہ لوگ اوپر آئیں اور اسی طرح خواتین کو بھی براہ راست الیکشن کے ذریعے آنا چاہئے۔ حزب اختلاف کی طرف سے یہ کہا گیا کہ حکومت جلدی میں ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ حکومت جلدی میں ہے کیونکہ پچھلے چار دن کی proceedings کو معطل کر کے ہم نے لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کے اوپر بحث کی ہے۔ اس وقت ہم حزب اقتدار کے ممبران تو یہاں پر کافی تعداد میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن افسوس کہ

حزب اختلاف کا ایک شخص بھی ایوان میں موجود نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آج اجلاس کا آخری دن ہے لیکن اس کے باوجود حزب اختلاف کے ممبران کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا تاکہ Local Government Bill کے اوپر معزز ممبران کی طرف سے جو باتیں ہو رہی ہیں وہ بھی ان سے مستفید ہوتے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہوں گی کہ میڈیا، سول سوسائٹی اور حزب اختلاف کو حکومت کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کیونکہ حکومت نے پہلی دفعہ یہ stance لیا اور ان سب کو یہ opportunity مہیا کی ہے کہ وہ یہاں پر آ کر اس Bill کے حوالے سے اپنی input دیں۔ میں آخر میں حزب اختلاف کے بارے میں ایک شعر کہوں گی۔

ہم ہی نے روک رکھے ہیں سبھی راستے
اور ہم ہی کو گلہ ہے کہ راستہ نہیں ملتا

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ باؤ اختر علی صاحب!

باؤ اختر علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ حزب اختلاف جو کہ اس ایوان میں ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے کو ایوان میں اس لئے موجود ہونا چاہئے کیونکہ یہاں پر ایک ایسا Bill پاس ہونے جا رہا ہے جس کی roots نیچے grass-roots level پر عوام میں ہیں۔ اگر وہ عوامی نمائندگی کرتے ہیں تو پھر ایوان میں نہ آنا اور اس ضد پر قائم رہنا کہ ہم باہر رہ کر number games کر رہے ہیں کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ حزب اختلاف کے بنچوں کی طرف سے ایک فاضل ممبر نے یہاں پر بلدیہ کی سوانح حیات بیان کی ہے۔ انہوں نے اٹھارہ سو کچھ سے لے کر 2007 onwards تک اس کو بیان کیا لیکن میرے فاضل ممبر یہ بھول گئے ہیں کہ جب بھی بلدیہ یا مقامی حکومتوں کا قیام عمل میں آیا تو اس کے ساتھ مسلم لیگ کا نام ضرور آتا ہے۔ مسلم لیگ کے علاوہ کسی اور جماعت کو یہ فخر حاصل نہیں کہ اس نے مقامی حکومتوں کے الیکشن کروائے ہوں یا ان کے دور حکومت میں مقامی حکومتیں معرض وجود میں آئی ہوں۔ ہاں البتہ ایک dictator کے دور حکومت میں سیاہ قانون کے تحت ایسا نظام لایا گیا جس کے تحت 2001 میں ناظمین elect ہوئے جن کی تعداد اُس وقت 21 یا 23 تھی۔ غالباً 2005 میں اسی dictator نے پھر دوبارہ الیکشن کروائے اور اس وقت اُن ناظمین کی تعداد 11 یا 13 تھی۔ اس وقت کرپشن کا دور دورہ تھا۔ اس کالے دور میں تقریباً 40۔ ارب

روپے کی کرپشن ہوئی جو کہ on record ہے۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور خاص طور پر وزیر بلدیات کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے مقامی حکومتوں کے حوالے سے 120 صفحات کا مسودہ قانون اس ایوان میں پیش کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کھلے دل کے ساتھ حزب اختلاف کو یہ دعوت بھی دی کہ اس پر بحث کریں اور اس بحث کو پایہ تکمیل تک اس طرح پہنچائیں جس سے ثابت ہو کہ آپ عوام کے حقیقی نمائندے ہیں۔ حزب اختلاف کے معزز ممبران شاید یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کے ممبران کی بہت بڑی تعداد ایوان میں موجود ہے اس لئے یہاں پر ہمارے بیٹھنے کی کوئی گنجائش نہیں۔یہ ایوان اور پاکستان مسلم لیگ(ن) کے ممبران کے دل بڑے فراخ اور کشادہ ہیں وہ حزب اختلاف کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ حزب اختلاف کی خالی سیٹیں دیکھ کر یہ ایوان بھی آج ان کی طرف شرمندگی سے دیکھ رہا ہے۔اگر حزب اختلاف کے معزز ممبران یہ چاہتے ہیں کہ اس قانون کو اس کی رُوح کے مطابق منظور کیا جائے تو ان کو یہاں آکر نمائندگی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر!میں اس Bill کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہوں گا کہ جمہوریت کے تین ستون ہوتے ہیں۔ایک قومی اسمبلی،دوسرا صوبائی اسمبلی اور تیسرا ستون مقامی حکومتیں ہوتی ہیں۔یہ تینوں ستون موجود ہوں تو جمہوریت کا صحیح وجود مکمل ہو جاتا ہے۔صوبہ خیبر پختونخوا میں اس وقت حزب اختلاف کی جماعت حکومت میں ہے لیکن ابھی تک وہاں پر لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے کوئی مسودہ قانون پیش نہیں کیا جا سکا۔آج پنجاب کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں پر لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے مسودہ قانون پیش کر دیا گیا اور اس پر بحث ہو رہی ہے۔جب بھی کبھی مقامی حکومتوں کی بات آئی تو مسلم لیگ کی حکومت نے سب سے پہلے اس پر عمل درآمد کیا ہے۔سابقہ دور میں اس حوالے سے مرکز کی طرف سے رکاوٹ پیش آتی رہی کیونکہ ان کی پارٹی کے منشور میں مقامی حکومتوں کا وجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر!وزیر بلدیات کی طرف سے لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے 120 صفحات پر مشتمل ایک نظام پیش کیا گیا ہے۔اس نظام کا مطالبہ عوام اور سیاسی جماعتیں کرتی ہیں۔اس ایوان سے باہر اور اندر کی جماعتیں بھی اس کا مطالبہ کرتی ہیں۔اس ایوان کی جماعتیں ایک طرف تو مقامی حکومتوں کا مطالبہ کرتی ہیں اور دوسری طرف اس قانون کو criticize کر رہی ہیں۔ تنقید کرنا اچھی بات ہے۔اگر اس تنقید میں اس Bill کی اصلاح کے عناصر موجود ہوں تو اس کو خوش دلی سے قبول کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ یونین کونسل، میونسپل کارپوریشن یا میٹروپولیٹن سب جگہ پر equal نظام رائج ہونا چاہئے۔ میں خود بھی کونسلر کی حیثیت سے دو تین مرتبہ لوکل باڈی میں خدمات انجام دے چکا ہوں۔ ابھی میری بہن نے کرپشن کا ذکر کیا۔ ہاں، کرپشن کی روک تھام ہونی چاہئے۔ اس نظام پر check and balance ہونا چاہئے۔ یہ ایک جنرل اصول ہے کہ check and balance کے بغیر کوئی گھر، تنظیم یا ادارہ نہیں چلتا۔ میں تجویز پیش کروں گا کہ کسی بھی ناظم یا کونسلر کی direct finance پر رسائی نہیں ہونی چاہئے۔ 2001 اور 2005 میں جو مقامی حکومتیں قائم ہوئیں ان میں ناظم اور یونین کونسل کے سیکرٹری کے دستخطوں کے ساتھ رقوم نکلوائی جاتی رہیں اور اپنی خواہشات کے مطابق انہیں خرچ کیا جاتا رہا۔ اس میں کرپشن کے عنصر آتے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ کسی جگہ پر بھی چاہے وہ رورل یا اربن ایریا ہو، میٹروپولیٹن کارپوریشن، ضلع کونسل، ٹاؤن کمیٹی یا وہ کسی قسم کی مقامی حکومت ہو اس میں کسی بھی چیئرمین، وائس چیئرمین، ناظم یا کونسلر کے دائرہ اختیار میں direct finance نہیں ہونا چاہئے۔ وہ اپنی سکیمیں لوکل گورنمنٹ کو دیں اور ان سکیموں میں چاہے واٹر فلٹریشن ہو، واسا ہو، گلیاں ہوں یا بازار ہوں وہ لوکل باڈی کو جائیں، لوکل باڈی ان سکیموں پر funding کرے، اس پر open tender ہو اور open tender کے ذریعے ہی transparency کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچیں جن میں کرپشن کا عنصر بہت کم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد یہاں عورتوں کی نمائندگی کے متعلق بات ہوئی ہے تو مقامی حکومتیں کسی بھی معاشرے کا ڈھانچہ ہوتی ہیں۔ آج آپ دیکھیں کہ مقامی حکومتوں میں سب سے اہم چیز جو اس وقت بھی ہزاروں کی تعداد میں یونین کونسلوں میں موجود ہے وہ عائلی قوانین کے کیس ہیں۔ عائلی قوانین مقامی حکومتوں میں ریڑھ کی ہڈی کا ایک عنصر ہیں کیونکہ معاشرے میں گھریلو پریشانیوں اور دیگر معاملات کے کیس اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں وہ کیس یونین کونسلوں میں زیر سماعت ہیں۔ عورتوں کی نمائندگی یونین کونسل یا وارڈ میں زیادہ ہونا ضروری اس لئے ہے کہ عورتیں جب یونین کونسل میں کوئی کیس لے کر جاتی ہیں تو وہ اپنے آپ کو وہاں اکیلا تصور کرتی ہیں لہذا وہاں پر اگر عورتوں کو کھلا پلیٹ فارم دیا جائے جو باقاعدہ ووٹوں کے ذریعے منتخب ہو کر کسی وارڈ کی کونسلر یا یونین کونسل کی ناظم بنیں تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا۔ آج کی fast locality and population اور new generation جو میڈیا کے ذریعے بڑی آگے جا چکی ہے تو عورتیں بھی ہمارے اسی معاشرے کا حصہ ہیں جو کسی مرد سے کم نہیں ہیں بلکہ کئی sectors میں عورتوں نے بہت سے آسکر ایوارڈ حاصل کئے ہیں اور ایسی ایسی چیزیں معاشرے میں لائی ہیں جن کی

مثال نہیں ملتی لہذا عورتوں کو direct الیکشن کے ذریعے نمائندگی ملنی چاہئے۔ اس کے بعد میں اقلیت کی طرف بھی آؤں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: باؤ اختر صاحب! ذرا مختصر کریں کیونکہ لسٹ کافی لمبی ہے اور وقت مختصر ہے۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں ایک دو منٹ میں اپنی بات کو wind up کر دوں گا۔ یہاں پر اقلیت کے لئے پانچ سو ووٹوں کی تعداد رکھی گئی ہے لیکن میں اس میں یہ چاہوں گا کیونکہ جنرل الیکشن میں اقلیت ہمارے ساتھ ووٹ ڈالتی ہے، اُن کا اور ہمارا ووٹ balance ہوتا ہے تو کیوں نہ اقلیت میں عورتوں کی جو نمائندگی ہے ان سے کہیں کہ وہ ہمارے ساتھ جنرل الیکشن لڑیں اور وہ اقلیتی عورتیں اپنی اقلیت اور ہمارے ووٹوں کے ذریعے سے منتخب ہو کر مقامی حکومتوں کے ایوان میں آ کر اپنا حق نمائندگی ادا کریں۔ اس کے بعد میں آپ کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ اس کا check and balance اسمبلی کے ذریعے ہونا چاہئے نہ کہ بیوروکریسی کے ذریعے کیونکہ اس مسودے میں چھ لوگوں کی کمیٹی بنائی گئی ہے جو بیوروکریسی پر مشتمل ہے۔ وہ کمیٹی بیوروکریسی کی نہیں بلکہ اُسی ایوان کی ہونی چاہئے کیونکہ اُس ایوان کی کمیٹی سے زیادہ اس کا احتساب یا آڈٹ دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اُس ایوان کی کمیٹی کی انکوائری کی روشنی میں وہ رپورٹ کسی ادارے کے سپرد کر دی جائے جو اس کا احتساب قانون اور آئین کے تحت کرے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے سب سے پہلے پہل کی اور یہ مسودہ قانون وزیر قانون اس ایوان میں لے کر آئے۔ میں پورے ایوان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ مقامی حکومتوں کے مسودے کو آئندہ آنے والے دنوں میں پاس کریں گے اور نیچے الیکشن میں جائیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میں آخری ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں جماعتی اور غیر جماعتی الیکشن کی بات آتی ہے تو مقامی حکومتیں میرے نظریے کے مطابق غیر جماعتی ہونی چاہئیں کیونکہ سیاست میں بہت سارے لوگ ہیں لیکن سیاست سے باہر بھی کچھ زیرک لوگوں میں بہت زیادہ جذبہ اور ولولہ پایا جاتا ہے لہذا اگر اس الیکشن کو غیر جماعتی طور پر کرایا جائے تو میرے خیال میں بہت بہتر ہے۔ وماعلینا الاالبلاغ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نبیلہ خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب یعقوب ندیم سیٹھی صاحب!

جناب یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے الیکشن سے پہلے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب ہماری حکومت بن جائے گی تو ہم فوراً بلدیاتی الیکشن کرائیں گے۔ الحمدللہ ہمارے قائدین نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے اور آج بلدیاتی الیکشن کی تیاری کے لئے جو بل پیش کیا گیا ہے اس پر ہمارے وزیر بلدیات رانا ثناء اللہ خان صاحب اور ان کی پوری ٹیم تقریباً پندرہ دنوں سے بڑا غور و خوض اور محنت کر رہی ہے۔ میں ان کی محنت اور کاوش کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں صرف گاؤں کی یونین کونسلوں کے حوالے سے عرض کروں گا کہ ان میں جو ممبر بنیں گے ان کے لئے وارڈ کا الیکشن ہونا چاہئے، جب وارڈ کا الیکشن ہو گا تو اس میں ہر بندے کو پتا ہو گا کہ میری constituency یہ ہے، میرا حلقہ یہ ہے اور میں نے اس کے اندر رہ کر کام کرنا ہے۔ اگر اسی کے متضاد دوسری طرف دیکھا جائے کہ پوری یونین کونسل سے وہ ووٹ لے کر آتا ہے اس طرح ووٹ لینے سے وہ اپنی عوام کے مسائل کو حل نہیں کرا سکتا۔ اس کا بہت بڑا علاقہ ہوتا ہے وہ نہ کسی محلہ میں کام کرا سکتا ہے لہذا اس کی بجائے اسے ایک مناسب وارڈ مل جاتی ہے یا علاقہ مل جاتا ہے تو وہ زیادہ بہتر کام کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی مریض اس کے وارڈ میں ہے تو وہ اس کو ہسپتال تک بھی لے کر جاتا ہے اور غمی خوشی میں بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ گلی محلہ کے ترقیاتی کاموں کا بھی خیال رکھتا ہے۔ وہ ہر کام میں پوری دلچسپی لیتا ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ یونین کونسل میں وارڈ سسٹم سب سے بہتر ہے۔ اس کے اندر ممبران سات ہوں یا پانچ یا نو ہوں ٹھیک ہیں۔ اس کے علاوہ اقلیت میں سے ایک ممبر reserve seat پر بناتے ہیں اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ اسے ایوان کی طرف سے نہیں ہونا چاہئے اسے direct public سے ووٹ لے کر آنا چاہئے۔ اسی طرح میں خواتین کی reserve seat کی بات کروں گا کہ اگر خواتین نے سچے دل سے عوام کی اور اپنی بہنوں کی خدمت کرنی ہے تو ان کو بھی چاہئے کہ reserve seat کی بجائے الیکشن لڑ کر ہی آئیں۔ اس کے علاوہ میں یہ کہوں گا کہ یہاں چیئرمین اور وائس چیئرمین یونین کونسل کے بنتے ہیں ان کو ایوان کی طرف سے elect نہیں ہونا چاہئے ان کو بھی public کی طرف سے direct ووٹ لے کر چیئرمین اور وائس چیئرمین بننا چاہئے تاکہ جب یہ کونسلر بن جاتے ہیں، پھر horse-trading کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، purchasing کا کام شروع ہو جاتا ہے اور ممبران کی بولیاں لگنی شروع ہو جاتی ہیں لہذا میری یہ

گزارش ہے کہ direct election لڑ کر آنے سے انشاء اللہ تعالیٰ corruption بھی کم ہو گی۔ اسی طرح ہمیں میونسپل کارپوریشن کے بھی وارڈ بنانے چاہئیں، اسی طرح کونسلر بننے چاہئیں جو اپنے چیئرمین منتخب کریں اور اس کے بعد چیئرمین اپنے میئر اور ڈپٹی میئر کا انتخاب کریں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک اور بات ہے کہ اگر ہم ڈسٹرکٹ کونسل کے حوالے سے صرف ڈسٹرکٹ قصور کو ہی check کر لیں تو وہاں تقریباً 113 کے قریب یونین کونسلیں ہیں۔ وہاں ڈسٹرکٹ کونسل میں اتنے بڑے ہال نہیں ہیں لہذا دو یونین کونسلوں کے اوپر ایک ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر بن جائے تو زیادہ best ہو گا۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں آخر میں آپ کی نذر ایک شعر کروں گا کہ:

پیا ملن دی رُت آوے تے نچے من دا مور
بیلے دی خوشبو مچایا ویہڑے ویہڑے شور
گنگھرو ٹُٹ گئے دل نہ ٹُٹا گنگھرو سن کمزور
بلھے شاہ اسیں مرنا نئیں گور پیا کوئی ہور

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب نعیم اللہ گل صاحب!

جناب نعیم اللہ گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں لوکل گورنمنٹ سسٹم کے اوپر یہ بات کرنا چاہوں گا کہ ملک کی ترقی میں اس سسٹم کا بہت اہم کردار ہے۔ اگر لوکل گورنمنٹ سسٹم کی implementation ہم اچھے طریقے سے کروا دیتے ہیں تو یہ ہمارے ملک کے اندر ایک خوشحالی کا proof ہو گا، ہماری ترقی کی ضمانت ہو گا اور ہمارے اختیارات grass-root level تک پہنچ جائیں گے۔ اس حوالے سے میں کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے composition پر بات کروں گا کہ آپ party basis الیکشن مت کروائیں بلکہ non party basis الیکشن ہونے چاہئیں کیونکہ اس کے اندر تمام لوگ participate کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ وارڈ سسٹم ہونا چاہئے تاکہ اس کے اختیارات گلی کوچے تک پہنچیں نہ کہ صرف یونین کونسل یا ڈسٹرکٹ کونسل کی حد تک ہوں۔ اس کے بعد میں یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ یونین کونسل کا چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر بھی ہونا چاہئے۔ اگر ایسا نہیں ہو گا تو ڈسٹرکٹ کونسل اور یونین کونسل کی coalition disturb ہو گی۔ اگر وہی ممبر یونین کونسل سے elect ہو کر ڈسٹرکٹ کونسل میں جائے گا تو میرے خیال میں وہ زیادہ بہتر طور پر کام کر سکتا ہے اور اپنے

مسائل ڈسٹرکٹ کونسل کے اندر احسن طریقے سے represent کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہیلتھ، ایجوکیشن اور صفائی کے حوالے سے میں گزارش کروں گا کہ جیسے ہماری اقلیتی، کسان اور خواتین کی سیٹیں ہیں اسی طرح ہمیں یہ بھی تجویز دینی چاہئے اور اگر یہ possible ہو تو ہمیں ہیلتھ اور ایجوکیشن کونسلر بھی بنانے چاہئیں تاکہ وارڈ میں مزید بہتری لائی جا سکے۔ اگر وارڈ میں suppose ایجوکیشن کونسلر ہوگا تو وہ easily کتابیں پہنچا سکتا ہے۔ اسی طرح وہاں پر ہیلتھ کونسلر ہوگا تو تمام vaccine اور health facilities اس کے ذریعے اچھے طریقے سے آپ کے گلی محلوں تک پہنچ سکیں گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے ان کے اوپر کچھ targets وضع کئے جائیں کہ آپ کا ایک سال کا یہ target ہے اور اتنی achievements ہیں جو at least آپ نے ایک سال کے اندر پوری کرنی ہیں۔ ان کے targets set کئے جائیں جس کے behalf پر یہ کام کریں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جو ان کے اکاؤنٹ اور آڈٹ کے حوالے سے ضروری ہیں جن میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ آڈیٹر جنرل بہت strong ہونا چاہئے جیسا کہ قومی اسمبلی و صوبائی اسمبلیوں میں چل رہا ہے as it is لوکل گورنمنٹ کے اندر بھی زیادہ strong آڈٹ ہونا چاہئے بلکہ ان کا مکمل ایک separate ادارہ ہونا چاہئے جو صرف ان کے اکاؤنٹس check کرے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس کے حوالے سے Bill میں یہ چیز شامل ہے کہ لوکل گورنمنٹ حکومت پنجاب کی پیشگی منظوری کے بغیر کوئی قرضہ حاصل نہیں کر سکے گی تو اس میں یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ کتنا قرضہ وہ لے سکتی ہے یعنی کوئی نہ کوئی limit واضح کر دی جائے کہ اس کے اندر لوکل گورنمنٹ پیشگی طور پر اپنا قرضہ لے سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی بندہ ان کے documents یا جتنی بھی working ہو رہی ہے اس حوالے سے document لے سکتا ہے تو اس میں یہ چیز بھی واضح کر دی جائے کہ کتنی فیس اس کی مقرر کی گئی ہے اور وہ کم از کم basis پر رکھی جائے تاکہ ایک عام آدمی کوئی بھی document حاصل کر سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح Bill کے اندر تین مہینے کی بنیاد پر ان کی reports check کرنے کا لکھا گیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ تین مہینے کی بجائے ایک مہینے کے بعد ان کی reports collect کی جائیں اور ان کی کارکردگی پر غور کیا جائے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ خاص طور پر ایجوکیشن کونسلر اور ہیلتھ کونسلر والی تجویز پر اگر implement ہو جاتا ہے تو آپ کے گلی محلوں تک power جو آپ endorse کرنا چاہتے ہیں وہ بہت اچھے طریقے سے ہو گی۔ ان کونسلروں کی چیئرمین اور وائس چیئرمین

کے ساتھ coalition کروائیں جو monthly basis پر اپنی reports ان کو دیں اور وہ اپنے ای ڈی او یا دوسرے گورنمنٹ کے نمائندوں کے ساتھ اسے share کریں تو میرے خیال میں یہ سسٹم بہت اچھے طریقے سے grass-roots level تک پہنچ جائے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک محمد وارث کلو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں لوکل گورنمنٹ کے Bill کے حوالے سے سب سے پہلے منسٹر لوکل گورنمنٹ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ایک اچھی اور سنجیدہ effort ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے جو process اس Bill کو پاس کرانے کے لئے adopt کیا وہ بھی قابل ستائش ہے۔ اس میں تمام ممبران کی involvement اس حد تک کہ سپیشل کمیٹی کے پاس جاتے ہوئے ممبران کو open invitation دینا کہ وہ اپنی پوری بات کریں، جناب کا سپیکر کی Chair پر بیٹھ کر اتنی دلجمعی کے ساتھ ان باتوں کو سننا اور پورے notes لینا میں یہ سمجھتا ہوں کہ پورے ایوان کی سنجیدگی اس Bill کے پاس ہونے میں جس حد تک نظر آ رہی ہے مجھے امید ہے کہ ایک اچھا Bill انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پاس ہوگا۔

جناب سپیکر! اس Bill کے تین پہلو ہیں۔ پہلا پہلو یہ ہے کہ جو draft ہمارے سامنے آیا ہے جو بڑا اچھا، متوازن اور زبردست ہے جس میں تمام چیزوں کو elaborately describe کر دیا گیا ہے لیکن بہتر ہوگا کہ ہم لوکل گورنمنٹ کی جو ایک legislative history اس خطے کے اندر ہے پہلے اُس پر نظر ڈال لیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 میں پاس ہوا جس کے بعد دو الیکشن pre-partition ہوئے جس کے نتیجے میں ڈسٹرکٹ بورڈ constitute ہوئے۔ پہلا الیکشن 1937 میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے میونسپل قوانین کے تحت ہوا اور دوسرا الیکشن 1940 میں ہوا جس کے تحت ڈسٹرکٹ بورڈ بنے۔ جو سروسز 1935 کے میونسپل ایکٹ کے اندر define تھیں آج بھی وہی ہیں حالانکہ ایک صدی گزر گئی ہے۔ جو 1940 کے ڈسٹرکٹ بورڈ کی میونسپل سروسز define تھیں وہ آج بھی ہیں۔ جو 1960 کے B.D ایکٹ کے اندر میونسپل سروسز define تھیں آج بھی وہی ہیں۔ 1979 کے ایکٹ اندر جو میونسپل سروسز define تھیں وہ آج بھی ہیں۔ 2001 کا لوکل گورنمنٹ ایکٹ بدقسمتی سے جو کہ total for empowerment shift تھا اور اس کے National Reconstruction Bureau نے جس طرح ہمارا یہ ایکٹ ہے جس کے آخر میں Statement

of Objects and Reasons دیئے گئے ہیں۔ جب National Reconstruction Bureau کیونکہ وہ ایک ڈکٹیٹر کا دور تھا اور این آر بی اس بل کو پورے ملک میں enforce کرنا چاہتی تھی اور ہم یہ دیانتداری کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ 2001 کے اندر پاکستان میں نہ صرف اس وقت آئین پاکستان پر ڈکیتی کی گئی، ایک مروجہ نظام جو time and tested تھا جو پاکستان کے ساتھ ساتھ subcontinent کے باقی ممالک جس کے اندر بنگلہ دیش اور ہندوستان شامل ہیں، پوری force کے ساتھ پریکٹس ہو رہا ہے ۔ ایک پورے tested نظام کو اکھاڑ دیا گیا اور ایک state of utter confusion through out پاکستان کے طول و عرض کے اندر utter confusion پھیلا دی گئی۔ اب وہ confusion کیسے ہوئی کہ ڈپٹی کمشنر کے نظام کو ختم کیا گیا۔ ڈپٹی کمشنر کے پاس 101 اختیارات ہوتے تھے جن میں سے 54 اختیارات کو تو اس لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے اندر explain کیا گیا کہ کچھ سیشن جج صاحب کے پاس چلے گئے، کچھ ڈسٹرکٹ ناظم کے پاس چلے گئے اور کچھ devolve ہو کر concerned جو کہ devolved programme کے تحت تھے، concerned E.D.Os کے پاس چلے گئے۔ اب 2001 سے لے کر آج تک تیرہ سال لگا کر پاکستان کے عوام نے اس نظام کو سمجھا یعنی جو باتیں ایک عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر تھیں اور جنہیں سمجھتے سمجھتے ایک دہائی گزری۔ کس قسم کے نقصانات لوگوں نے اٹھائے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ، پولیس ڈیپارٹمنٹ، محکمہ زراعت، محکمہ تعلیم، محکمہ صحت کے اندر ایک total Pandora box تھا کہ who is this E.D.O یہ کہاں سے آئے گا، یہ ڈی او کون ہے؟ یہ باتیں سمجھتے سمجھتے آج ہم یہاں تک پہنچے ہیں۔

جناب سپیکر! اب یہ لوکل گورنمنٹ بل 2013 میں آ رہا ہے اور مغل صاحب نے بڑا صحیح point out کیا اور یہ بھی ایک historical fact ہے جیسا میں نے کہا کہ اس کی legislative history دیکھ لیں کہ اس سے پہلے بلدیاتی نظام کی جب بھی بات کی گئی وہ ایک آرڈیننس کی صورت میں آیا اور کسی ڈکٹیٹر نے دیا۔ اس کی اپنی reasons ہوں گی اور اپنی justifications ہوں گی لیکن یہ والا بلدیاتی نظام جو آپ اور میں دینے جا رہے ہیں، جو یہ موجودہ حکومت دینے جا رہی ہے، جس کا یہ resolve ہے اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کا یہ resolve ہے کہ مقامی سطح پر لوگوں کی empowerment میں یہ گزارش کروں کہ جب 2013 کا یہ نظام ہم دیں گے تو اس کے اندر پہلی بنیادی چیز جو دیکھنی ہو گی وہ یہ ہو گی کہ یہ پنجاب کا وہ پہلا قانون ہو گا جو اسمبلی سے پاس ہو کر جائے گا اس سے پہلے ایک کوشش ہوئی اور records میں ہو گا کہ 1975 کی صوبائی اسمبلی پنجاب میں 1975 میں ایک مسودہ پیش ہوا تھا لیکن وہ

بطور ایکٹ کبھی نہیں آ سکا۔ اس کے بعد وہ political Government derail ہو گئی اور پھر 1979 کا ایک law ہمارے سامنے آیا جس کے اندر ضلع کونسلیں بنیں، چیئرمین یونین کونسل بنے اور وہ نظام practice میں رہا جس کے تحت تین الیکشن ہوئے۔ یہ سلسلہ کار ہمارے سامنے آ گیا ہمیں اس سے غرض نہیں ہے، ٹھیک ہے۔ پورے ایوان کی بحث اس چیز پر رہی کہ composition کیا ہو گی؟ کسی بھی نظام میں جب ایک electoral mandate لینے کے لئے جائے گا یہ concern ہونا چاہئے ڈیپارٹمنٹ کا کہ کون سا نظام اور کس طریقے سے اور کیسے اس کی composition ہو گی This is one of the concerns لیکن basic concern یہ ہے کہ مقامی سطح تک کون کون سے اختیارات devolve ہو کر جائیں گے۔ اب ای ڈی او ایجوکیشن تو بنا دیا، جب 2001 کے نظام کے اندر ای ڈی او ایجوکیشن بنا تھا تو کیا اس کے پاس financial power تھی؟ وہ financial power devolve ہو کر ضلع کی حد تک گئی اور وہ جو mess create ہوا، وہ جو total ایک انارکی کی situation پانچ سات سال رہی اور 2001 کے آرڈیننس کی بدولت جو ہمارا time and tested نظام کو اکھاڑ پچھاڑ کرنے کے بعد ایک مجسٹریسی نظام کو ختم کیا گیا، جو financial power کو devolve نہ کرتے ہوئے یہ کہا گیا کہ اختیارات نچلی سطح تک منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ اس وقت پھر آنے والی نسلیں اس بات کا فیصلہ ضرور کریں گی جیسے آج 2013 میں کھڑے ہو کر میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ 2001 کا وہ نظام جس کے letter & spirit میں اور اس کے text کے اندر دونوں باتوں میں بہت بڑا تضاد تھا۔ اگر اس وقت اس کے ساتھ financial power کو بھی devolve کیا جاتا تو ممکن ہے کہ آج مقامی سطح تک وہ اختیارات اس حد تک منتقل ہو چکے ہوتے کہ شاید یہ ambiguity ختم ہو چکی ہوتی۔

جناب سپیکر! اب میری تجویز یہ ہو گی کہ اگر میں ایک ایوان کا ممبر ہوں اور میرے پاس اس ایوان کا Leader of the House elect کرنے کا اختیار نہیں ہے تو یہ بات منطقی طور پر درست نظر نہیں آتی، اگر آپ نے ہیئت تبدیل کرنی ہے، کل وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی نے تین proposals رکھیں کہ direct election کے ذریعے آ جائیں، وارڈز ہو جائیں یا چیئرمین اور وائس چیئرمین یونین کونسل کی سطح پر indirectly آ جائیں اور اس کے ممبر direct larger constituency کی بنیاد پر آ جائیں، یہ تین proposals amalgamated تھیں جو ایک دوسرے کے اندر الجھی ہوئی تھیں۔ اگر آپ ایک ایوان بناتے ہیں جیسے یہ صوبائی اسمبلی پنجاب ہے اور اگر اس کے Leader of the House کو منتخب کرنے کا آپ کے پاس اختیار نہیں ہو گا تو اس ایوان کی

افادیت ختم ہو جائے گی۔ جنرل کونسلرز کو جو اختیارات آپ دے رہے ہیں وہ بڑے واضح اور بڑے وسیع اختیارات ہیں۔ آپ اس میں انہیں water pondage تک کے اختیارات دے رہے ہیں municipality services ہیں برتھ سرٹیفکیٹ دینا ہے، ڈیتھ سرٹیفکیٹ دینا ہے، daily کی public interaction ہے جو روزمرہ کے مسائل ہیں ان کے متعلق اختیارات دے رہے ہیں۔ ہم تو یہاں تک سمجھتے ہیں کہ جب اس سال کا بجٹ پاس ہوا تو اس میں provision of services، سروسز سنٹرز کے نام سے 200 کروڑ روپے ایک مد میں رکھے گئے۔ اگر وہ 200 کروڑ روپے یونین کونسل کی سطح پر devolve کر کے نیچے بھیج دیا جائے اور انہیں یہ job دی جائے کہ job opportunity کے نام سے ایک سنٹر create کر دیں، ایک یونین کونسل سے یہ data اکٹھا کرنا کہ اس کے اندر کتنے graduates ہیں، کتنے employed ہیں، اس یونین کونسل کے اندر کتنی mills کام کرتی ہیں، اس یونین کونسل کے اندر کتنے پرائیویٹ ہسپتال ہیں، اس یونین کونسل کے اندر کتنا اور انفراسٹرکچر ہے جو in private capacity on different reasons اور in public capacity کہ لوگوں کو job دے سکتا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہو گی۔ جہاں پر مقامی حکومتوں کا یہ نظام موجود ہے وہاں پر job centres کے نام پر یہ چیزیں تفصیل کے ساتھ درج کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ کا statistics data مجھے تو یہ بھی یاد ہے کہ جب شوکت عزیز صاحب وزیراعظم تھے تو اس وقت بھی ہم اس ایوان کے ممبر تھے، انہوں نے قومی اسمبلی میں اپنی تقریر میں یہ کہہ دیا کہ employment rate کو 7 فیصد تک ہم نے jump کروایا ہے اور جب وہ data سنگاپور کے data کے ساتھ match کرایا گیا تو 1.3 فیصد تھا تو انہیں جواب یہ دینا پڑا اور بتانا پڑا کہ محترم! آپ کی اس حد تک غلط بیانی کام نہیں آئے گی۔ اس وقت رانا ثناء اللہ خان صاحب بھی یہاں پر لیڈر آف دی اپوزیشن کے طور پر موجود تھے۔ اس وقت انہیں بتایا کہ 60 فیصد employment rise تو سنگاپور کی نہیں ہوتی۔ Basic fault کہاں نکلا کہ یونین کونسلوں کے پاس جب تک آپ کی data collection jobs centres کی معلومات نہیں ہوں گی اس وقت تک آپ کی سروسز اتنے بہتر طریقے سے provide نہیں کی جا سکتیں۔

جناب سپیکر! اب میونسپل سروسز کے متعلق جیسے میں نے آپ سے request کی تو یہ آپ کا ایک testing time ہے۔ میری اس میں اپنی یہ feeling ہے کہ جو effort لاء منسٹر صاحب کر رہے ہیں اور جو effort ان کی ٹیم کر رہی ہے اور ممبران سے جو انہوں نے proposals مانگیں تو وہ سارے

کا سارا معاملہ کل کم از کم پانچ گھنٹے چلا اور میں بھی ان کے ساتھ مشاورت میں شامل رہا اور بیٹھے رہے، سنتے رہے لیکن کوئی قابل عمل تجویز سامنے نہیں آئی اور ایک confusion رہی کہ کس طرح سے compose ہو گا، mixed feelings تھیں۔ میری biased opinion ہو سکتی ہے، اگر میری constituency میں مجھے لگتا ہے کہ میں ایک اچھے دھڑے کا مالک ہوں تو میں اپنے حلقے کی بنیاد پر کیونکہ میں ایک stakeholder ہوں، میں نے ایک interesting opinion دینا ہے کہ مجھے جو چیز suit کرے گی لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے میں ایک biased opinion دے دوں گا کہ اگر میرا دھڑا وہاں پر مضبوط ہے تو میں کہوں گا کہ وارڈز ہی بنا دیں، direct election کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اسے اس طریقے سے لے جائیں تو ایک biased opinion آئے گا لیکن آج touchstone جو میرے سامنے ہے اور جس بنیاد کو میں نے اپنا parameter رکھنا ہے اور جس بنیاد پر یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ آج کے آپ کے یہ بنائے ہوئے قانون کو آنے والے وقتوں میں کوئی حکومت صرف اس بنیاد پر تبدیل نہ کر سکے کیونکہ اس کے shadow میں زندہ رہنا پڑتا ہے۔ 1979 کا جو law ہے اسے آپ 1960 کے shadow سے نہیں نکال سکے۔ آج جو لوکل گورنمنٹ کا آرڈیننس ہم لا رہے ہیں، گو بہت بڑی بدیانتی 2001 کے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں ہوئی اور یہ دعویٰ کر دیا گیا کہ devolve کر دیا ہے لیکن financial power ایک لمحے کے لئے بھی ایجوکیشن میں دی گئی اور نہ ہیلتھ میں دی گئی۔ تیسرا tier جس کی گنجائش نہیں تھی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت تحصیل کونسل کے نام پر ایک تیسرا tier تھا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ کونسل شہری اور دیہاتی آبادیوں کو اکٹھا چلا کر ان کے اندر منصفانہ فنڈز کی تقسیم کی جا سکے؟ ہم practically ان کونسلوں کے ساتھ رہے ہیں اور ہم نے ان کے دو tenure دیکھے ہیں وہاں پر ایک غیر منصفانہ تقسیم رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بل کے اندر یہ جو آج دوبارہ ڈسٹرکٹ کونسل اور میونسپل کارپوریشن کی طرف ایک surge ہے جو اس ایکٹ میں propose کیا گیا ہے یہ ایک خوش آئند قدم ہے اس کو اسی طرح سے ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک احمد خان صاحب! ذرا مختصر کریں کیونکہ کافی نام ابھی باقی ہیں اور ٹائم مختصر ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ آپ مہربانی کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں نے ابھی تک آپ کے ساڑھے پانچ منٹ لئے ہیں اگر آپ حکم فرماتے ہیں تو میں ابھی بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بیٹھیں نہیں، بس مختصر کر لیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں relevant ہوں اور جو میں گزارش آپ کے سامنے کر رہا ہوں وہ اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ میرا جھگڑا نہیں ہے کہ اس کی composition کیسے ہو گی؟ گورنمنٹ جو فارمولا effective سمجھے گی اور جو فارمولا بن کر آ جائے گا وہ ٹھیک ہو گا۔ میری صرف اتنی استدعا ہے کہ اس کے اندر بے ضرر سی وہ چیزیں شامل کی جا سکتی ہیں جن کی بنیاد پر جیسے میں نے جاب سنٹرز کے قیام کے متعلق کہا، جیسے نعیم انور گل صاحب نے اپنی تقریر میں ہیلتھ کونسلر اور ایجوکیشن کونسلر کے بارے میں کہا۔So these two proposals should be included اگر وقت کی قلت ہے تو میں اسے sum up کر دیتا ہوں۔ اس میں composition کی حد تک تو بڑی تفصیلی بحث ہو گئی ہے اب اس کے اندر اختیارات کی تقسیم، ایجوکیشن اتھارٹی کا قیام خوش آئند قدم ہے کہ وہ وہیں پر ہی رہے اور رہنا بھی چاہئے۔ اس کے اندر اگر ایک اتھارٹی ایک cooperate body کے طور پر آ جائے گی جس کا independent structure ہو گا اور وہ لوکل گورنمنٹ کا حصہ ہو گی یہ بھی بہت اچھا اور خوش آئند قدم ہو گا۔ اسی طرح ایجوکیشن اتھارٹی کے متعلق بھی ہے۔ اگر یہ دونوں اتھارٹیاں لوکل گورنمنٹ کے اندر رہتے ہوئے ایک corporate body کے طور پر، independent entity کے طور پر کام کریں گے تو پھر مشکل تو ہو گی۔ Writ of the Local Government کہاں ہو گی؟ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے آج چیف منسٹر کو کہہ دیا جائے کہ یہ دو محکمے آپ کے ساتھ نہیں ہیں۔ یہی دو بنیادی محکمے ہیں۔ آرٹیکل 32، آرٹیکل 25 یہ دونوں ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ آپ لوکل گورنمنٹ کو بھڑوتی نہیں دے رہے ہیں جبکہ یہ دی جانی چاہئے۔ اس بل کے اندر کوششیں کر کے اس کو ایک اچھے بل کے طور پر propose کیا جائے اب ہم as a member of the Assembly اس کو practical reasons کے ساتھ legislate کروانے کی کوشش کریں گے۔ ان تین proposals کے ساتھ کہ یونین کونسل کی سطح پر جاب سنٹرز کا قیام، جو انور گل صاحب نے ہیلتھ کونسلر اور ایجوکیشن کونسلر کے بارے میں بات کی اور جو پنچایت کے بارے میں، میں نے آپ سے درخواست کی تھی۔ اس میں آپ کی بھی زیادتی ہے جب میں آپ سے کہتا ہوں کہ مجھے پوائنٹ آف آرڈر دے دیں تو اس وقت میں آپ سے ruling بھی مانگ رہا ہوتا ہوں۔ اگر کوئی ممبر یہاں کہے کہ پنچایت ایک ظالمانہ نظام ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، انہوں نے یہ بات نہیں کی تھی۔ انہوں نے ظالمانہ نظام نہیں کہا تھا بلکہ کہا تھا کہ ایک ظالمانہ نظام کا concept آتا ہے۔ یہ ان کے الفاظ تھے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ نظام ظالم ہے۔

ملک محمد احمد خان: لیکن انہوں نے پنچایت کا لفظ استعمال کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس میں اپنی رائے دے دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں وہی کہہ رہا ہوں کہ پنچایت والی بات ذرا further elaborate ہو جائے اور اس کے خدوخال کو واضح کر دیا جائے۔ یونین کونسل کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ یونین کونسل پنچایت nominate کرے گی۔ اب یونین کونسل میں ایک دھڑا جیتتا ہے اور دوسرا ہارتا ہے۔ پنچایت ایک ثالث کا نظام ہے، ایک انصاف کرنے کا نظام ہے۔ ایک جیتے ہوئے دھڑے کے ساتھ ہارا ہوا دھڑا اس کی پنچایت میں بیٹھنا نہیں چاہتا۔ اس کا آپ یا تو ایک role define کر دیں کہ وہ electable ہو گا، وہ پنچایت elect ہو گی جیسے ہندوستان کے اندر ہوتی ہے اس طرح سے elect ہو کر آ جائے۔ وہ پنچ بنے گا اس پنچ کے الیکشن کا طریق کار ایسا ہو گا کہ اس کے اوپر کوئی biased کا الزام نہ رہے۔ سب کو پتا ہو کہ یہ defined role ہے۔ اگر dispute resolution پہلے پولیس کے پاس جائے اور پولیس سمجھے کہ میں نے اس کو مصالحتی انجمن کے پاس refer کرنا ہے تو جب تک آپ دونوں کا علیحدہ علیحدہ elected process نہیں دیں گے، ویسے تو مصالحتی کمیٹیاں آج بھی کام کر رہی ہیں اور وہ court of laws میں چیلنج ہوئیں۔ اس سے پہلے بھی جو کوشش کی گئی وہ بھی court of laws میں چیلنج ہوئیں۔ ہائیکورٹ کی judgements اس کے اوپر available ہیں کہ ان مصالحتی کمیٹیوں کی آئین اور قانون کے اندر کوئی گنجائش نہ ہے۔ اب اگر پنچایت بنانی ہے تو اس کو institutionalize کرنا پڑے گا اور اس کو elect کرنے کا ایک process دینا پڑے گا۔ بنیادی طور پر یہ تین باتیں ہیں کہ پنچایت کا role واضح کیا جائے، پنچایت کو elect کرنے کا ایک process دیا جائے اور اگر اس کو nomination of Union Council پر چھوڑا جائے گا تو پنچایت ineffective ہو جائے گی۔ یہ بہت بنیادی چیز ہے۔ اس میں ہماری تجویز یہ ہو گی کہ پنچایت کا نظام واضح کیا جائے، پنچایت کو elect کیسے کرنا ہے اس کا طریق کار واضح کیا جائے۔ اگر Education Authority اور Health Authority بنی ہے تو پھر ایجوکیشن کونسلر اور ہیلتھ کونسلر جو کہ ایوان میں elected member ہو گا اس کے اختیار کو بھی بیان کر کے اس میں رکھا جائے۔ یونین کونسل کی سطح پر ڈیٹا کولیکشن سنٹرز جن کی ذمہ داری ہو، کیونکہ حکومت پنجاب کے پاس statistics of Punjab کے نام سے یا survey of Pakistan کے statistics کا جو ڈیٹا موجود ہے وہ obsolete ہے۔ ان کے پاس کوئی ایسا طریق کار وضع نہیں ہے کہ وہ اپنا process اکٹھا کریں۔ نتیجتاً ایسے بیان آتے ہیں جیسے شوکت عزیز صاحب نے

کہا تھا کہ 7 فیصد employment کا ڈیٹا بڑھ جائے گا اور پچھلی حکومتوں میں اسی on the floor of the House پر دس لاکھ نوکریاں دینے کا بھی عندیہ دیا گیا۔ جب ڈیٹا نہیں ہوتا تو پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہو گی کہ یونین کونسل بڑا basic unit ہے جب اتنی خطیر رقم Service Facilitation Centres کے نام پر available ہے تو اس کو یونین کونسل کی سطح تک جاب سنٹرز کے Data Collection Centres کے نام سے دیا جائے کیونکہ یہ مروجہ نظام ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ ملک احمد سعید خان!

ملک احمد سعید خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! Local Government Act 2013 جو اس ایوان میں lay کیا گیا ہے اس کا سارا کریڈٹ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت میاں محمد شہباز شریف اور وزیر بلدیات کو جاتا ہے۔ آج اس دور میں لوکل باڈیز کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے حوالے سے اور لوکل باڈیز کا ایک ایسا سسٹم دینے کے حوالے سے جیسا کہ مجھ سے پہلے یہاں پر مقررین نے یہ بات کہی کہ یہ ہمارے لئے ایک اعزاز کی بات ہے کہ اس ایوان کے اندر پہلی دفعہ لوکل باڈیز کے ایکٹ کو پیش کیا گیا ہے۔ آئندہ دنوں میں دیہی علاقوں اور شہری علاقوں کے اندر لوکل باڈیز ایکٹ کے حوالے سے مستقبل میں جو نمائندے منتخب ہوں گے اس کا سارا کریڈٹ اس ایوان کو جائے گا۔

جناب سپیکر! دیہی حکومتوں کے قیام اور ان کی services کے حوالے سے ملک محمد احمد خان صاحب نے آج سے ایک سو سال پہلے کی تاریخ کو اٹھا کر یہاں ایوان میں بیان کیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جو میونسپل سروسز ہیں وہ آئندہ سو سال میں بھی بدلنے والی نہیں ہیں۔ میونسپل سروسز وہی رہیں گی جو آج سے سو سال پہلے تھیں اور یہ آئندہ سو سال بعد بھی رہیں گی۔ ہم نے صرف اس بات کا تعین کرنا ہے کہ ہم جو لوکل باڈیز کے ایکٹ کو پاس کرنے کے لئے جا رہے ہیں کیا وہ آئندہ آنے والے دنوں میں ہماری ضروریات کو پورا کرتا ہے؟ ہم جو یونین کونسل کی باڈی بنانے جا رہے ہیں، جن نمائندوں کا وہاں پر انتخاب ہو گا جو وہاں composition ہو گی خواہ وہ جنرل کونسلر کے حوالے سے ہو، لیڈی کونسلر کے حوالے سے ہو، وہ peasant worker کے حوالے سے ہو یا وہ minorities کے حوالے سے ہو، آنے والے دنوں کے اندر ہم نے جو composition بنائی ہے وہ آئندہ پچاس یا سو سال تک ہماری میونسپل کی سروسز کے حوالے سے تمام مکاتب فکر کے لوگوں کی نمائندگی کا ہونا بلکہ متناسب نمائندگی کا ہونا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں یہاں پر جو تجاویز دی جا رہی ہیں میں بھی اس میں اپنی تجویز

کو شامل کروں گا۔ میں یہ کہوں گا کہ اس Bill میں جو پانچ جنرل کونسلر کی proposal دی گئی ہے اس کو بڑھا کر 8 یا 9 بلکہ اگر 10 تک بھی لے کر جایا جا سکے تو کیا جائے کیونکہ Municipal Service کا کام آنے والے دنوں میں اتنا زیادہ ہوگا کہ ہم اگر ایک ایک خاص سروس کے حوالے سے کسی ایک کونسلر پر ذمہ داری ڈالیں تو پھر بھی شاید وہ نمائندے کم پڑ جائیں۔ اسی طرح خواتین کی نمائندگی کے حوالے سے، peasant ورکر کے حوالے سے یا minorities کے حوالے سے جو ایوان کا consensus ہوگا اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ جو تعداد propose کی گئی ہے اس کو بڑھانا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر دوسری جس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وزیر بلدیات رانا ثناء اللہ خان صاحب یہاں پر موجود ہیں۔ میری ان سے درخواست ہوگی کہ چیف منسٹر صاحب کا وژن بجٹ کے اندر نظر آیا ہے، یہ facilitation کے سنٹر، revenue کی فرد اور I.D Card کا بننا مطلب جو ہماری بنیادی ضروریات ہیں چیف منسٹر صاحب کا وژن یہی رہا کہ اس کو بنیادی سطح پر لے کر جایا جائے اور ہر چیز کی سہولیات کو باہم پہنچایا جائے۔ میں اس حوالے سے یہ بات ضرور تجویز کرنا چاہوں گا اور میری درخواست ہوگی کہ جہاں پر ہم یونین کونسل ادارے کے اختیارات کی تقسیم کی بات کرتے ہیں تو وہاں پر ان کو مضبوط institutions بنائیں۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات نے ہمارے ملک کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ یہاں پر موسموں کو دیکھیں اور اس کی زمین کو دیکھیں تو ہمارے پاس ہر جگہ پر وہ تمام سہولیات موجود ہیں جو دنیا کے کسی بھی ملک کے اندر موجود ہونی چاہئیں تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو ہمارے یونین کونسلز کے کونسلر ہیں اس میں پنچایت کا جو رول ہے، اس میں میونسپل سروسز کے حوالے سے جو گِل صاحب نے بات کی کہ وہاں پر Health کونسلر کو role دیا جائے یا ایجوکیشن کونسلر کو role دیا جائے۔ ہم ڈسٹرکٹ کے اندر جو Health اور Education Authorities بنا رہے ہیں تو پھر اس کے لئے یونین کونسلز کے اندر ان کی نمائندگی اور ایک chain کا ہونا ضروری ہے۔ میں یہاں پر propose کروں گا کہ Health Authorities کے ساتھ ایک chain کے طور پر یونین کونسلز کے اندر Health کونسلر اور اسی طرح Education کونسلر کو ہمیں قانون اور ضابطے کے اندر رہ کر لانا چاہئے تاکہ ان کا ایک identified role یونین کونسلز کے اندر موجود رہے یہ میری proposal ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا پنچایت کے حوالے سے جو اس Bill کے اندر بات کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنچایت کے نظام کی بالخصوص ہمارے پنجاب کے اندر ہمیشہ سے اہمیت رہی ہے۔ میں

اپنی نظر سے یہ دیکھتا ہوں کہ پنچایت ہمیشہ unbiased ہے۔ میرے دوستوں نے یہاں پر تجویز دی کہ اگر پنچایت کے اندر elected نمائندگان کو role دیا جائے گا تو ان کا biased ہونے کا خدشہ ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں اگر ہم اس خدشے کو دور کرنے کے لئے اس proposed Bill میں یعنی 2013 کے لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے اندر اس کو لیگل طریقے سے Legislation کے ذریعے پنچایت کے کردار کی اہمیت کو اجاگر کریں اور اس کو قانون کا حصہ بنائیں تو میرا نہیں خیال کہ پنچایت biased ہوگی۔ اگر آپ پنجاب کے دیہی علاقوں کے ماضی کو دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس بات کی اہمیت کو بالکل تسلیم کریں گے کہ ہمارے معاشرے کے اندر بالخصوص پنجاب کے اندر پنچایت کی ایک اہمیت رہی ہے اور ہمیں اس کو strengthen کرنا ہے۔ ہمیں اس کی اس طرح سے وضاحت کرنی ہے کہ جس طرح پچھلے دور میں تھانے کے لئے ایک مصالحتی کمیٹیوں کا کردار بنایا گیا تھا۔ بے شک پنچایت کو مصالحتی کمیٹی کے ساتھ interaction کر دیا جائے کیونکہ تھانے کے اندر کچھ مسائل ایسے ہیں مثال کے طور پر فیملی کے حوالے سے جو معاملات تھانے کے اندر جاتے ہیں اگر ہم ان کو پنچایت کی طرف refer کریں یا ان کو مصالحتی کمیٹیوں کی طرف refer کریں تو اس لئے اس کو قانون کے ضابطے کے اندر لے کر آنا چاہئے اور اس کو اہمیت دینی چاہئے جس میں یونین کونسل کا ایک مضبوط کردار ہوگا یہ بھی میں ایک proposal propose کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! مجھے اس بات کا اندازہ ہے کہ میرے بعد بہت سے لوگوں نے بات کرنی ہے میں نے جو یہ دو تین تجاویز دی ہیں تو میری وزیر بلدیات سے درخواست ہوگی کہ یہ تجاویز اگر کہیں پر لکھ لیں۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی ساری تجاویز لکھی جا رہی ہیں۔

ملک احمد سعید خان: جناب سپیکر! یہی میری تجاویز ہیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ جی، چودھری محمد اکرم صاحب وقت بہت مختصر ہے ذرا مہربانی کریں گے۔

چودھری محمد اکرم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں لوکل گورنمنٹ کا Bill پیش کرنے پر خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر بلدیات رانا ثناء اللہ خان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

میرا تعلق اربن ایریا سے ہے اور میرا خیال ہے کہ اربن ایریا پر بہت کم بات ہوئی ہے۔ میونسپل کارپوریشن میں جو وارڈ سسٹم آ رہا ہے اور اس وارڈ سسٹم میں کتنی آبادی پر ایک وارڈ سسٹم بنے گا؟ یہ کہیں بھی mention نہیں کیا گیا۔ لاہور میں تقریباً 20 ہزار کی آبادی پر ایک وارڈ سسٹم بنایا گیا ہے۔ میرا سیالکوٹ سے تعلق ہے اور میں چاہوں گا کہ بتایا جائے کیونکہ لاہور میں 9 ڈپٹی میئر بنائے گئے ہیں تو ادھر سیالکوٹ میں کتنے ڈپٹی میئر بنائے جائیں گے؟ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ نئی ووٹر لسٹ کے مطابق حلقہ بندیاں ہونی چاہئیں اور تقریباً 10 ہزار سے کم آبادی پر حلقہ بندی نہیں ہونی چاہئے۔ شہروں میں وارڈ نمبر ضرور لگانے چاہئیں اور وارڈ نمبروں کے ساتھ مکان نمبر آنے چاہئیں۔ 1963 میں وارڈ بنے تھے اور اس کے ساتھ ہر مکان پر نمبر بھی لگا تھا لیکن اس کے بعد نئی آبادیاں اتنی زیادہ ہو گئی ہیں لیکن مکانوں پر کوئی نمبر نہیں لگایا گیا۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ حلقہ بندی کرتے وقت وارڈ کے ساتھ مکانوں پر نمبر لگائے جائیں۔ وارڈ کونسلر کا الیکشن غیر جماعتی ہونا چاہئے کیونکہ grass-root level پر جو قباحتیں جماعتی الیکشن میں ہمارے ورکروں کو آئیں گی ان سے ہمیں بچنا چاہئے اور غیر جماعتی الیکشن میں نیا talent بھی سامنے آئے گا۔ سپیشل سیٹ، minority سیٹ، کسان سیٹ اور عورتوں کی سیٹ پر الیکشن ضرور ہونا چاہئے۔ دنیا کے کسی ملک میں بھی سپیشل سیٹ نہیں ہے جو بھی آتا ہے الیکشن جیت کر آتا ہے یہی جمہوریت کی خوبصورتی ہے۔ میونسپل کارپوریشن کی اسمبلی میں خواتین کی percentage کے مطابق نئے حلقے بنائے جائیں تاکہ وہ عوام کا ووٹ لے کر اسمبلیوں میں بیٹھیں یہی جمہوریت کی خوبصورتی ہے اور وہ اپنے حلقے کے مسائل کو حل کر سکیں۔ غیر مسلم خواتین کی نمائندگی بھی کارپوریشن میں ضرور ہونی چاہئے وہ بھی عوام کا ووٹ لے کر کارپوریشن کی اسمبلی میں آئیں۔ مصالحتی کمیٹی بھی ضرور بننی چاہئے اس میں grass-root level پر جو مسئلے مسائل ہیں وہ حل ہو جائیں گے۔ CCP یعنی Citizen Community Board جو پہلے بنا ہوا تھا اس کے ذریعے بہت کام ہوئے ہیں اور ہمارے شہر میں خاص کر CCP کے تحت بہت سارے کام ہوئے ہیں، سڑکیں بھی بنی ہیں اور بھی دوسرے کام ہوئے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ CCP بورڈ دوبارہ بننے چاہئیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب عبدالقدیر علوی صاحب!

جناب عبدالقدیر علوی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس مقامی حکومت کے بل پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں لاء منسٹر صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا جنہوں نے یہ بل ایوان میں پیش کیا اور انہوں نے اپوزیشن بنچوں اور حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے تمام

ممبران کو یہ کہا کہ آپ بھی اس پر اپنی تجاویز دیں اور ساتھ ساتھ انہوں نے ایک سپیشل کمیٹی بھی بنا دی کہ جو ممبران یہاں اپنی رائے نہیں دے سکتے وہ کمیٹی میں اپنی رائے دے سکتے ہیں۔ میڈیا اور سول سوسائٹی کے لوگ بھی وہاں اپنی رائے دیں اس کے علاوہ بے شمار لوگوں نے سپیشل کمیٹی میں اپنی تجاویز دیں اور ہمارے لاء منسٹر صاحب نے وقتاً فوقتاً ایوان میں آ کر بتایا کہ یہ، یہ تجاویز ہمارے پاس آ رہی ہیں۔ انہوں نے اس بل کو ایوان میں انتہائی خوبصورت انداز میں اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے پیش کیا، ہم ان کی اس روایت کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ مقامی حکومت کے الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں کیونکہ اگر یہ جماعتی بنیادوں پر ہوں گے تو پھر وہی ایم پی اے اور ایم این اے کے ارد گرد رہنے والے جماعتی لوگ آ جائیں گے جو حقیقی مسائل زدہ لوگ ہیں، جن کے مسائل ہیں ان کو حل کرنے والے نمائندے اس مقامی حکومت کے الیکشن سے محروم ہو جائیں گے تو اس لئے ہر حال میں غیر جماعتی الیکشن ہی ہونے چاہئیں۔ اس کے علاوہ یونین کونسل کے حلقے نہیں ہونے چاہئیں، وارڈ سسٹم ہونا چاہئے اگر یونین کونسل کا حلقہ بنا دیا گیا تو حلقہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ غریب اور کچی آبادیوں میں رہنے والے لوگوں کے چھوٹے چھوٹے مسائل، محلوں اور گلیوں کے مسائل کو دیکھنے اور سُننے والا کوئی نہیں ہو گا جن کے پاس وسائل ہوں گے وہی الیکشن لڑیں گے۔ غریب کسان اور کاشت کار اس سے محروم ہو جائے گا کیونکہ اس کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوں گے کہ وہ پورے حلقہ میں اپنا نشان یا election campaign چلا سکے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ہر حال میں وارڈ سسٹم ہی ہونا چاہئے کیونکہ وارڈ سسٹم میں ہی لوگوں کے مسائل کا حل نکلے گا اور وہ اپنے نمائندے تک پہنچ سکیں گے۔ اگر اتنے بڑے بڑے حلقے ہوں گے تو اس میں برادریوں کا مسئلہ آ جاتا ہے جس کی برادری بڑی ہو گی وہی کامیاب ہو جائے گا اس لئے اس کو وارڈ سسٹم میں ہی ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ یہ جو پانچ ممبران کی تعداد رکھی گئی ہے میری تجویز ہے کہ ہر یونین کونسل میں سات ممبران کر دیئے جائیں۔ جیسے میرے بھائی نعیم اللہ نے کہا کہ ایک ہیلتھ کونسلر اور ایک ایجوکیشن کونسلر ہونا چاہئے۔ میں بھی یہی کہوں گا کہ یہ وقت کی اور اس حلقہ کی انتہائی ضرورت ہے۔ آج کل لوگ جن مسائل کی وجہ سے پریشان ہیں وہ یہ ہیں کہ ان کو صحت اور ایجوکیشن کی سہولت میسر نہیں ہے جب ان کا اپنا نمائندہ ہو گا تو وہ ان کے لئے راہنمائی کرے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ پنچایت سسٹم کو فعال کیا جائے اور اس کا تعین کیا جائے کہ اس میں کن کن کی نمائندگی ہونی چاہئے، میرے خیال میں اس میں سیاسی نمائندگی ضرور ہونی چاہئے پھر ہی یہ پنچایت سسٹم فعال ہو گا۔ اس کے ساتھ جو ضلع کونسل، میونسپل کمیٹی، میونسپل کارپوریشن اور

میٹروپولیٹن کارپوریشن کے چیئرمین ہوں گے، میری تجویز ہو گی کہ وہ براہ راست الیکشن لڑیں نہ کہ وہ کونسلر سے ووٹ لیں اور horse-trading کا بازار گرم ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب اکمل سیف چٹھہ!

جناب اکمل سیف چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں وزیر بلدیات رانا ثناء اللہ خان اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس طرح ہو رہا ہے کہ بلدیاتی بل کو اتنا زیادہ ٹائم دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم matter ہے اور اس کو اتنا ہی ٹائم اور توجہ دینی چاہئے تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا جو لوکل باڈی کا نظام ہے، ہمارے گلی محلوں تک یہی لوگ پہنچتے ہیں۔ گلی محلوں کی ڈویلپمنٹ کے حوالے سے بھی اگر بات کریں اور یہاں پر جو پنچایتی نظام کا ذکر ہو رہا ہے اس حوالے سے بھی جو چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں ان کا تعلق اسی بلدیاتی نظام سے ہے۔ میں یہ اُمید کر رہا ہوں کہ جس طرح اس کے اوپر محنت کی جا رہی ہے اور اس کو ٹائم دیا جا رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایک بہترین نظام لے کر آئیں گے۔ اس پر کافی زیادہ بحث ہو چکی ہے اور کافی زیادہ تجاویز بھی آچکی ہیں تو شاید میری تجاویز میں کسی حد تک repetition بھی ہو، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ دھڑے ہمیشہ بلدیاتی الیکشن میں ہی بنتے ہیں اور کسی حد تک یہ بات درست بھی ہے اس لئے اگر یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر کروایا جائے یا غیر جماعتی بنیادوں پر کروایا جائے بہر حال یہ دھڑوں کا الیکشن ہی ہوتا ہے اور جب چیئرمین اور اس کے ساتھ ممبران کا پینل بنا کر الیکشن لڑا جاتا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہو یا غیر جماعتی بنیادوں پر ہو۔ چونکہ میرا تعلق rural area سے ہے اور ایک بڑا قصبہ بھی میرے علاقہ میں آتا ہے تو اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو شہری آبادی میرے حلقہ میں ہے علی پور چٹھہ، پہلے وہ ٹاؤن کمیٹی ہوا کرتی تھی اور اس دفعہ غالباً وہ میونسپل کارپوریشن کی حدود میں آجائے گی تو جو شہری آبادی ہے وہاں پر تو وارڈ سسٹم ٹھیک ہے لیکن اگر دیہاتی علاقوں میں وارڈ سسٹم ہو تو ہمیں اس بات کا اندازہ ہے کہ اگر اتنی چھوٹی سطح پر وارڈ سسٹم ہو گا تو وہاں پر لڑائی جھگڑے بہت زیادہ ہوں گے۔ یونین کونسل کی سطح پر وارڈ سسٹم نہیں ہونا چاہئے اس کے علاوہ جو ممبران کی تعداد کے حوالے سے بحث ہو رہی ہے میں یہ کہوں گا کہ پانچ ممبران کی تعداد کم ہے یہ تعداد بڑھائی جائے اس سے ایک تو لوگوں کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی ملے گی اور دوسرا جس طرح ہیلتھ اور ایجوکیشن کی بات ہو رہی ہے تو یونین کونسل اور میونسپل کارپوریشن کی سطح پر وہاں

کمیٹیاں بھی بنائی جاتی ہیں اور ظاہر ہے چیئرمین اور وائس چیئرمین کو تمام معاملات حل کروانے کے لئے اپنی ٹیم بھی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب اکمل سیف چٹھہ: اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ ممبران کی تعداد پانچ یا سات کی بجائے دس گیارہ کر دی جائے تو اس طرح زیادہ کمیٹیاں بھی بن سکتی ہیں اور زیادہ افراد کو duties دی جا سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چٹھہ صاحب! مہربانی کر کے مختصر کریں۔

جناب اکمل سیف چٹھہ: جناب سپیکر! میں بالکل مختصر کرنے لگا ہوں۔ یہاں پر ایک تجویز یہ بھی آئی تھی کہ جو بڑے قصبے ہیں، قصبوں سے مراد یہ ہے کہ جو بڑے گاؤں ہیں ان کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جائے میں یہ کہوں گا کہ جو بڑے گاؤں ہیں بہر حال وہ ہیں تو گاؤں ہی اس لئے پورے گاؤں کی ایک یونین کونسل بھی بن جائے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اگر وہ ٹاؤن کمیٹی بن جائیں گے تو وہاں پر ان کی taxation اور فنڈز کے مسائل ہوں گے لہذا ٹاؤن کمیٹی پر غور نہ کیا جائے اور اسی طرح خواتین اور اقلیتوں کی نشستوں کو elected ہونا چاہئے نہ کہ non-elected ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چٹھہ صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ جی، چودھری علی اصغر منڈا!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! direct تجاویز پر ہی آ جائیں تو بہتر ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! جب سے آپ اس کرسی پر متمکن ہوئے ہیں میں نے پہلی دفعہ اس ایوان میں آپ کی موجودگی میں بات کرنے کی جسارت کی ہے لہذا میں آپ کو دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میں دو دفعہ آپ کا نام پہلے بھی پکار چکا ہوں لیکن آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں تعریفوں کا سلسلہ شروع نہیں کرتا میں اس حوالے سے صرف اپنی suggestions ہی دوں گا۔ ایک بات کہنا بہت ضروری ہے جس طرح ہماری حکومت نے Charter of Democracy اور اس الیکشن میں بھی وعدہ کیا تھا کہ ہم لوکل باڈیز کے الیکشن کروائیں گے اس کو ہم بروقت پورا کر رہے ہیں۔ اس وقت پاکستان کی چاروں صوبائی اسمبلیوں میں

سب سے پہلے صوبہ پنجاب کے اندر یہ بل اسمبلی floor پر آیا ہے، اس موقع پر میں وزیر قانون اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم عدالت عظمیٰ کے حکم پر بھی پوری طرح سے عمل درآمد کریں گے اور وہ وعدہ جو ہماری قیادت نے الیکشن میں عوام کے ساتھ کیا تھا کہ ہم حکومت بنانے کے فوری بعد مقامی بلدیاتی اداروں کو قائم کریں گے، ایک نئی قانون سازی کریں گے جو عوامی امنگوں کی آئینہ دار ہوگی۔ آپ دیکھ رہے ہیں جس طرح اسمبلی کے تمام ممبران کو سپیشل کمیٹی کے اندر، اسمبلی کے floor پر open discussion کا موقع فراہم کیا گیا ہے جس طرح سول سوسائٹی کو ہم نے اظہار خیال کے لئے invite کیا ہے، جس طرح میڈیا والوں کو بھی ہم نے request کی ہے کہ وہ اپنے پروگراموں میں، اپنے talk shows میں بات کریں اور ہمیں اس پر اپنی suggestions بھی دیں جو پنجاب کے عوام کے لئے بہتر ہوں تاکہ ہم قانون سازی میں اس پر عملدرآمد کر سکیں۔ میں بھی اس بل پر اپنی suggestions دیتے ہوئے عرض کروں گا کہ اس بل میں سب سے پہلے یونین کونسلوں کی composition ہے۔ اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ ہم حلقہ بندیوں کا جو پنڈورا باکس کھولنا چاہتے ہیں، اس الیکشن میں ہمیں اس سے avoid کرنا چاہئے۔ اگر ہم نے الیکشن بروقت کروانے ہیں تو فی الحال ہمیں حلقہ بندیوں کا خیال دل سے نکال دینا چاہئے کیونکہ ابھی تک پاکستان کے اندر 1988 کے بعد کوئی مردم شماری بھی نہیں کی گئی لہذا اس مردم شماری کے نکتے کو سامنے رکھتے ہوئے یونین کونسلوں کی پرانی حلقہ بندیوں پر ہی اکتفا کرنا چاہئے اور ان ہی یونین کونسلوں کی بنیاد پر موجودہ بلدیاتی الیکشن کروانے چاہئیں۔ اس کے بعد آئندہ الیکشن سے پہلے ہم پنجاب اسمبلی کے floor کے ذریعے فیڈرل گورنمنٹ سے بھی مطالبہ کریں گے کہ وہ اس الیکشن کے فوری بعد قومی سطح پر مردم شماری کروائے۔ اس دوران ہمارے پاس کافی وقت ہوگا جس میں ہم نئی حلقہ بندیاں کر لیں گے۔ یونین کونسلوں اور ایم پی ایز، ایم این ایز کے لئے بھی نئی مردم شماری کی بنیاد پر نئی حلقہ بندیاں کریں گے اس لئے میں بڑے ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ جو یونین کونسلیں اس وقت exist کرتی ہیں ان کی جو حلقہ بندی موجود ہے فی الحال ان کو نہ چھیڑا جائے اور ان ہی کی بنیاد پر الیکشن کروائے جائیں۔ اس طرح ہم عوام سے کیا ہوا وعدہ بروقت پورا کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد دوسری عرض یہ ہے کہ یونین کونسل کے level پر ممبر ڈسٹرکٹ کونسل کا حلقہ ہونا چاہئے، ممبر ڈسٹرکٹ کونسل یونین کونسل کی بنیاد پر direct vote لے کر منتخب ہو۔ یونین کونسل کی حد تک ممبران کی تعداد بڑھا دی جائے اس کو پانچ کی بجائے دس کر دیا جائے اور دس

کونسلر کے جو candidate ہیں وہ سارے یونین کونسل سے direct vote لے کر آئیں اور جو نمبر ایک پر آئے یعنی سب سے زیادہ ووٹ لے وہ اس متعلقہ یونین کونسل کا چیئرمین بن جائے جو نمبر دو پر ووٹ لے کر آئے وہ اس یونین کونسل کا وائس چیئرمین بن جائے۔اس طرح کی composition بن جائے، یہ میری ایک تجویز ہے۔اسی طرح ٹاؤن کمیٹی جس کی آبادی کی ایک specific تعداد ہے، ہماری سپیشل کمیٹی میں بھی جس طرح سے discuss ہوتا رہا ہے کہ جس یونین کونسل کی آبادی تیس، چالیس ہزار کو touch کرے اور زیادہ سے زیادہ آبادی دو لاکھ تک ہو خاص طور پر وہاں پر ایک compact unit بھی ہو تو اس کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دے دیا جائے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں اور اسی طرح پھر دو لاکھ سے اوپر کی آبادی کے لئے میونسپل کمیٹی ہونی چاہئے، اسی طرح پانچ لاکھ سے بیس لاکھ تک کی آبادی کے لئے میونسپل کارپوریشن۔اس کے بعد جس طرح لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے جو کہ ایک بہت بڑا شہر ہوتا ہے اس سلسلے میں میری request یہ ہے کہ ان ہی یونین کونسلوں کی بنیاد پر direct vote لے کر اس کا ایک کونسلر منتخب ہو جو ضلع یا کارپوریشن کا ممبر بنے۔ وہ میونسپل کمیٹی، ٹاؤن کمیٹی یا میٹروپولیٹن کارپوریشن یا اس ڈسٹرکٹ کمیٹی کا ممبر ہو۔ وہ بھی direct vote لے کر آئے اور ان کی حلقہ بندی بھی union council level پر ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں آخری عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح پچھلے نظام میں میرے خیال میں بظاہر ایک چھوٹی سی خرابی تھی لیکن حقیقت میں بہت بڑی خرابی تھی کہ اکاؤنٹس کا مالک ایک یو سی ناظم، تحصیل ناظم اور ڈسٹرکٹ ناظم کو بنا دیا گیا یعنی account operate کرنے کا اس کو اختیار دے دیا گیا۔ جس طرح سے ان ناظمین نے سرکاری فنڈ اور قوم کے پیسے کو بے دردی سے استعمال کیا وہ ایک لمبی کہانی ہے اگر وہ بیان کرنے لگیں تو میرے خیال میں ایک ایک ممبر کو اس کے لئے پورا دن درکار ہو گا۔ جس طرح سے انہوں نے قوم کے پیسے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے اس کے لئے میں ایک تجویز بھی دوں گا کہ جس طرح پہلے ناظم اور سیکرٹری یونین کونسل، چور اور چوکیدار جس طرح سے ساز باز کر لیتے تھے اس کو روکنے کے لئے کوئی ایسا mechanism بنانا چاہئے، کوئی ایسا check and balance ہونا چاہئے کہ چور اور چوکیدار جس طرح سے مل کر ڈاکا مارتے تھے اس کو روکا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کہیں یہ نہ ہو کہ یہ چیئرمین، ناظم یا ممبر ڈسٹرکٹ کونسل، suppose اگر اسمبلی floor سے کوئی ایسا consensus develop ہوتا ہے کہ ممبر ضلع کونسل ہی

چیئرمین یونین کونسل ہوگا تو پھر کہیں وہ سیکرٹری یونین کونسل کے ساتھ مل کر "اٹی سٹی" ملا کر سرکاری فنڈز اور قوم کے قیمتی پیسے کی خُورد بُرد نہ کر لے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): اس کے لئے ہمیں کوئی ایسا check and balance بنانا چاہئے۔ جہاں تک آڈٹ والی بات ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک تخیلاتی سی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں آخری عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! اب wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): میرے علم میں یہ بات آئی ہے، مجھے ایک ناظم صاحب ہیں انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس آڈٹ والے آتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یار! آپ بتائیں آپ ہم سے کیا کام لینا چاہتے ہیں، بتائیں آپ ہم سے کیا کروانا چاہتے ہیں؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ کوئی ایسا آڈٹ نہیں ہونا چاہئے بلکہ کوئی ایسا check and balance ہونا چاہئے جس سے قوم کا قیمتی سرمایہ صحیح جگہ پر اور صحیح ہاتھوں سے استعمال ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! آخری تجویز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! آپ وزیر قانون کے ساتھ بیٹھیں اور ان کو یہ آخری تجویز دے دیں کیونکہ انہوں نے ابھی بات کرنی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! اگر پورے ایوان کا consensus اس بات پر develop ہو جس طرح پچھلی دفعہ ناظم اور نائب ناظم کے لئے اعزازیہ رکھا گیا تھا میری اس میں تجویز ہے کہ چیئرمین، وائس چیئرمین اور کونسلر کے لئے مناسب اعزازیہ رکھا جائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بڑی اچھی تجویز ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): اور اسی طرح ممبر ضلع کونسل کے لئے ایک مناسب اعزازیہ مقرر کرنا چاہئے تاکہ وہ قومی خدمت میں اور عوامی خدمت میں اپنا بھرپور role ادا کر سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔آخری مقرر احمد خان بلوچ صاحب ہیں۔بلوچ صاحب! پہلے آپ کا نام بلایا گیا تھا لیکن آپ نہیں تھے۔آپ سینئر آدمی ہیں انتہائی مختصر بات کریں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! انشاء اللہ میں صرف دو منٹ لوں گا۔ میں جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ یہاں پر ایک جمہوری حکومت یہ بل پاس کر رہی ہے اور عوامی نمائندوں سے یہ بل پاس ہونے کے بعد الیکشن ہوں گے۔ پہلے جتنے بھی الیکشن ہوئے وہ سب ڈکٹیٹروں نے کرائے،ایوب خان تھا،ضیاء الحق تھا اور باقی جنرل تھے جنھوں نے الیکشن کرائے۔یہ پہلا الیکشن ہے جس پر ہمارے میاں برادران اور ہمارے لاء منسٹر مبارکباد کے مستحق ہیں جنھوں نے یہ قدم اٹھایا ہے۔ میں وزیر قانون کے ساتھ تین چار پیریڈ گزار چکا ہوں لیکن میں نے پہلی دفعہ ان کا اپوزیشن کے ساتھ اتنا پیار، اتنی لچک اتنا حوصلہ دیکھا ہے۔پتا نہیں ان کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ رانا ثناء اللہ خان نہیں رہے۔ انہوں نے اتنا حوصلہ کیا ہے اور اپوزیشن سے کہا ہے کہ جتنے مرضی دن لیں، جتنی مرضی میعاد لیں جتنی مرضی تجاویز دیں اور جو بھی مثبت تجویز ہو گی اس پر عمل ہو گا۔ جو بھی مثبت تجاویز ہوں گی ان میں سے کسی پر بھی اعتراض نہیں ہو گا۔اس دفعہ انہوں نے اپوزیشن کے ساتھ جو روّیہ اختیار کیا ہے اس پر یہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جناب سپیکر! اگر اجازت ہو جائے اور حلقہ بندیاں کرا دیں تو اچھا ہو گا لیکن اگر اجازت نہیں ہو سکتی تو پھر میری تجویز ہے کہ یونین کونسلوں کو بھی نہ چھیڑا جائے وہ جس حال میں ہیں وہ پندرہ ہزار کی ہیں، بارہ ہزار کی ہیں یا بیس ہزار کی ہیں ان کو نہ چھیڑیں بلکہ اسی حال پر الیکشن کرا دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر! میری تیسری بات یہ ہے کہ پچھلے بل میں جو سب سے زیادہ خامی تھی وہ کرپشن کی تھی۔ کروڑوں اور اربوں روپے لوٹ کر لے گئے اور آج تک وہ پیسے واپس نہیں ہوئے لہذا میری گزارش ہے کہ اس میں جتنا ہو سکے کرپشن کو روکا جائے۔ کرپشن نہیں ہونی چاہئے بلکہ یہ بل کرپشن سے پاک ہونا چاہئے۔یہ لوگ مثالیں دیں کہ اگر جمہوری حکومت نے ایک بل پاس کیا تھا تو وہ اتنا اچھا تھا کہ اس میں کرپشن نہیں ہو سکی۔ میری اس تجویز پر ضرور عمل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میری یہ بھی تجویز ہے کہ الیکشن direct ہونا چاہئے وارڈ بندی کا نہیں ہونا چاہئے۔ ممبران کی خرید و فروخت سے بچائیں ورنہ ممبران کو لاہور لے جاتے ہیں، کراچی لے جاتے ہیں وہ پردیسی بنے ہوئے ہوتے ہیں اس سے لڑائیاں جھگڑے ہوتے ہیں لہذا direct الیکشن کرا دیں تو یہ قوم کے مفاد میں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ ٹائم بالکل ختم ہے اور لاء منسٹر صاحب نے بات کرنی ہے۔ آپ mind نہ کریں شفقت کریں اور بیٹھ جائیں۔ پچھلے چار دن سے اس بل پر بحث جاری تھی اور کوشش کی گئی ہے کہ ممبران کو maximum time دیا گیا ہے چاہے وہ حکومت کے ہوں یا اپوزیشن کے۔ آج اس بحث کا آخری دن تھا۔ میں آخر میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس بحث کو conclude کریں۔ ایوان کا ٹائم دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان تمام معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا اور اپنے انتہائی قیمتی valuable خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے ایک ایک شق پر اظہار خیال اور تجزیہ کیا میں ان سب ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خاص طور پر اپوزیشن کے ان ممبران کا جنہوں نے یہاں ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میری، میرے ڈیپارٹمنٹ اور گورنمنٹ کی راہنمائی کی کہ ہم اس بل کو بہتر سے بہتر کر سکیں میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خاص طور پر وہ ممبران جنہوں نے کافی بڑی تعداد میں انہی دنوں میں جب سے یہ بحث ہوتی آ رہی ہے تو تقریباً روزانہ ایک بجے سے لے کر افطاری کے ٹائم تک چار پانچ گھنٹے یہاں پر روزانہ بیٹھے ہیں اور میں بھی اپنے معزز ممبران بھائیوں کے ساتھ ہمہ وقت وہاں پر موجود رہا ہوں۔ آپ یقین کریں کہ اس مسودے میں ایک ایک شق پر، ایک ایک پہلو پر اور خاص طور پر جو composition کا پہلو ہے کیونکہ جہاں تک اختیارات کا تعلق ہے اگر اختیارات میں کوئی کمی ہے تو اس سے متعلق پہلے سے اس مسودے میں ایک شق موجود ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اپنا کوئی بھی function devolve کر کے یونین کونسل level پر دے سکتی ہے دوستوں کی تجویز ہے کہ یونین کونسل کو village کونسل کے نام سے replace کیا جائے اور شہروں میں سٹی کونسل کے نام سے replace کیا جائے۔ یہ جو بنیادی tiers ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جائے ultimate goal یہ ہے کہ اگر اختیارات صوبے سے ضلع کی سطح پر جائیں تو وہ وہاں جا کر اٹک نہ جائیں بلکہ وہ وہاں سے trickle down ہوں اور وہ village کونسل اور سٹی کونسل level تک جائیں۔ وہ اختیارات financial authority بھی ہوں اور اس علاقے کو کنٹرول کرنے سے متعلق وہاں پر جو بھی میونسپل سروسز یا دوسری سروسز ہیں ان سب پر ایک مقامی یونٹ کے طور پر وہاں لوگوں کے مسائل

حل کرے لیکن اس میں اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ ساتھ ساتھ capacity کو built کیا جائے۔ اس سے پہلے یہاں پر جو نظام نافذ رہا ہے اس میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ انہوں نے ٹاؤن کونسلز بنائیں، ڈسٹرکٹ کونسلز بنائیں، ناظمین بنائے اس کے بعد یونین کونسلز بنائیں لیکن انہوں نے یونین کونسل level پر تو دیا ہی کچھ نہیں وہ تو بالکل فارغ تھے، ٹاؤن اور ڈسٹرکٹ level پر ان کی capacity built کئے بغیر انہیں اختیارات دے دیئے اور وہ کرپشن کی سب سے بنیادی وجہ بنے۔ اسی طرح سے جو common subject ہیں مثال کے طور پر ایجوکیشن ہے اب اگر ایک ضلع میں ضلع کونسل بھی ہے، میونسپل کمیٹی بھی ہے اور یونین کونسلز بھی ہیں تو وہاں پر یہ نہیں ہو سکتا کہ ہر سکول کی different administration ہو۔ اس مقصد کے لئے ڈسٹرکٹ ہیلتھ اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی کا concept رکھا گیا ہے۔ ممبران نے اس پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس میں ابھی سے یہ بات رکھی گئی ہے کہ اس میں منتخب نمائندے جو کہ ان کونسلز کے نمائندے ہوں گے یہاں پر دوستوں نے کہا کہ یونین کونسل وار ایجوکیشن کونسل اور ہیلتھ کونسل کی بنیاد رکھی جائے۔ بہر حال اس میں جو منتخب نمائندے ہوں گے وہ انہی کونسلز سے منتخب ہو کر آئیں گے۔ یہی کونسلز ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹی میں اپنے ممبران کو منتخب کر کے بھیجیں گی اور یقیناً وہ انہی لوگوں کو بھیجیں گی ہو سکتا ہے کہ بعض کونسلز میں ایجوکیشن کے ریٹائرڈ لوگ ہوں، ہیلتھ کے لوگ ہوں یعنی بڑا تجربہ رکھنے والے لوگ ہوں۔ وہ لوگ اس level پر آ کر اپنے علاقے کی بہتری کے لئے کام کر سکتے ہیں۔ یہاں پر majority elected representatives کی ہے۔ ہم فی الحال وہاں پر ٹیکنوکریٹس اور گورنمنٹ کو اختیار دے رہے ہیں کہ وہ اقلیت میں، minority میں کچھ لوگوں کو نامزد کر سکیں لیکن وہ صرف اور صرف professional لوگ ہوں گے، ٹیکنیکل لوگ ہوں گے وہ صرف ان اتھارٹیز کی capability اور capacity بڑھانے کے لئے ہوں گے اور جوں جوں مرحلہ آگے چلتا جائے گا تو انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ وہاں پر کوئی اور ممبر نہیں ہو گا ماسوائے ان لوگوں کے جن کو کونسلز elect کر کے بھیجیں گی۔ اسی طرح سے کارپوریشن اور میٹروپولیٹن میں پہلے سنگل وارڈ حلقے کی تجویز تھی اس پر بھی دوستوں نے آراء دی ہیں۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو محنت کی ہے، جو تجاویز دی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان پر in letter and spirit عمل کیا جائے گا۔ آپ کے پاس ایک مسودہ موجود ہے اس مسودے میں بہت ساری چیزیں بڑی عرق ریزی کے ساتھ، اس پر بڑی میٹنگز ہوئیں، اس پر سیاستدانوں اور بیوکریسی کی میٹنگز ہوئیں، پارٹی level پر میٹنگز ہوئیں، یہ process تقریباً پچھلے ڈیڑھ دو سال سے چلتا رہا اس

کے بعد یہ مسودہ بنا۔ایسے نہیں کہ دس آدمی بیٹھے اور انہوں نے یہ مسودہ بنادیا بلکہ اسے پوری thought دے کر تیار کیا گیا ہے لیکن even then جب اجتماعی wisdom سامنے آیا اور اس پر معزز ممبران نے یہاں ایوان میں بھی اور کمیٹی میں بھی arguments کئے تو بات سمجھ آئی کہ ہاں یہاں یہاں پر amendment کی جائے اور تبدیلی کی ضرورت ہے اس لئے اس کی تفصیل میں جائے بغیر میں بالکل یہ بات واضح طور پر کہتا ہوں کہ جو بات میں نے یہاں پر on behalf of وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پارٹی لیڈر کے طور پر وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی طرف سے کی تھی کہ یہ مسودہ ہم ایک بحث کو initiate کرنے کے لئے پیش کر رہے ہیں لیکن اس کے اوپر بحث کے بعد جو consensus اُبھرے گا ہم اس کو accept کریں گے۔جب کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں lay ہوگی تو اس مسودہ میں آپ بعض بنیادی اور کچھ معمولی نوعیت کی تبدیلیاں دیکھیں گے جس سے یقیناً یہ بات سچ ثابت ہوگی کہ حکومت نے اس Bill کو نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ پیش کیا ہے۔اس معزز ایوان میں دوست اپنی input دیں گے، بحث کریں گے اور اس کے بعد جو consensus اُبھرے گا اس کے مطابق اس Bill کو final کیا جائے گا۔ہم نے پریس کو بھی درخواست کی تھی کہ وہ میٹنگ میں participate کرے اور ہماری پریس گیلری کمیٹی کے صدر ڈوگر صاحب، جنرل سیکرٹری نعیم بٹ صاحب اور ان کے دیگر دوست ہمہ وقت وہاں کمیٹی روم میں میٹنگ کے دوران موجود رہے ہیں۔انہوں نے بھی اس سلسلے میں ہماری راہنمائی کی ہے۔پریس اس بات کی گواہ ہے کہ کمیٹی روم میں جب یہ ساری discussion ہوئی تو وہاں پر کوئی فرق نہیں تھا کہ:

Who is from opposition and who is from government side?

بعض ایسی تجاویز جو کہ حزب اختلاف کی طرف سے آئیں اُن کو حکومتی ممبران کی طرف سے support کیا گیا۔اسی طرح بعض تجاویز حکومتی ممبران کی طرف سے آئیں اور ان کو حزب اختلاف کے معزز ممبران نے support کیا۔ان سب تجاویز کو ہم اس Bill کا حصہ بنانے جا رہے ہیں۔جب کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش ہوگی تو وہ اس بات کا ثبوت ہوگی کہ ہم نے اس معزز ایوان کو empower کیا ہے۔ایسا بالکل نہیں کیا جیسا پہلے ہوتا رہا ہے کہ ایک دفعہ جو مسودہ بن کر بیوروکریسی سے clear ہو کر آ جائے تو بس اس کے بعد پھر مکھی پہ مکھی مارنے والی بات ہوتی ہے اور "ہاں"، "ناں" ہو کر سارا Bill legislate ہو جاتا ہے۔اس مرتبہ اس Bill میں جو تبدیلیاں ہونے جا رہی ہیں وہ اس بات کا ثبوت

ہوں گی کہ وہ اس ایوان کی property ہے اور اس کو ان معزز ممبران کی آراء کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ میں یہاں اپنے معزز ممبران سے یہ بھی کہوں گا کہ ابھی چونکہ اس کے legislate ہونے میں وقت ہے اور ہم شاید 12۔ اگست کو دوبارہ اجلاس بلائیں لیکن اس دوران خصوصی کمیٹی کی میٹنگ روزانہ کی بنیاد پر ہوتی رہے گی۔ کل چونکہ جمعۃ الوداع ہے اس لئے کل میٹنگ نہیں ہو گی اس کے بعد یہ میٹنگ عیدالفطر کی چھٹیوں تک جاری رہے گی۔ یہ تقریباً تین چار دن بنتے ہیں اور ہم ان دنوں میں میٹنگ کریں گے۔ جو دوست ابھی تک اپنی آراء نہیں دے سکے اور وہ مزید کوئی بہتر تجویز دینا چاہتے ہیں تو اسے تحریری طور پر یا خود تشریف لا کر دے سکتے ہیں۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ یہ Bill legislate ہو گا۔ سپریم کورٹ کا یہ حکم ہے کہ ستمبر تک الیکشن کروائے جائیں تو ہماری کوشش یہی ہو گی کہ اس حکم پر عمل کیا جائے۔ حلقہ بندی سے متعلق بھی دوستوں نے بڑی قیمتی آراء دی ہیں کہ اس exercise کو کس طرح بروقت کیا جا سکتا ہے یا اگر تھوڑا مزید وقت چاہئے ہو گا تو اس سے متعلق پھر ہم سپریم کورٹ سے عرض کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس خلوص نیت سے ہم یہ exercise کر رہے ہیں تو یقیناً اس کے اوپر اب کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہئے کہ موجودہ پنجاب حکومت اور پاکستان مسلم لیگ (ن) بلدیاتی الیکشن کروانے میں پوری طرح سے مخلص ہے۔ ہم نے اس میں سول سوسائٹی کو بھی دعوت دی اور خواتین کی تنظیموں نے بھی باقاعدہ ہماری میٹنگ میں شرکت کی ہے۔ ہمارے مسودہ کے مطابق یونین کونسل level پر سپیشل سیٹ پر ایک خاتون کی نمائندگی رکھی گئی تھی لیکن انہوں نے کہا کہ کم از کم دو خواتین کی نمائندگی ہونی چاہئے تو ہمارے ممبران کمیٹی کی اکثریت نے اس بات کو تسلیم کیا اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ تو ایک این جی او یا پرائیویٹ تنظیم ہے اور ان کا کیا استحقاق ہے؟ اسی طرح سول سوسائٹی کی بات کو ممبران نے بڑے کھلے دل سے تسلیم کیا اور میرا یہ خیال ہے کہ خصوصی کمیٹی اس تجویز کو تسلیم کرنے جا رہی ہے کہ یونین کونسل level کے اوپر ایک کی بجائے کم از کم دو خواتین کو نمائندگی دی جائے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ رپورٹ lay ہونے پر سامنے آئیں گی۔ میں تمام ممبران کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس میں بہت سیر حاصل بحث کی اور حکومت کی راہنمائی کی ہے۔ انشاء اللہ ان کی راہنمائی میں یہ Bill legislate ہو گا۔ یہ اس صوبہ کے عوام کے مسائل کو door step تک جا کر حل کرنے میں مددگار ثابت ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(28)/2013/910. Dated. 6th August, 2013. The following Order, made by the Acting Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Rana Muhammad Iqbal Khan,** Acting Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. August 01, 2013 (Thursday).

Dated Lahore, the
01st August, 2013

RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN
ACTING GOVERNOR OF THE PUNJAB"